بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا اللہ جل جلالہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
اہلسنت وجماعت کے لئے ایمان افروز خوبصورت تحفہ
جلد اوّل
خطباتِ قادریہ ضیائیہ
مجموعۂ تقاریر
پیرِ طریقت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہنشاہ خطابت، سرمایۂ اہلسنت
حضرت علامہ مولانا
محمد الٰہی بخش صاحب
قادری رضوی ضیائی
خطیب اعظم جامع مسجد محمدیہ غوثیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
مرتب: صوفی محمد منشا قادری رضوی ضیائی
بتعاون
انجمن رضائے رسولِ الٰہی پاکستان

یا اللہ جل جلالہ — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحبک یاحبیب اللہ

تاقیامت فیض رضا
جاری رہے گا

اہلسنت وجماعت کیلئے ایمان افروز خوبصورت تحفہ
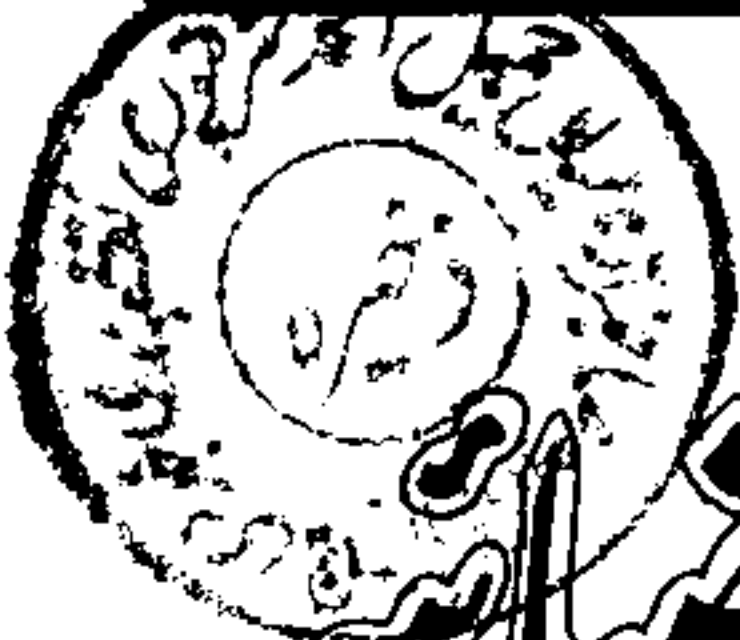
جلد اوّل

خطباتِ قادریہ ضیائیہ

مجموعہ تقاریر

شہنشاہِ خطابت عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرمایہ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا **محمد الٰہی بخش** صاحب قادری رضوی ضیائی

خطیب اعظم جامع مسجد محمدیہ غوثیہ شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

مرتب
صوفی محمد منشاء قادری رضوی ضیائی

بتعاون: انجمن رضائے رسولِ الٰہی پاکستان

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نام کتاب : خطبات قادریہ ضیائیہ (یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے)

موضوعات : صبر، نماز اور شہادت، شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ، امام حسین اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم

ظلم کا انجام، شانِ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم، سید الاولیاء حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مزارات اولیاء اللہ پر حاضری، امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بچپنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خطیب : پیر طریقت عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم الحاج حضرت علامہ مولانا محمد الٰہی بخش صاحب قادری رضوی ضیائی

۵/۱۲۴م شاداب کالونی علامہ اقبال روڈ لاہور۔ فون : ۶۳۱۴۴۱۴

مرتب : صوفی محمد منشار قادری رضوی ضیائی غلامانِ اولیاء کرام کوٹ حیات

ڈاکخانہ منڈی فیض آباد ضلع شیخوپورہ

کاتب : مجاہد حسین۔ ۳۵۔ نسبت روڈ۔ لاہور

تاریخ اشاعت : رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۰ء

ناشر : انجمن رضائے رسولِ الٰہی پاکستان

صفحات : ۳۴۰

قیمت مجلد : -/۱۲۰ روپے

ملنے کا پتہ : صوفی مقصود احمد نقشبندی۔ دوکان نمبر ۴/۲۳۳۳ محلہ گلی ڈرا تیلیاں

اعظم کلاتھ مارکیٹ چونا منڈی۔ لاہور فون : ۷۶۶۶۶۷۵

فہرست مضامین

شجرہ

حضراتِ مشائخ کرام سلسلۂ مبارکہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سلامیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰی ﷺ کے واسطے — یا رسول اللہ ﷺ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے — کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے — علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر — بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری — جندِ حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا — ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد — بوالحسن اور بوسعد سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا — قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَهُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن — بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ — دے حیاتِ دیں محی جانفزا کے واسطے

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا — دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر — بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال — شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کیلئے — خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے — عشقِ حق دے عشقیِ عشق انتما کے واسطے

حبِ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لئے — کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر — اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر — حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے — میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا کے واسطے

دین و ایماں رکھ سلامت استقامت کر عطا — حضرتِ ضیاء الدین باصفا کے واسطے

یا الٰہی بخش دے چھوٹے بڑے سارے گناہ — اپنے اس بندے الٰہی بخش بے ریا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل — عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عرضِ مرتّب

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اُس کے پیارے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ درود و سلام پیش کرنے کے بعد عرض ہے کہ بندہ ناچیز نے اپنے پیرو مرشد عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ مولانا محمد الٰہی بخش قادری ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے تبرکاً پچاس خطبات بذریعہ کیسٹ لکھ کر ترتیب دیے ہیں۔ قارئینِ کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ باوضو دل کی گہرائیوں سے خطبات قادریہ ضیائیہ پڑھیں۔ اِنشاءاللہ عقیدے کی لذّت اور ایمان کی چاشنی نصیب ہوگی۔ کم علمی کی وجہ سے بندہ ناچیز اِس قابل تو نہیں تھا کہ کچھ لکھ سکتا۔ یہ تو مرشدِ کامل کی کرامت ہے۔ شوق نے مجبور کیا بغیر کسی نمائش و دُنیاوی لالچ کے لکھنا شروع کر دیا۔ مقصد صرف یہ ہے کہ حقیقتوں، صداقتوں اور اپنے سچّے عقیدے کی خوشبو کو پھیلایا جائے۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالےٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بندہ ناچیز کے اِس عمل کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے۔ سلامتی ایمان، ذریعہ نجات اور صدقہ جاریہ کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین

صاحبزادہ محمد محبوب الٰہی قادری ضیائی، جناب شوکت علی قادری ضیائی، جناب محمد وقارالدین قادری ضیائی، جناب صوفی مقصود احمد نقشبندی، جناب حاجی عبدالوحید قادری ضیائی جناب صوفی محمد اکرم نقشبندی، برادران حافظ محمد بلال حافظ محمد اویس قادری ضیائی اور تمام انجمنِ رضائے رسولِ الٰہی پاکستان، بندہ ناچیز ان تمام حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہے کہ جنہوں نے خطباتِ قادریہ ضیائیہ کو کتابی شکل دے کر منظرِ عام پر لایا۔ (جزاھم اللہ احسن الجزاء)

بندۂ ناچیز محمد منشار قادری رضوی ضیائی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ اٰمَنْتُ بِاللہِ صَدَقَ اللہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ قَالَ اللہُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ○ اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

صبر، نماز اور شہادت

محترم و معزز حاضرین و سامعین کرام! قرآن کریم کی جو آیات مبارکہ تلاوت کیں، ان کا لفظی ترجمہ، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے باادب غلامو۔ اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اللہ سے مدد چاہو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ جو اللہ کے راستے میں قتل کردیئے جائیں تم انہیں مُردہ مت کہو بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں انکی زندگی کا شعور نہیں۔

محرم الحرام جس سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے اپنی تمام عظمتوں، رفعتوں سمیت طلوع ہوچکا ہے۔ محرم الحرام میں شہیدوں کا ذکر ہوتا ہے، صفر میں ولیوں کا ذکر ہوتا ہے ربیع الاول میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔ ربیع الثانی میں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم سارا قرآن بھی مانتے ہیں اور محرم شریف سے لے کر ذوالحج تک سارے مہینوں کو بھی مانتے ہیں اور انکی عظمت کو دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اہلسنت وجماعت کیلئے تو بہاریں ہی بہاریں ہیں۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو باقی سب کو مصیبت پڑجاتی ہے کہ آج کیا بیان کریں، اگلے جمعہ کیا بیان ہوگا۔ وہ پریشان ہوجاتے ہیں لیکن اہلسنت وجماعت کو کوئی پریشانی نہیں۔ جب بھی کوئی مہینہ آتا ہے ہمارے لئے مضمون ساتھ لے کر آتا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم سے خدا بھی راضی، مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی۔ ہم شہیدوں کو بھی مانتے ہیں، ولیوں کو بھی مانتے ہیں، قرآن کی ہر آیت کو مانتے ہیں، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو مانتے ہیں۔ ہم اہلبیت رضی اللہ عنہم کی شان کو بھی مانتے ہیں، سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو بھی مانتے ہیں اہلبیت رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست احباب ہیں ہم مکہ سے بھی

محبت کرتے ہیں، مدینے سے بھی محبت کرتے ہیں۔ مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ ہے۔ مدینہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت گاہ ہے۔ مکے میں بھی جائیں تو بہاریں ہیں، مدینے میں بھی جائیں تو بہاریں ہیں۔ کوئی مکے سے ناراض ہے، کوئی مدینے سے ناراض ہے، کوئی شہیدوں سے ناراض ہے، کوئی ولیوں سے ناراض ہے کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بے ادب ہے، کوئی اہلبیت رضی اللہ عنہم کا بے ادب ہے، کوئی خارجی ہے کوئی رافضی ہے۔ ہمارا تو عقیدہ ہے جو کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا اہلبیت کا بے ادب ہو جائے وہ جہنم کا خنزیر تو ہو سکتا ہے اہلسنت و جماعت نہیں ہو سکتا۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی بے ادبی کیسے کر سکتے ہیں۔ ہم تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کے غلاموں کو غوث اور قطب مانتے ہیں، تو جن کے غلاموں کے ساتھ ہم اتنی محبت کرتے ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہوگی۔ ہمارا عقیدہ ادب ہی ادب ہے، محبت ہی محبت ہے۔ محرم الحرام کا مہینہ شہیدوں کے ذکر کا مہینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں شہیدوں کی شان خود بیان فرمائی ہے۔ شہیدوں کا مقام کیا ہے کسی سے مت پوچھو، شہیدوں کی شان قرآن مجید سے پوچھو یا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک سے پوچھو۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! کیا مطلب، یہ صرف مومنوں کو حکم ہے بے ایمانوں کیلئے نہیں۔ آگے جتنا سبق ہے اس پر عمل کرنے کا حکم صرف ایمان والوں کو ہے۔ ایمان والو! جب بھی تم کسی مصیبت میں، رنج و غم میں، کسی پریشانی میں، کسی آزمائش میں مبتلا ہو جاؤ تو رب کائنات نے پریشانی اور دکھ درد کو دور کرنے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ فرمایا: اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط

اللہ سے مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ۔ اِسْتَعِیْنُوْا سے یہ بات ثابت

ہوتی ہے۔ صبر کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کی مدد اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ صبر کرنا اور نماز پڑھنا مومن کی پہچان ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ "بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ کوئی ہو نہ ہو خدا یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور بے صبروں کے ساتھ سب ہوں، خدا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم غلط نہیں ہو سکتا۔ اِس آیت میں صبر کا دو مرتبہ ذکر ہے اور نماز کا ایک مرتبہ ذکر ہے پہلے بھی صبر، درمیان میں نماز، بعد میں بھی صبر۔ معلوم ہوتا ہے صبر نماز سے ڈبل چاہیئے۔ یعنی — نماز کا وضو بھی صبر ہے، نماز کی دُعا بھی صبر ہے نماز کی ابتدا بھی صبر ہے، نماز کی اِنتہا بھی صبر ہے، بے صبرے کی نماز قبول نہیں بے صبرے کا روزہ قبول نہیں، بے صبرے کا حج قبول نہیں، بے صبرے کا جہاد قبول نہیں، بے صبرے کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں۔ اور صبر کرنے والوں کے ٹوٹے ہوئے سجدے بھی قبول ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"صبر کا ایمان کے ساتھ وہی تعلق ہے جو سر کا جسم کے ساتھ ہے۔ جب سر جسم سے کاٹ دیا جائے تو جسم مُردہ ہو جاتا ہے، جان بے جان ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صبر کو اگر چھوڑ دو تو ایمان رُخصت ہو جاتا ہے۔ سر کے بغیر جان نہیں۔ صبر کے بغیر ایمان نہیں"۔ صبر کا نتیجہ۔ صبر کا مرتبہ بے حد بلند و بالا ہے۔ ہر نبی علیہ السلام نے صبر کیا ہے ہر ولی رحمۃ اللہ علیہ نے صبر کیا ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبر کیا ہے، تمام اہلبیت رضی اللہ عنہم نے صبر کیا ہے اور اللہ کے مقبول اور محبوب بندے اب تک اِس پر عمل کر رہے ہیں اور اِن شاء اللہ قیامت تک اِس پر عمل ہوتا رہے گا۔

سیدالشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب کربلا کے میدان میں پہنچے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

خود فرماتے ہیں ایک رات عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو اچانک مجھے نیند آگئی جب آنکھ لگی تو نانا جان اِمامُ الاَنبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی اور اِس شان سے زیارت ہوئی۔ اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے دیکھا میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کر دُعا کر رہے ہیں۔ مَیں نے دعائیہ کلمے سُنے۔ میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا۔ یا اللہ میرے حُسین رضی اللہ عنہ کو صبر بھی دے اور اَجر بھی دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرما رہے ہیں اور اِمام حُسین رضی اللہ عنہ سُن رہے ہیں۔ قرآن کا بھی حُکم ہے صبر کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے نواسے اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے لئے صبر کی دُعا مانگ رہے ہیں۔

اَب مَیں آپ حضرات سے عاجزی اور سادگی سے پُوچھنا چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ ہوئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا یقیناً قبول ہوئی ہے اور اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے یقیناً صبر کیا ہے۔ اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ تو صبر کا نام ہے، اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ تو صبر کا اِمام ہے، اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ تو صبر کی پہچان ہے اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ تو صبر کے شہنشاہ اور پیشوا ہیں۔ صبر کی ساری روایتیں سچی ہیں اور بے صبری کی ساری روایتیں جھوٹی ہیں۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں، ہمارے گھروں میں قرآن کی تلاوتیں ہوتی ہیں لیکن اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا گھر تو وُہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے۔ اگر امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے عمل نہیں کیا تو پھر کون عمل کرے گا۔ اِس حدیث کے دوسرے جُملے سے معلوم ہوا جہاں صبر ہے وہاں اَجر ہے۔ اگر صبر نہیں تو اَجر نہیں، اگر اَجر نہیں تو ثواب نہیں۔

صبر کرنا پیغمبروں کی شان ہے، صبر کرنا پیغمبروں کا پیغام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام دانہ گندم کھانے کے بعد زمین پر تشریف لے آئے تین سَو سال روتے رہے آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری ہو گئے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے اگر رنج و غم کا اثر دِل پر ہو اور آنکھوں سے خود بخود آنسو جاری ہو جائیں تو باعثِ رحمت ہے اور اگر کسی

رنج وغم کا اظہار ہاتھ اور زبان سے کیا جائے تو باعثِ لعنت ہے"۔ پیٹنا' بالوں کو نوچنا' زبان سے واویلا کرنا، گریبان کو چاک کرنا ناجائز ہے' لعنت ہے اور یہ تمام بے صبری کی نشانیاں ہیں۔ اور آنکھوں سے آنسو بہانا جائز اور باعثِ رحمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خوفِ خدا سے آنکھوں سے ایک قطرہ ہی بہہ جائے، اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو' وہ قطرہ اُس کے لئے دوزخ کی آگ بجھا دینے کیلئے کافی ہے۔ بار بار صبر کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے : وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں تم اُنہیں مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں۔

رب تعالیٰ جل جلالہ نے شہیدوں کا ذِکر کرنے سے پہلے دو مرتبہ صبر کا ذِکر کیا ہے اِس کا معنیٰ یہ ہے۔ شہادت کا مقدمہ صبر ہے۔ شہید وہ ہے جو صبر کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اور شہید کا ذِکر کرنے والے بھی وہ ہیں جو صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں بے صبرے کی شہادت ہی قبول نہیں۔ تو بے صبرے کا ذِکر کیسے قبول ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے اُن کے متعلق مُردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرے سیپارہ میں اِرشاد فرمایا۔ شہیدوں کو مُردہ مت کہو اور چوتھے سیپارہ میں اِرشاد فرمایا شہیدوں کو مُردہ گمان بھی مت کرو۔ قرآن پاک کی روشنی میں معلوم ہوا شہیدوں کو مُردہ سمجھنے پر پابندی صرف زبان ہی پر نہیں' بلکہ تمہاری سوچ پر بھی پابندی ہے۔ شہیدوں کو کبھی تصور میں بھی مُردہ مت سمجھنا بلکہ یہ تو زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مزید آگے سمجھانے کیلئے اِسی آیت کریمہ میں اِرشاد

فرمایا: عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ اپنے رب کے پاس انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ فرمایا شہید کھاتے پیتے ہیں۔ زندہ اور مُردہ میں فرق ہے۔ زندہ ہو تو کھاتا پیتا ہے، مرجائے تو کھانا پینا بند ہو جاتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے شہید کھاتے پیتے ہیں۔ جو ہمارے فانی دسترخوان پر بیٹھ کر ہمارے سامنے کھائے ہم اُسے مُردہ نہیں کہتے تو جو رب تعالیٰ کے لافانی دسترخوان پر بیٹھ کر رب تعالیٰ کے سامنے کھاتے پیتے ہیں وہ مُردہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ شہید زندہ ہیں اور شہید نبی کے غلام کو کہتے ہیں، جن کے غلام زندہ ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کس شان سے زندہ ہوں گے۔ اہلسنّت کے عقیدے کی ضمانت اور صداقت۔ ہمارے عقیدے میں شہید بھی زندہ، نبی بھی زندہ اور نبیوں کے صدقے ولی بھی زندہ ہیں۔ آبِ حیات پینے والے کو دُنیا زندہ مانتی ہے اور جو شہادت کا جام نوش کرتا ہے رب تعالیٰ خود فرماتا ہے شہید زندہ ہے۔ کیا معنیٰ شہیدوں کا ذِکر زندوں کی طرح کرو، شہیدوں کا ذِکر مُردوں کی طرح مت کرو مردود ہو جاؤ گے، شہیدوں کا ذِکر مُردوں کی طرح مت کرو مرتد ہو جاؤ گے۔ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاؤ گے۔ شہیدوں کا ذِکر بے صبری اور بے قراری سے نہیں کرنا چاہیئے بلکہ شہیدوں کا ذِکر اِس عظمت سے، اِس وقار سے، اِس شجاعت سے، اِس بہادری سے اور اِس شان و شوکت سے کرنا چاہیئے کہ قوم کا بچہ بچہ جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر شہادت کیلئے تیار ہو جائے۔

بعض لوگ شہیدوں کا ذِکر پیٹ کر، واویلا کر کے مناتے ہیں لیکن اہلسنّت و جماعت شہیدوں کا ذِکر صبر کے ساتھ، نمازیں پڑھنے کے ساتھ اور ایصالِ ثواب کر کے مناتے ہیں۔ جتنا قرآن و حدیث پر مکمل طریقے سے عمل اہلسنّت و جماعت کرتے ہیں کوئی دوسرا نہیں کرتا۔ ایک حدیث پاک ہے اور یہ حدیث میدانِ کربلا کے واقعے سے

تقریباً پچاس سال پہلے کی ہے۔ ابھی امام حسین رضی اللہ عنہ بچے تھے۔ ابھی انہوں نے جوان ہونا تھا، ابھی انہوں نے میدانِ کربلا میں جانا تھا، بعد میں شہید ہونا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کربلا سے پچاس سال پہلے ہی خبردار کر دیا۔ فرمایا:

مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَ الْجَاهِلِیَّةِ فَلَیْسَ مِنَّا

"جس نے رنج وغم کا اظہار اپنے رخساروں کو پیٹ کر، اپنے گریبانوں کو چاک کر کے جاہلیت کی رسموں کو اپنا کر کیا اُس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں" اہلسنت وجماعت کے پاس تو مکمل تاریخ موجود ہے۔ آؤ دیکھتے ہیں کربلا سے پہلے شہیدوں کی یاد کس طرح منائی گئی۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ عمر ۱۴ سال ہے، ماں کے اکلوتے بیٹے ہیں، باپ فوت ہو چکا ہے۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ میدانِ بدر میں شہید ہو گئے۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی بوڑھی ماں کو خبر ملی کہ تمہارا بیٹا شہید ہو گیا۔ بوڑھی ماں جس کے سینے میں دھڑکتا ہوا دل ہے اور دل میں بیٹے کی محبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح بدر کے بعد مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو شہید کی ماں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم، میں یہ نہیں پوچھنے آئی کہ میرا بیٹا کیوں شہید ہوا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف یہ پوچھنے آئی ہوں کہ میرے بیٹے نے شہید ہونے کے بعد کون سا مقام حاصل کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے صحابیہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ ہے، اور کسی کو پتہ ہو نہ ہو میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہے۔ شہید کی ماں اپنے جذبات کا اظہار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر رہی ہے۔ عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم

اِنْ کَانَ فِی الْجَنَّةِ فَصَبَرْتُ عَلَیْهِ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذَالِكَ فَاجْتَهَدْتُ عَلَیْهِ بِالْبُکَاءِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم

شہید ہونے کے بعد میرا بیٹا جنت میں پہنچا ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور اگر شہید ہونے کے باوجود میرا بیٹا جنت میں نہیں پہنچا تو پھر میں بڑی کوشش کے ساتھ اُس پر واویلا کرتی ہوں، پیٹتی ہوں، چیختی ہوں" اس حدیث پاک سے یہ مضمون بالکل واضح ہوتا ہے۔

کہ جو جنت میں پہنچے اُس پر صبر کیا جاتا ہے اور جو جنت میں نہ پہنچے اُس پر ماتم کیا جاتا ہے۔ صحابیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرا بیٹا جنت میں پہنچا ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور اگر شہید ہونے کے باوجود وہ جنت میں نہیں پہنچا تو میں پوری کوشش کے ساتھ اُس پر ماتم کرتی ہوں۔ معلوم ہوا کہ ماتم وُہی کرتے ہیں جن کو پتہ ہو کہ شہید ہونے کے باوجود جنت میں نہیں پہنچے۔

مَیں اہلسنت کا ایک چھوٹا سا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں۔ ہم تو قسم اُٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ کربلا کے شہید نہ صرف جنت میں پہنچے ہیں بلکہ جنت کے مالک ہیں۔ اِنکار کی گنجائش ہی نہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ"

"یہ میرے دونوں شہزادے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں"

؎ نبی کے مُنہ سے جو نکلی وُہ بات ہو کے رہی جو دِن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

جن کے نواسے جنت کے بادشاہ ہیں نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہوگا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میرے دونوں شہزادے جنت کے پھول ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب یہ دونوں شہزادے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس طرح اِنہیں سُونگھتے ہیں جس طرح پھول کو سُونگھا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِن شہزادوں سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کیا بات رضا اُس چمنستانِ کرم کی
زہرہ رضی اللہ عنہا ہے کلی جس میں حسین رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ پھول

باغوں کے پھول اور جنت کے پھولوں میں فرق ہے۔ باغ کا پھول ٹہنی سے کاٹ لیا جائے تو سُوکھ جاتا ہے، خوشبو ختم ہو جاتی ہے لیکن یہ دو جنت کے پھول

وہ ہیں۔ کٹ جانے کے باوجود سدا بہار ہیں اُن کی خوشبو قیامت تک آتی رہے گی۔

جب اُس بدر کے شہید کی ماں نے پُوچھا آقا صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا جنت میں پہنچا ہے کہ نہیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کی ماں کو فرمایا۔ اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہا۔ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لبیک۔ فرمایا شہادت نقد سودا ہے' سب کے فیصلے کل قیامت کو ہوں گے لیکن شہید کے لئے نہ اُدھار ہے نہ انتظار ہے اِنَّ بُنَکَ اَصَابَ الْفِردَوسَ الْاَعْلٰی تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے اِس حدیث مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا بھی اِعلان ہو رہا ہے۔ اور شہید کی عظمت کا بھی اِعلان ہو رہا ہے۔ شہید کی ماں نے عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں زندگی بھر صبر کرتی رہوں گی۔ اگر میں نے بے صبری کی تو کہیں میرے بیٹے کے درجے میں فرق نہ آجائے آج جو شہیدوں کا ذِکر بے صبری سے کرتے ہیں' پیٹتے چیختے ہیں وُہ سمجھتے ہوں گے شہیدوں کو بڑا درد ہوا ہوگا بڑی تکلیف ہوئی ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ اُحد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا کہ امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ کا بال بال زخمی ہے' ہڈیاں ٹُوٹ چکی ہیں گوشت کا قیمہ ہو چکا ہے۔ حضرت امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کیا جا چکا ہے جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ سے محبت ہے اور جس انداز سے حضرت امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پڑی ہوئی ہے اگر پیٹنا جائز ہوتا' اگر چیخنا جائز ہوتا۔ اگر گریبان چاک کرنا جائز ہوتا تو زمین آسمان میں شور برپا ہو جاتا۔

مَیں اُن پیٹنے اور چیخنے والوں کی خدمت میں اِلتماس کرتا ہوں کیا تم شہید کے جسم پر پھول دیکھنا چاہتے ہو۔ شہید کا تو ہر زخم جنت کا پھول ہے۔ شہید کے

جسم پر جو زخم ہیں وہ شہید کے لئے جنت کے پھولوں کی سیج ہے اور شہید کے خون کا ہر قطرہ آبِ کوثر سے افضل ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں شہید کو بڑا درد ہوتا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شہید جب اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے سے سرشار ہو کر جب باطل کی چٹانوں سے ٹکراتا ہوا زخموں کے پھولوں سے اپنے جسم کو سجاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمام زخموں کے باوجود جگر پاش پاش ہونے کے باوجود شہید کو اتنا درد بھی نہیں ہوتا جتنا کہ چیونٹی کے کاٹنے کا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے کے قربان جائیں چیونٹی کے کاٹنے سے معمولی خراش معلوم ہوتی ہے حضور فرماتے ہیں شہید کو اتنا درد بھی نہیں ہوتا جتنا کہ چیونٹی کے کاٹنے کا۔ کیا معنیٰ — شہید کو درد نہیں ہوتا اور جسے درد ہو وہ شہید نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی روشنی میں شہید اور درد دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اگر شہید ہے تو درد نہیں۔ اگر درد ہے تو شہید نہیں۔

ہمارا عقیدہ وہی ہے جو میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ حدیث پاک کے اندر موجود ہے شہید کو درد نہیں ہوتا۔ باباجی ہمیں سمجھایا جائے کہ واقعی شہید کو درد نہیں ہوتا۔ تو اُس اللہ کے ولی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا۔ جب مصر کی شہزادیاں حضرت زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام کا طعنہ دے رہی تھیں حضرت زلیخا طعنے سن رہی ہیں، شہزادیاں حضرت زلیخا کو پاگل کہہ رہی ہیں، دیوانہ کہہ رہی ہیں، مجنون کہہ رہی ہیں۔ حضرت زلیخا کا ایک ہی جواب ہے، مصر کی شہزادیو تم نے میرے یوسف کو دیکھا ہی نہیں۔ حضرت زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ میں آ کر منت سماجت کرتی ہیں۔ حضور مہربانی فرمائیں میرے حال پر رحم فرمائیں، یہ جو مجھے طعنے دے رہی ہیں تھوڑی سی جلوہ نمائی فرمائیں تاکہ اُن شہزادیوں کے طعنے ختم ہو جائیں

؎ بات بنتی ہے میری تیرا بگڑتا کیا ہے

تفسیر میں ہے حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا اصرار کر رہی تھیں اور حضرت یوسف علیہ السلام انکار کر رہے تھے۔ حضرت زلیخا کی منتیں سماجتیں ہی کچھ ایسی تھیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا رضی اللہ عنہا کی درخواست قبول فرمائی۔ حضرت زلیخا نے اُن وزیروں، گورنروں اور امیر ترین گھروں کی شہزادیوں کو دعوتی کارڈ بھیج دیئے اور اُن کے آنے سے پہلے شاہانہ انتظام فرمایا۔ بہترین قالین بچھا دیئے گئے، بہترین دسترخوان بچھا دیئے گئے، شاہانہ کھانا اور بہترین پھل رکھ دیئے گئے اور ساتھ چھریاں بھی رکھ دی گئیں۔ ہمارے ہاں چمچے ہوتے ہیں وہاں چھریاں۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا ماشاء اللہ بڑی ذہین خاتون ہیں۔ بہت عقلمند۔ آپ نے سوچا کہ جب ان شہزادیوں نے یوسف علیہ السلام کے حُسن کو دیکھ لیا تو کہیں انکار نہ کر بیٹھیں کہ ہم نے تو خواب دیکھا ہے اس لئے اُن کو چھریاں دیں تاکہ کوئی نشانی تو لگے۔ چمچوں کی دعوتیں ہزاروں ہوتی ہیں لیکن چھریوں کی دعوت ایک ہی ہے۔ جب سب شہزادیاں آگئیں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبرانہ انداز سے تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام کے چہرے پہ نقاب ہے۔ حضرت زلیخا فرماتی ہیں شہزادیو میرا یوسف علیہ السلام آگیا ہے۔ اب تم سب ہاتھوں میں لیموں اور چھریاں پکڑ لو۔ جب میں یوسف علیہ السلام کے جمال پر سے نقاب اُٹھاؤں تو تمہارا کام یہ ہوگا کہ نگاہیں تمہاری حسنِ یوسف علیہ السلام پر ہوں اور چھری سے لیموں کاٹنے شروع کر دینا حضرت زلیخا نے بسم اللہ پڑھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے جمال پر سے نقاب کشائی کی۔ اور جب مصر کی حسین شہزادیوں کی نگاہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن جمالِ جہاں آرا پر پڑیں تو حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے کہا شہزادیو لیموں کاٹنے شروع کر دو۔ یہ اخباری خبریں نہیں ہیں۔ یہ کسی ایڈیٹر کی ڈاک نہیں ہے۔ یہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا نشریہ نہیں

ہے۔ یہ کسی ناول کی گفتگو نہیں ہے۔ یہ قرآن پاک کا سچا واقعہ ہے۔ رَبِّ کائنات نے اِعلان کیا۔ جب مصر کی حسین شہزادیوں نے لیموں کاٹنے شروع کئے، حضرت زلیخا دیکھ رہی تھیں، لیموں کٹ کر زمین پر گر گئے۔ چھری چل رہی ہے سامنے انگلی آئی کٹ گئی، دوسری انگلی آئی وہ بھی کٹ گئی۔ تیسری آئی وہ بھی کٹ گئی۔ ایک ایک کر کے ساری انگلیاں کٹ گئیں جس جس کی نظر حُسنِ یوسف علیہ السلام پر پڑی۔ اُن تمام شہزادیوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔ نزاکت مآب شہزادیاں جن کے پاؤں میں گلاب کے پھول کی پتی لگ جاتی تھی تو دو دو مہینے نزلہ زکام نہیں جاتا تھا، آج حُسنِ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہی ہیں خون بہہ رہا ہے۔ تمام قیمتی کپڑے خون سے شرابور ہو رہے ہیں۔ شہزادیوں کو نہ کپڑوں کی فکر نہ انگلیوں کا درد۔ چھریوں سے ہاتھوں کو کاٹ رہی ہیں۔ نگاہیں جمالِ یوسف علیہ السلام کا دیدار کر رہی ہیں اور زبانیں حضرت یوسف علیہ السلام کے خطبے پڑھ رہی ہیں۔ ہاتھ کٹ جانے کے باوجود کوئی چیخ و پکار نہیں، کوئی درد کا اِظہار نہیں، بلکہ حُسنِ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر یہ کہہ رہی ہیں وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ۝ اے زلیخا رضی اللہ عنہا خُدا کی قسم تُو تو کہتی تھی یہ بشر ہے، یہ تو کوئی مَلَکِ کریم ہے یعنی مصر کی شہزادیوں نے کہا۔ زلیخا اِنسانوں میں ایسا حسین نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کوئی برگزیدہ فرشتہ ہے۔ جب حضرت زلیخا نے اُن شہزادیوں کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا مصر کی شہزادیو، مجھے طعنے دینے والیو! یہی ہیں وہ جن کی وجہ سے تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ گھر گھر قصے کہانیاں بیان کرتی تھیں کہ عزیزِ مصر کی بیوی غلام پر فدا ہو گئی۔ مجھے طعنے دینے والیو یہی وہ ہستی ہے جن کے حُسن کو دیکھ کر تم نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ تمہیں اپنا اِحساس

تک نہیں ہوا۔ حضرت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کا خطبہ پڑھا۔ اُن کو بتانا مقصود ہے۔ شہزادیو میں تو مجبور ہوں، تم نے آپنے ہاتھ کاٹے ہیں، میرا تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے۔ مصر کی شہزادیوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا لیکن درد نہیں ہوا دیدار حُسنِ یوسف علیہ السلام اُن کے درد پر غالب آگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن تو حُسنِ یوسف علیہ السلام پر غالب ہے۔ شہید جب میدانِ جہاد میں حق و باطل کے معرکے میں رضائے خدا اور رضائے مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو اُس کے خُونِ شہادت کا پہلا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے دیدارِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہوتا ہے۔ شہید کی پہلی نگاہ جمالِ خُدا پر پڑتی ہے اور شہید کی دوسری نگاہ حُسنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتی ہے جنہیں یہ زیارتیں ہو جائیں اُنہیں درد کیسے ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

حُسنِ یُوسف علیہ السلام پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

حضرت یُوسف علیہ السلام کے حُسن کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنی اُنگلیوں کو کاٹا ہے اور حُسنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر عرب کے مردوں نے اپنی گردنوں کو کٹوایا ہے اور چودہ سو ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر گردنیں کٹانے والے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھ لو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گستاخ کو جہنّم واصل کیا تو آپ کو سزائے موت دی گئی۔ غازی علم دین موت کی کوٹھڑی میں بند ہے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اقبال علیہ الرحمۃ اور سر محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت اِس مقدمے کے وکیل تھے۔ قائدِ اعظم ابھی قائدِ اعظم نہیں بنے تھے صرف محمد علی جناح تھے۔ کوئی وکیل ایسا مقدمہ نہیں جیت سکتا

جس طرح قائداعظم محمد علی جناح نے جیتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح وکالت کے پیشے کے باوجود جھوٹ نہیں بولتے تھے، ضمیر فروش نہیں تھے، آج بے ایمان سب جھوٹ بولتے ہیں۔ جب تک جھوٹ نہ بولیں اُن کی دوکان نہیں چلتی۔ قائداعظم محمد علی جناح بڑا صحیح لیڈر تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال، سر شفیع اور پتہ نہیں کتنے۔ سب غازی علم دین شہیدؒ کے پاس گئے۔ دیکھا غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر خوشیاں ہیں، رونقیں ہی رونقیں ہیں۔ غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ جس کوٹھڑی میں تھا وہاں سے بھی جنّت کی خوشبو آتی تھی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کہا علم دین تمہارا کون سا کوئی گواہ ہے۔ تم صرف اتنا کہہ دو کہ پتہ نہیں کس نے قتل کیا ہے۔ پھانسی کا پھندا لٹکنے کے باوجود ہم تمہیں بچالیں گے۔ غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ بجائے اس کے کہ خوش ہو جاتا اُس کے چہرے پر جلال آگیا۔ فرمایا۔ محمد علی کیسے کہہ رہے ہو، مجھے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو رہی ہے وہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ　　لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

فرمایا محمد علی، کیسے کہہ رہے ہو موت سے بچالیں گے مجھے تو اِس موت میں زندگی نظر آتی ہے۔

جب غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ شہادت یہ ہے تو سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا جذبہ کیا ہوگا۔ ایک حدیث پاک کے اندر موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شہید جب جامِ شہادت نوش کرتا ہے تو جامِ شہادت نوش کرتے ہی جنتوں میں پہنچ جاتا ہے۔ شہید کو اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ شہید کو کہتا ہے۔ شہید تُو نے میری خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ اب

میں تجھے اختیار دیتا ہوں تو جو بھی نعمت پسند کرتا جائے گا تجھے عطا کر دی جائے گی ۔ شہید رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے یا اللہ میں نے جنت اور جنت میں ساری نعمتوں کو دیکھا ہے لیکن جو مزا اور جو لذت تیرے نام پہ گردن کٹانے میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ شہید عرض کرتا ہے یا اللہ تیری بارگاہ میں دعا ہے مجھے پھر دنیا میں بھیج اور میرا جی چاہتا ہے تو مجھے بار بار زندہ کرتا رہے اور میں بار بار تیرے راستے پہ اپنی گردن کٹاتا رہوں۔

شہادت میں درد نہیں شہادت تو ایک لذت ہے ۔شہید کے خون شہادت کا قطرہ زمین پہ بعد میں گرتا ہے اُسے جنت کا داخلہ پہلے مل جاتا ہے ۔سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے عظیم صحابی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکے میں گرفتار ہو گئے ۔ مشرک حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سُولی پر چڑھانے لگے اِس جرم میں کہ تم نے بت پرستی کو چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کیا ہے ۔ مشرکوں نے کہا ۔ خبیب رضی اللہ عنہ تمہاری آخری آرزو کیا ہے ۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ میری ایک آرزو یہ ہے کہ مجھے دو رکعتیں پڑھ لینے دو ۔ اور دوسری آرزو یہ ہے کہ جب مجھے سُولی پر بٹھایا جائے تو میرا منہ بیت اللہ کی طرف کر دینا ۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

کافروں نے کہا خبیب رضی اللہ عنہ ہم تیری پہلی وصیت پر عمل کریں گے دوسری پر نہیں آپ رضی اللہ عنہ دو رکعتیں پڑھ سکتے ہیں ۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نماز بڑی لمبی پڑھا کرتے تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں جلدی سے پڑھ لیں ' بہت ہی جلدی پڑھ لیں ۔ کافر حیران رہ گئے ۔ کہنے لگے خبیب رضی اللہ عنہ ہم تو سمجھتے تھے آپ بڑی لمبی نماز پڑھیں گے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے تو ایک منٹ سے بھی پہلے دو رکعتیں مکمل کر لیں ۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا جذبہ ۔

فرمایا مُشرکو! میرا جی تو چاہتا تھا رکعتیں لمبی ہو جائیں میری زندگی کی آخری نماز ہے لیکن مَیں نے نماز اِس لئے جلدی پڑھی ہے اور مُختصر کر دی ہے کہ تمہارے ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ نبی کا غلام موت سے ڈر گیا ہے فرمایا ہم سارے طعنے برداشت کر سکتے ہیں لیکن موت کا طعنہ برداشت نہیں کر سکتے

؎ شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مردِ مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دُنیا میں اِسی دِن کو

شہادت میں موت نہیں، حیات ہے۔ شہادت میں درد نہیں، لذّت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دُعا کرتے تھے۔ اہلبیت علیہم السلام کا بچّہ بچّہ بھی دُعا کرتا تھا یا اللہ! ہمیں اپنے راستے میں شہادت عطا فرما۔ ہر مومن کی آرزو ہے کہ وُہ شہید ہو جائے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، آپ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نظر پڑی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار بنا دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کئی جنگوں میں حصہ لیا۔ اِسلام کے عظیم فاتح اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو بسترِ علالت پر رونق افروز ہیں۔ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ عیادت کیلئے آئے۔ دیکھا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ آپ اللہ کے شیر ہو کر موت سے ڈر گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ مَیں موت کے ڈر سے نہیں رو رہا، مَیں تو اِس لئے رو رہا ہوں ساری زندگی شہادت کے لئے لڑتا رہا۔ ہمیشہ تڑپتا رہا کہ مجھے شہادت نصیب ہو اور جب موت آئی ہے تو بستر پر آئی ہے۔ مَیں تو اِس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے شہادت نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ موت ہی شہادت ہے۔ اِس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ شہادت کے لیے لڑتے رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں کسی کافر کی تلوار سے اِس لیے ذبح نہیں ہوئے کہ آپ رضی اللہ عنہ تو اللہ کی تلوار ہیں اور اللہ کی تلوار کو کسی کی تلوار کیسے توڑ سکتی ہے؟ ؎

شہادت ہے مطلوب مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ خود دُعا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتَنَا فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِكَ یا اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور جب مجھے موت آئے تو تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں آئے

اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت فاروقِ اعظم کی صاحبزادی اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تمام مومنوں کی ماں ہیں۔ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ دُعا مانگا کرتے تھے یا اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور مجھے موت آئے تو تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں آئے تو ابا جان کی یہ دُعا سُن کر میں حیران ہو جاتی تھی کہ یہ دُعا مکمل کیسے ہوگی۔ شہادت بھی ہو اور مدینہ منورہ میں ہو۔ اور اگر شہید ہوں گے تو کسی محاذ پر جانا پڑے گا۔ رُوم۔ ایران۔ مصر۔ شام کے محاذ پہ دُشمنوں کی فوجوں کے سامنے جا کر مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوں گے۔ اِسطرح تو مدینہ سے باہر جا کر شہادت ہوسکتی ہے لیکن ابا جان کی دُعا ہے یا اللہ تیرے راستے میں شہید ہو جاؤں اور جب مجھے موت آئے تو تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں آئے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حیران ہوا کرتی تھی کہ یہ دُعا مکمل کیسے ہوگی آخر ایک دِن ایسا آیا مجھے خبر ملی کہ تمہارے والد ماجد امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو مسجدِ نبوی میں شہید کر دیا گیا ہے تو میں فوراً سمجھ گئی۔ مجھے یقین ہو گیا ابا جان رضی اللہ عنہ نے جیسے دُعا مانگی تھی ویسے ہی قبول ہوئی ہے

آپ رضی اللہ عنہ شہید بھی ہوئے ہیں اور مدینہ منورہ میں شہید ہوئے ہیں اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مُصلّے پر نماز پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے ہیں۔

شہادت تو ایک نعمت ہے۔ پتہ نہیں یہ پیٹنے اور ماتم کرنے والے افسوس اس لئے کرتے ہیں کہ امام حُسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے کیوں ہیں۔ میں اُنکی خدمت میں التماس کرتا ہوں شہادت کی خبر تو امام حُسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے ساتھ ہی آگئی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی پتہ تھا۔ حضرت خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بھی پتہ تھا۔ حضرت خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا نے پہلے دن ہی سے حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کو دُودھ ہی اس طرح پلایا ہے جس طرح شہیدوں کو پلایا جاتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک جنگ سے واپس آرہے ہیں۔ کربلا کے صحراؤں سے گزرے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کرکے فرمایا۔ یہاں میری شہزادیوں کے خیمے لگیں گے۔ یہاں امام حُسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے۔ یہاں میرا فلاں شہزادہ شہید ہوگا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم یہ ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ آج بڑے بڑے خطیب اور بڑے بڑے مقرر شہیدوں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں جیسے کوئی بہت بڑا نقصان ہوگیا ہو۔ کہتے ہیں امام حُسین رضی اللہ عنہ کربلا میں بے بس تھے۔ میں ان خطیبوں اور مقرروں کے ذہن وضمیر کو جھنجوڑ کر کہتا ہوں تم نے حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ جنابِ سیّدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کا تو ہر قدم درسِ ہدایت ہے درسِ انسانیّت ہے۔ صرف رونے دھونے سے کام نہیں چلے گا۔ سمجھنے سے چلے گا کہ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ نے سبق کیا دیا ہے۔

کربلا کیا حسرت و اندوہ کا افسانہ ہے
یہ تو غافل یادگارِ ہمتِ مردانہ ہے

سیّدنا امام حسینؓ کے میدانِ کربلا میں جاتے ہوئے ہر قدم پر ایسا خونچکاں قسم کا واقعہ اور حادثہ سامنے آیا ہے۔ ہم جیسے لاکھوں ہوتے، بے ہوش ہو جاتے، ہوش و حواس کھو بیٹھتے۔ سیّدنا امام حسینؓ کے گردِ راہ پہ قربان جائیں۔ آپؓ بڑے بڑے خونچکاں قسم کے حادثات اور خونی واقعات کے باوجود آخری سجدے تک باہوش رہے۔ حضرت امام حسینؓ ویسے ہی نہیں کربلا کی طرف جا رہے۔ آپؓ کو سب کچھ پتہ ہے کہ اہلبیتؑ کا گھرانہ اسلام کی سربلندی کی خاطر قربانی کے ارادے سے اپنی جان کے نذرانے پیش کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ شہید ہونے کیلئے جا رہا ہے۔ اِس کے باوجود کوئی پریشانی نہیں، کوئی بے قراری نہیں بلکہ اُن کے چلنے سے معلوم ہوتا تھا یہ تو شہادت کا استقبال کرنے جا رہے ہیں۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ میں یہ بھی کر اپنی تقریر مکمل کرتا ہوں۔ تماشہ دیکھنے والو تماشہ خود نہ بن جانا۔ مہربانی کر کے غور سے سُن لو۔ میری سرکار نے مکمل علاج کیا ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلنَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی پیٹنے والی عورت پر اور پیٹنے کی آواز کو سُننے والی عورت پر۔ دونوں پہ لعنت۔

یہ حدیث دوسروں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ آج بے صبرے قسم کے لوگ اپنے غلط ملط شعروں کا سہارا لیتے ہیں۔ اُن ماتم کرنے والوں کے شاعروں نے لکھا ہے کہ "کافر ہیں جو حسنین رضی اللہ عنہما کا ماتم نہیں کرتے۔"

یہ اُن ماتم کرنے والوں کا عقیدہ ہے جو امام حسینؓ کا ماتم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض شاعر ایسے ہیں جنہیں جہنم رسید کر دیا جائے گا

اور بعض شاعر ایسے ہیں جو خدا کے مقبول اور محبوب بندے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باادب غلام اور شہیدوں کے جانثار غلام فرماتے ہیں۔

کافر ہے جو منکر ہے حیاتِ شہدا کا
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

فرمایا جو شہیدوں کی زندگی کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ شہید زندہ ہیں اور زندوں کا ماتم نہیں ہوتا۔ سرکارِ مدینہ علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا رحمت ہیں۔ فرمایا اُن کے کام ہی ایسے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُن پر لعنت بھیجنی پڑی۔ اور جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہو جائے وہ کتنا منحوس ہوگا۔

مَیں نے ایک جگہ بیان کیا۔ ماشاءاللہ بڑے بڑے عقلمند موجود ہوتے ہیں مجھ سے کسی نے کہا۔ مولوی صاحب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پیٹنے والی عورت اور پیٹنے کی آواز سُننے والی عورت پہ لعنت فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کا ذِکر کیا ہے مردوں کا تو ذِکر نہیں کیا۔ مَیں نے کہا حدیث کی رُوح کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ حدیث پاک سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ حقیقت میں پیٹنا کام ہی عورت کا ہے مرد کا نہیں ہے اور اگر کوئی مرد ہو کر پیٹتا ہے تو وہ مرد نہیں ہے زنانہ ہے اور اگر ایک عورت پیٹتی نہیں، پیٹنے کی آواز کو سُنتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیٹنے کی آواز کو سُننا بھی مردوں کا کام نہیں ہے یہ بھی زنانہ ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر شامِ غریباں سُننے اور دیکھنے کی بھی اہلسنت کو اجازت نہیں۔

سُنّیو! پیٹنے کی آواز تیرے گھر میں بھی پہنچ گئی تو میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ اَب ہم کیا کریں۔ ہم نماز کی پابندی کریں، قرآن پاک کی تلاوت کریں کربلا کے شہیدِ اعظم رضی اللہ عنہ نے زخمی پیشانی سے سربسجود ہوئے نماز کی حفاظت

کی، نماز کی پابندی کی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے غلاموں کو یہ سبق دیا ہے تیری جان جاتی ہے تو جائے نماز نہ جائے۔

اللہ تعالے ہمیں سمجھنے اور سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحٰبک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

محترم و معزز حاضرین و سامعین کرام! قرآن حکیم فرقانِ عظیم کی جو آیات تلاوت کیں اِن کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ ہم تمہارا ضرور امتحان لیں گے بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ کچھ خوف سے وَالْجُوْعِ کچھ بھوک سے وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ کچھ مالوں کو کم کرنے سے وَالْاَنْفُسِ اور جانوں کو کم کرنے سے وَالثَّمَرَاتِ اور پھلوں اور غلّوں کو کم کرنے سے وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ خوشخبری دے دو صبر کرنے والوں کو۔ اَلَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ جب انہیں کوئی مُصیبت پہنچے۔ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وہ صرف یہ کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے آئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے اِن کلماتِ طیّبات میں مومنین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہم تمہارا ضرور امتحان لیں گے۔ اِمتحان کے پانچ پرچے ہیں۔ پہلا پرچہ خوف کا۔ غور کریں یزیدی فوجیں کتنا بڑا خوف تھا۔ گھوڑے ہی گھوڑے، تلواریں ہی تلواریں، نیزے ہی نیزے۔ جنابِ امام حسین رضی اللہ عنہ بہتّر نفوسِ قدسیہ۔ مقابلے پر ستّر ہزار یزیدی۔ دوسرا پرچہ بھوک اور پیاس۔ تیسرا پرچہ مالوں کو کم کرنے سے۔ چوتھا پرچہ جانوں کو کم کرنے سے۔ پانچواں پرچہ پھلوں اور غلّوں کو کم کرنے سے۔ یہ پانچ پرچے ہیں۔

سیّد الشہدار جنابِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے منصب کے قربان جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانچوں پرچے دیئے اور پانچوں پرچوں میں شاندار نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالےٰ جب بھی کسی مومن کا اِمتحان لیتا ہے تو اِن پانچ پرچوں سے لیتا ہے

اور ایک بات یاد رہے اللہ تعالیٰ اِمتحان صِرف ایمانداروں کا لیتا ہے کافر اَور بے ایمان کا اِمتحان نہیں لیتا۔ اِمتحان صِرف اُسی کا لیتا ہے جس کے پاس ایمان کی دولت موجود ہو۔ آج ماسٹر، پروفیسر، اُستاد اِس لئے اِمتحان لیتے ہیں تاکہ پتہ لگ جائے کہ بچّے نے محنت کی ہے یا نہیں کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تو ہر ایک کا پتہ ہے کہ کِتنا بڑا مومن ہے کِتنا پرہیزگار ہے۔ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے۔

ہم عرض کرتے ہیں یا اللہ اُستاد تو اِس لئے اِمتحان لیتا ہے کہ اُنہیں پتہ نہیں ہوتا۔ یا اللہ تجھے تو سب کا پتہ ہے پھر اِمتحان کیوں لیتا ہے تو قدرت کی طرف سے اعلان ہوگا۔ مَیں مومن کا اِمتحان اِس لئے لیتا ہوں کہ جب مومن کی کامیابی پر اُنہیں انعامات، اِعزازات اَور اَجر و ثواب عطا کیا جائے تو کِسی کو اعتراض کرنے کی اجازت اَور جُراَت ہی نہ ہو کہ انہیں اِتنی شان کیوں دی گئی، اِتنے مرتبے کیوں دیئے گئے، جنّت میں اِتنے انعامات کیوں دیئے گئے۔ جو مومن کے کسی درجے پر اجر و ثواب پر اعتراض کرے گا تو ہم اُسے کہیں گے کہ پہلے اِس کا امتحان تو دیکھ کیسا ہوا ہے۔ جیسا امتحان ویسا انعام۔

جب بھی کِسی مُسلمان پر کوئی مصیبت آجائے تو شکوہ شکایت نہیں کرنی چاہیئے کہ یا اللہ مَیں نماز پڑھتا ہوں میرا ہی بیڑہ غرق ہوگیا ہے۔ بے صبری کرو گے تو امتحان میں فیل ہو جاؤ گے صبر کرو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔ اُس کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی راز ہوتا ہے۔ جب رَب تعالیٰ کِسی مسلمان کا اِمتحان لے تو سمجھ جاؤ۔ رَب تعالیٰ کچھ عطا کرنے والا ہے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝

"صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو" مبارک باد دے دو۔
معلوم ہوا صبر کرنے والوں کو رب تعالےٰ خود مبارک باد دیتا ہے۔ یا اللہ صبر کرنے والے کون ہیں فرمایا: اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ
صابر وُہ ہیں جب اُنہیں کوئی مصیبت پہنچے تو اُن کی زبان پر کوئی بے صبری نہیں ہوتی بلکہ یہ کلمے ہوتے ہیں۔ ہم اللہ کے لئے آئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔
لوگ کہتے ہیں کربلا میں یزیدیوں نے بہت بڑا ظُلم کیا ہے۔ آخر ہم صبر کہاں تک کریں۔ مَیں نے قرآن کی اِس آیت کو پڑھ کر نتیجہ یہ حاصل کیا ہے، صبر ہوتا ہی ظُلم پر ہے۔ اگر مُصیبت نہ ہو تو صبر کیسا؟ خوشی میں تو شُکر ہوتا ہے۔ مصیبت پر صبر ہوتا ہے۔ یہ بالکُل صحیح ہے کہ کربلا میں اہلبیت رضی اللہ عنہم کے شہزادوں پر یزید اور یزید کی فوج نے ظُلم کا ریکارڈ توڑا ہے۔ اگر یزیدیوں نے ظُلم کا ریکارڈ توڑا ہے تو سیّد الشُہدا حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ نے صبر کا ریکارڈ قائم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا صبر یزیدیوں کے ظُلم پر ہمیشہ غالب رہے گا۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کتنے صابر ہیں۔ اُن کی مُصیبتیں دیکھ لو۔ اور جتنی مُصیبتیں ہیں اُن سے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے صبر کیا ہے۔ آج کے دَور میں بھی اللہ کے بہت سے بندے صابر ہیں۔ اُنہیں کوئی مصیبت پہنچے، کوئی بچّہ فوت ہو جائے یا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو ایمان سے ہم نے اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ وُہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں کو کہتے ہیں۔ خبردار بے صبری نہ کرو اللہ کی امانت تھی وُہ لے گیا۔ صبر کرو۔ تو مَیں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں، جب چودھویں صدی کے اِس قیامت خیز دَور میں ایسے ایسے صابر موجود ہیں تو امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے صبر کا مقام کیا ہو گا۔ آپ رضی اللہ عنہ

تو صابروں کے امام ہیں۔

خاصانِ حق کا خلق میں رُتبہ بلند ہے
اور صابر رہو کہ صبر خدا کو پسند ہے

حضرت سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کا مقام۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جتنی زندگی گزاری ہے اور جو بھی قدم اُٹھایا ہے آبِ زمزم سے لے کر آبِ فرات تک۔ میدانِ عرفات سے لے کر میدانِ کربلا تک۔ شہر مکّہ سے لے کر شہر کوفہ تک۔ میں یہ بات کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ اُترا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتا پھرتا قرآن تھے اور حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ قرآن کی چلتی پھرتی تفسیر تھے۔ اگر انسان پُوری طرح ہوش و حواس سے کام لے تو معلوم ہوتا ہے حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے میدانِ کربلا تک پہنچتے پہنچتے قرآن کی تفسیر مکمل کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی قرآن کے مطابق تھی۔ حضرتِ امام حُسین رضی اللہ عنہ نے وُہی فیصلہ کیا جو قرآن کا فیصلہ ہے۔ جب یزید تخت پر بیٹھا تو یزید نے مدینہ منورہ کے گورنر ولید کو خط لکھا کہ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ سے میری بیعت لی جائے۔ ولید نے حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا۔ حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ گورنر ہاؤس کی طرف جا رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ بڑے دلیر تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں خوف اور ڈر کا نام و نشان تک نہیں۔ حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ گورنر ہاؤس میں تشریف فرما ہوئے۔ ولید حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے سامنے بڑے مؤدب طریقے سے بیٹھا۔ ولید چونکہ یزید کا ملازم تھا، یزید کا گورنر تھا اُس کو حکومت سے خزانے ملتے تھے۔ اُس نے اپنی ملازمت کا حق ادا کرتے ہوئے حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ سے کہا۔ حضور میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی ہے صِرف تھوڑی سی آپ رضی اللہ عنہ سے گزارش ہے کہ قرآن پاک کی مشہور

آیت ہے یَآ اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو' اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو حاکم ہو اُس کی تابعداری کرو۔

ولید نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا حضور قرآن کا حکم ہے کہ اپنے حاکم کی تابعداری کرو تو اس پر عمل ہونا چاہیئے۔ یزید ہمارا حاکم ہے' آپ رضی اللہ عنہ یزید کی اطاعت کریں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قربان جائیں آپ نے فرمایا ولید تو نے قرآن پڑھا ہے لیکن ہمارے گھر میں تو قرآن اُترا ہے۔ فرمایا آیت صحیح ہے' آیت میں کوئی شک نہیں لیکن قرآن پڑھنا اور ہے سمجھنا اور ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا قرآن پڑھنے سے بہت سے لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے ہدایت پا جاتے ہیں۔ فرمایا۔ ولید ہم سے قرآن کا ترجمہ سیکھو کیا ہے۔

یَآ اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! یہ صرف ایمان والوں کو حکم ہے' بے ایمانوں کو نہیں۔ دوسرا حکم اَطِیْعُوا اللّٰہَ اللہ کی تابعداری کرو۔ تیسرا حکم اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو۔ قرآن پاک کی روشنی میں اسلامی حکومت کے حاکم کی نشانیاں۔ وہ صاحب ایمان ہو۔ بے ایمان نہ ہو' مرتد نہ ہو' مردود نہ ہو' مُشرک نہ ہو۔ دوسری نشانی وہ اللہ کے احکام کا فرمانبردار ہو۔ تیسری نشانی وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا فرمانبردار ہو جس حاکم میں یہ تین نشانیاں موجود ہوں اُس کی تابعداری کا حکم ہے۔ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ تم میں سے جو حاکم ہو اُس کی تابعداری کرو۔ یعنی مومنوں میں سے جو حاکم ہو اُس کی تابعداری کرنے کا حکم ہے

امام حسین رضی اللہ عنہ نے ولید کے ذہن ضمیر کو جھنجھوڑ کر کہا ولید۔ یزید تو دن رات شراب پیتا ہے' فاسق و فاجر ہے' یزید حاکم ضرور ہے لیکن اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے۔ جب یزید اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا تو ہم اُس کی تابعداری کیسے کر سکتے ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ولید کو کہا۔ ولید جاکر یزید کو کہہ دو ہماری

یزید کے ساتھ کھلی جنگ ہے۔ ہم شہزادوں سمیت کٹ تو سکتے ہیں لیکن فاسق و فاجر کی بیعت نہیں کر سکتے فرمایا ہم یزید کو اسلام کا حاکم تسلیم نہیں کرتے۔ اسکے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ تشریف لے آتے ہیں ادھر کوفیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے شروع کر دیئے۔ حضور! ہم محبانِ اہلبیت ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائیں۔ ہمیں یزیدیت سے بچائیں۔ ایک دو خط نہیں بوریاں بھر بھر کر خط آ رہے ہیں، صبح آ رہے ہیں، رات آ رہے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب کوفیوں کے خطوط پڑھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کوفے کی سرزمین کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر ہوئی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آخری صحابی جو فوت ہوئے ہیں وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت جو موجود تھے امام حسین رضی اللہ عنہ کی سواری کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

میں تاریخ کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ نفوسِ قدسیہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سواری کے سامنے اس طرح کھڑے تھے جس طرح پیر صاحب کے سامنے مرید کھڑے ہوتے ہیں۔ عرض کی حضور آپ رضی اللہ عنہ اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ کوفی لایوفی ہیں۔ انہوں نے جامع مسجد کوفہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اب وہ مکے سے دور کربلا کے صحراؤں میں بلا کر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضور ہم مکہ مدینہ میں رہ کر یزیدیت کا مقابلہ کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نے یزیدیوں کے خطوط پڑھ کر کوفہ کی طرف روانگی

کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن میں تمہارے پاکیزہ جذبات کو دیکھ کر اپنے فیصلے پہ نظرِ ثانی کرتا ہوں ۔ اَب مَیں خود نہیں جاتا ۔ مَیں اپنا کوئی نمائندہ بھیجتا ہوں وُہ جاکر وہاں کے حالات دیکھے اَور میرے نمائندے کا جیسا خط آیا ویسا عمل ہوگا تاریخِ اسلام سے پُوچھا جائے کہ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے کِس عظیم ہستی کو اپنا نمائندہ بنایا۔ تاریخِ اسلام کے روشن اوراق قیامت تک گواہی دیتے رہیں گے کہ جس عظیم ہستی کو حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے اپنا نمائندہ یا سفیر بنایا ۔ اُس عظیم الشان ہستی کا نام حضرت اِمام مُسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہے آپ رضی اللہ عنہ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں ۔

اَب ہم امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں حضور آپ رضی اللہ عنہ نے امامِ مُسلم رضی اللہ عنہ کو کیوں اپنا سفیر بنایا ۔ کسی صحابیٔ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سفیر یا نمائندہ کیوں نہیں بنایا تو امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا جواب قیامت تک کربلا کے میدان سے نشر ہوتا رہے گا۔ اے میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والو اگر مَیں امامِ مُسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی جگہ کِسی صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سفیر بنا کر بھیجتا اور وُہ وُہی حالات دیکھتے جو امامِ مُسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے دیکھے اَور وُہی خط لکھتے جو امامِ مُسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے لکھا اَور مَیں وُہ خط پڑھ کر کوفہ روانہ ہوتا اَور وہاں جاکر اپنے شہزادوں اَور غلاموں سمیت شہید ہو جاتا تو قیامت تک آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گُستاخ اَور بے ادب کہتے رہتے دیکھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دُشمنی میں آکر خط لکھا ۔ اَور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے شہزادوں کو

شہید کروا دیا اور میں نہیں چاہتا کہ میرے خونِ شہادت کا کوئی چھینٹا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاک دامن پر پڑے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو سفیر بنا کر بھیجا حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ جس وقت کوفے پہنچے تو کوفی جوش و خروش سے دوڑے آرہے ہیں۔ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیں گے۔ ایک ہی رات میں چالیس ہزار کوفیوں نے بڑے جذبے کے ساتھ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم حضرت امام حسینؓ کا مکمل ساتھ دیں گے اور یزیدی چٹانوں سے ٹکرا جائیں گے۔

جب حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کے یہ جذبات دیکھے تو فوراً اسی وقت اسی رات آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ حضور پھل پکے ہوئے ہیں حالات سازگار ہیں۔ یہ تمام کوفی یزیدیت سے ٹکرانے کیلئے تیار ہیں۔ مہربانی کر کے آپ رضی اللہ عنہ جلدی تشریف لائیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا اور روانگی کا ارادہ فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی حضور کوفی لایوفی ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے کوفیوں کے خطوط تھے اب میرے بھائی مسلم رضی اللہ عنہ کا خط ہے۔ میں اپنے بھائی کا خط فراموش نہیں کر سکتا۔ مجھے لازماً جانا پڑے گا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی امام مسلم رضی اللہ عنہ کا خط "تحریرِ قدرت" دکھایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جبین نیاز جھک گئیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے صحراؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ اُدھر ابن زیاد نیا گورنر بن کر آیا۔ بڑا ظالم، بڑا مکار، بڑا دھوکے باز یزید کا دستِ راست۔ اُس نے عربی لباس پہنا ہوا ہے تاکہ کوئی مجھے پہچان

نہ سکے۔ وُہ دھوکے باز فریبی حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا لہجہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی طرح لباس پہن کر، چہرے پہ نقاب ڈال کر مدینے کے راستے سے آیا اور دھوکے کی واردات کرتا ہوا جب کوفے میں داخل ہوا تو لوگوں نے سمجھا امام حُسین رضی اللہ عنہ آگئے اِستقبال کیا۔ نعرے لگائے، امام حُسین رضی اللہ عنہ زندہ باد، حُسین ابن علی رضی اللہ عنہ زندہ باد۔ وُہ خاموش رہا۔ جب اُس نے چہرے پر سے نقاب اُٹھا تو کوفیوں کو معلوم ہوا یہ تو گورنر ابن زیاد ہے۔ حضرت امام مُسلم رضی اللہ عنہ کے پاس اُس وقت تقریباً چالیس ہزار کوفی موجود تھے اور اُنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کہا۔ حضور اگر حکم ہو تو ہم ابن زیاد پر حملہ کر کے اِسے ختم کردیں۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم نے یہ سبق نہیں پڑھا، ہمارا سبق تو رحم و کرم کا سبق ہے۔ شام کی نماز کا وقت آگیا۔ چالیس ہزار کوفی حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ابن زیاد نے دیکھا کہ کوفے کی ساری آبادی امام مُسلم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ یزید کا تخت تو اُلٹ دیا جائے گا۔ تباہی بربادی قریب ہے

جب امام مُسلم رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے تو ابن زیاد نے فصیل پر چڑھ کر سارے کوفیوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ کوفیو! اگر تُم نے اِمام مُسلم رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ چھوڑا تو تُمہارے بچّوں کو یتیم کردیا جائے گا، عورتوں کو بیوہ کردیا جائے گا۔ تُمہارے گھروں کو نذرِ آتش کردیا جائے گا۔ اگر اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہو تو فوراً امام مُسلم رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف دوڑ جاؤ۔ چالیس ہزار کوفی حضرت امام مُسلم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب حضرت امام مسلم نے نماز مکمل کی، سلام پھیرا تو تاریخ اِس بات کی گواہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں محمد رضی اللہ عنہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا باقی سارے گھروں کو دوڑ گئے۔ اندازہ

کرو جب حضرت امام مسلم نے سلام پھیرا ہوگا اور محبت کے دعوے کرنے والے سب غائب ہو گئے ہوں گے تو امام مسلم رضی اللہ عنہ کی سوچ کا عالم کیا ہوگا ۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دل کی آواز کیا ہوگی ۔ میں قیامت کے دن امام مسلم رضی اللہ عنہ کے سامنے سرخرو ہونا چاہتا ہوں ۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کے دل کی آواز یہ ہوگی ۔ نمازیو تم نے نماز پڑھتے ہوئے نماز کو چھوڑا ہے قیامت تک تمہیں نماز نصیب نہ ہو ۔ تم نے امام کے ہوتے ہوئے امام کو چھوڑا ہے قیامت تک تمہیں امام نصیب نہ ہو ۔ تم نے قرآن سنتے ہوئے قرآن کو چھوڑا ہے قیامت تک تمہیں قرآن نصیب نہ ہو امام مسلم رضی اللہ عنہ کی یہ آواز خالی کیسے جاسکتی ہے ۔ دیکھ لو آج نہ نماز، نہ امام، نہ قرآن ۔ یہ تینوں چیزیں نہیں ۔ تاریخِ کربلا سے فائدہ حاصل کرو ۔ جب حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے سامنے ایسے نمازی ہیں تو اب تو حالات اور زیادہ بگڑ چکے ہیں ۔ ہمیں ایسے بھگوڑے نمازیوں کی ضرورت نہیں ۔ ہمیں تو ایک نمازی چاہیے اور وہ بھی حضرت حر رضی اللہ عنہ جیسا چاہیئے ۔ ثابت قدم جو اسلام کی خاطر باطل کی چٹانوں سے ٹکرا جائے ۔ کربلا نے یہ موتی نکال کر دکھایا ہے ۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں شہزادوں محمد رضی اللہ عنہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بیدردی سے شہید کر دیا گیا ۔

اب یزید اور ابن زیاد نے حر کو کمانڈر بنا کر بھیجا کہ جاؤ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد اور سامان کا اندازہ کرو تاکہ اس کے مطابق ہم بھی تیاری کریں ۔ حر ایک ہزار کا لشکر لے کر اسی راستے پہ چل پڑا جس راستے سے امام حسین رضی اللہ عنہ آرہے ہیں ۔ کربلا کے صحراؤں میں امام حسین رضی اللہ عنہ آرہے ہیں کربلا کے صحراؤں میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور حر کا آمنا سامنا ہوا ۔ حر نے عرض

کی۔حضور آپ رضی اللہ عنہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں۔ ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حُر پیچھے ہٹ جاؤ ہمیں نماز ادا کرنی ہے۔

آج چھوٹا سا سپاہی نہیں سنبھالا جاتا' حُر تو یزیدی فوجوں کا جرنیل تھا جنابِ حُر کی خوش قسمتی کہ اُس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اشارہ پاتے ہی اپنے سپاہیوں کو حکم دیا پیچھے ہٹ جاؤ۔ حُر اپنے ایک ہزار سپاہیوں سمیت پیچھے ہٹ گیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نوجوان شہزادے علی اکبر رضی اللہ عنہ کو فرمایا بیٹا اذان دو۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے امامت فرمائی۔ جب آپؓ نے تکبیر کہی۔ اللہ اکبر کی آواز حُر کے کانوں سے جاکر ٹکرائی اور دل کی وادیوں میں اُترتی چلی گئی۔ حُر نے فوراً کمانڈر کی کیپ کو اُتار کر پھینکا' یزیدی وردی کو تار تار کیا' یزیدی تلوار کو دو ٹکڑے کیا' وضو کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لی۔ جب سلام پھیرا تو جنابِ حُر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی حضور مجھ سے جرم ہوا ہے کہ میں نے معزز مہمانوں کو روکا ہے۔ خدارا مجھے معاف فرمائیں امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انت حُر من النار حُر تجھ پہ دوزخ کی آگ حرام ہو گئی۔ فرمایا ہم صرف تمہیں معاف نہیں کرتے۔ تجھ پہ دوزخ کی آگ بھی حرام کرتے ہیں۔ تاریخِ کربلا کے قدرتی فیصلے۔

شمر امام حسین رضی اللہ عنہ کا قریبی رشتہ دار ہے لیکن قریبی رشتہ دار ہونے کے باوجود حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کو نہ سمجھ کر بے ادبی کی۔ جہنم کا خنزیر بن گیا۔ اور جنابِ حُر رضی اللہ عنہ یزید کی فوج کا کمانڈر ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

کا رشتے دار نہیں ہے۔ غیر ہے، اجنبی ہے۔ حُر نے امام حُسین رضی اللہ عنہ کا ادب کرکے اپنے اُوپر دوزخ کی آگ کو حرام کرالیا۔ جہنمی تھا جنتی ہوگیا' یزیدی تھا حُسینی ہوگیا۔ حضرت حُر رضی اللہ عنہ کو جتنی بھی مُبارکباد دی جائے کم ہے۔ حضرت حُر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کو سبق دیا ہے کہ حق و باطل کی پہچان کیا کرو۔ سیّد الشہداء حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں سب سے پہلا کام شہزادیوں رضی اللہ عنہا کے پردے کا اِنتظام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کپڑوں کی چادروں کے خیمے لگائے۔ مُحرّم کی دس تاریخ کو سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کے شہزادے۔ بھائی' بھتیجے' بھانجے خاندانِ نبوّت کی چمکتی ہوئی نشانیاں اِسلام کا پرچم بلند کرتے ہوئے یزیدی فوجوں سے ٹکرارہے ہیں۔ کوئی مجاہد ڈر کر واپس نہیں آیا۔ ہر مجاہد صبر و استقامت اور شجاعت کے ساتھ باطل کی چٹانوں سے ٹکراتے ہوئے شہید ہو رہا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی المُرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ماں علیحدہ علیحدہ ہے' باپ ایک ہے۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کی والدہ خاتونِ جنت ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم البنین ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ فاقے ہی فاقے ہیں' پیاس ہی پیاس ہے' سامنے دریائے فرات ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امام حُسین رضی اللہ عنہ کو کہا۔ حضور مُجھے اجازت دیں۔ میں دریائے فرات سے مشکیزہ بھر کر پانی لے آؤں۔ امام حُسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یزیدی سپاہیوں نے دریائے فرات گھیرا ہوا ہے' تجھے پانی کون لینے دے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور آخری وقت تک کوشش کروں گا پانی مل جائے اور اگر انہوں نے مُجھے شہید کر دیا تو ساقیٔ کوثر کی بارگاہ میں جاکر بیٹوں گا۔ حضرت

عباس رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ۱۸ سال ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ شمر کے بھانجے ہیں۔ شمر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سالا ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سگا ماموں ہے۔ شمر اپنے بھانجے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ کہا چلو میرے ساتھ۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کیا ہے۔ فاقے ہی فاقے ہیں' پیاس ہی پیاس ہے۔ ادھر آؤ۔ بہترین کھانے ملیں گے' پانی بھی ملے گا' خزانے بھی ملیں گے۔ شمر نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بڑا سمجھایا لیکن قربان جائیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں شمر کو دندان شکن جواب دیا۔ فرمایا شمر لعنتی جہنمی' اپنا چہرہ مجھ سے پھیر لے۔ مجھے خزانے نہیں چاہئیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں کی گرد راہ چاہیئے۔ فرمایا۔ تو مجھے خزانوں کی دعوت دے رہا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں میں جان دینے سے مجھے کائنات کے سارے خزانے میسر آئیں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قربانی کی بے مثال نشانی قائم کی۔ جناب عباس رضی اللہ عنہ دریائے فرات کی طرف بڑھے۔ یزیدی فوج نے آپ رضی اللہ عنہ کو روکنے کی کوشش کی لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ یزیدی فوجوں کو چیرتے ہوئے دریائے فرات تک پہنچے۔ پانی کا مشکیزہ بھر کر جب واپس آنے لگے تو یزیدی فوجوں میں ایک پکار پڑ گئی کہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کے خیموں تک پانی نہ پہنچنے پائے۔ اگر اہلبیت رضی اللہ عنہم کے شہزادوں نے پانی پی لیا تو یہ جنگ قیامت تک ختم نہیں ہوگی۔ ایک دشمن آگے بڑھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جس ہاتھ میں مشکیزہ تھا اس پہ وار کیا' بازو جدا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوسرے ہاتھ میں مشکیزہ پکڑا۔ یزیدی سپاہی نے اس پر بھی حملہ کیا وہ بھی کٹ گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مشکیزہ فوراً منہ میں پکڑ لیا کہ کسی نہ کسی طرح [illegible]یت رضی اللہ عنہم کے خیموں تک پانی لے جاؤں۔ ایک جہنمی کتا آگے بڑھا اس نے گردن پہ وار کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے

اس طرح دادِ شجاعت دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے شہزادہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ عمر ۱۸ سال ہے اتنا قیمتی شہزادہ ہے کہ قیامت تک ہم سارے اکٹھے ہو جائیں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی گردِراہ کے ذرّے کو نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت علی اکبر ہم شبیہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کی صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے، جن کی سیرت حضرت علی المرتضٰی سے ملتی ہے جن کی رفتار امامِ حسن رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے اور گفتار امامِ حسین رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔ حُسن کی تصویر حضرت علی اکبر جب قرآن پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے امام الانبیاء تلاوت فرما رہے ہیں۔ خاندانِ نبوت کے اس شہزادے نے میدانِ کربلا میں عظمت اور بہادری کی مثال قائم کی۔ سینکڑوں یزیدیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ نہایت مردانہ وار بہادری کا ریکارڈ توڑتے ہوئے باطل کی چٹانوں سے ٹکرا کر جامِ شہادت نوش کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سیّد الشہداء حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کھڑے کربلا کے صحراؤں میں تھے، نظر اُنکی لوحِ محفوظ پر تھی۔ جس جس شہید کا نام دیکھتے اُسے ہی میدانِ کربلا میں بھیجتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ علی اصغر رضی اللہ عنہ کا نام شہیدوں کی لسٹ میں موجود ہے لیکن یہ چھ ماہ کا بچّہ نہ چل سکتا ہے، نہ گھوڑے پہ سوار ہو سکتا ہے تو امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے اس نُور کی تصویر شہزادے کو اپنے ہاتھوں کی سواری دی۔ اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر یزیدی لشکر کے سامنے لے گئے۔ فرمایا یزیدیو! یہ چھ مہینے کا بچّہ ہے جسے پینے کے لئے دُودھ چاہیئے تم اِسے پانی دینے کیلئے تیار نہیں۔ کل قیامت کو ساقیٔ کوثر کو کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدیوں سے پانی کی بِھیک نہیں مانگی بلکہ قیامت کے دِن یزیدیوں کی

زبانوں کو کاٹنے کیلئے آپ علی اصغرؓ کو لے کر گئے ہیں کہ کل قیامت کے دن یزید، شمر اور ابن زیاد یہ نہ کہہ دیں اگر امام حسین رضی اللہ عنہ پانی مانگتے تو ہم دے دیتے فرمایا۔ یزیدیو قیامت کے دن میں تمہاری ساری دلیلوں کو توڑ دینا چاہتا ہوں۔ میں تو علی اصغر رضی اللہ عنہ کو خود لے کر آیا ہوں اور تم نے پانی دینے کی بجائے تیر مار کر گردن سے خون کے فوارے جاری کر دیئے۔

اہلبیت رضی اللہ عنہم کے شہزادے دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو رہے ہیں حضرت زینب بنتِ علی رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادوں عون رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ جن کی عمریں سات اور نو سال کی ہیں۔ سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے کر آئیں۔ عرض کی حضور میرے اِن دو شہزادوں کو کربلا میں جانے کی اجازت دی جائے۔

میں اُن بے صبری کی گردانیں کرنے والوں کو سمجھانے کی نیت سے عرض کرنا چاہتا ہوں جو ماں اپنے بچوں کو خود قربان گاہ میں بھیج رہی ہے وہ شہادت کے بعد بے صبری کیسے کر سکتی ہے۔ اگر بے صبری ماں ہوتی تو کبھی بھی اپنے بچوں کو نہ بھیجتی اپنی گود میں چادر میں چھپا کے رکھتیں اور جب عون رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ دونوں شہزادے باطل کی چٹانوں سے ٹکرا گئے تو حضرت امامِ حسینؓ نے ہمشیرہ سے کہا۔ ہمشیرہ تمہارے دونوں شہزادے کربلا میں شہید ہو گئے۔ حضرت زینب بنتِ علی رضی اللہ عنہا قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔ جب شہزادوں کی شہادت کی خبر سُنی تو فوراً سر بسجود ہو گئیں سجدے میں سر رکھ کر عرض کی یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تو نے میرے ہدیوں کو قبول کیا۔

کربلا میں جو شہزادے شہید ہوئے ہیں اُن میں ابو بکرؓ ابنِ علی ۔ عمرؓ ابنِ حسنؓ اور عثمانؓ ابنِ حسینؓ شامل ہیں ۔ میں اہلبیتؓ سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں کی خدمت میں التماس کرتا ہوں ۔ اگر اہلبیتؓ سے محبت ہے تو ان شہزادوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے ۔ تمہاری کتابوں کے اندر بھی موجود ہے ۔ مُلّا باقر مجلسی نے اپنی لسٹ میں بیان کیا ہے کہ اہلبیتؓ کے شہزادے جو کربلا میں شہید ہوئے اُن میں پانچ شہزادے ایسے ہیں جن کے نام خلفاء راشدین کے ناموں پر ہیں ۔ ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ ۔ اگر اِن شہزادوں کا نام لیا جائے تو لوگ نام سُن کر سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اہلبیتؓ نے اپنے شہزادوں کے نام خلفاء راشدین کے نام پر رکھے ہیں تو محبت سے رکھے ہیں ۔ یہ دُشمنی کی نشانی نہیں ۔ یہ محبّت کی نشانی ہے ۔ میرا ایمان ہے اِن شہزادوں کے نام لینے سے ہی اِتنی برکتیں آجائیں گی ، سارے اِختلافات ختم ہو جائیں گے اور اللہ سب کو توبہ نصیب فرمائے گا ۔

برادرانِ مِلّت اہلبیتؓ کے صبر کی داستان ایک بے مثال داستان ہے ۔ ہم کربلا میں موجود نہیں تھے ۔ کربلا کا منظر ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن ہم قرآن پاک پڑھ کر ۔ قرآن پاک کی صداقت اور عظمت کی قسم کھا کر بتا سکتے ہیں کہ حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی شہزادے کی شہادت کی خبر ملتی تھی تو یہ صبر و رضا کا شہنشاہ اور صبر و رضا کا امام ہر شہید کی شہادت کی خبر سُن کر قرآن پاک کی تلاوت فرماتا تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ یاد رکھو دِلوں کو اِطمینان اللہ کے ذِکر سے

ملتا ہے۔ جب حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے ہیں تو اللہ کی طرف سے اِطمینان و سکون کے خزانے ملتے ہیں۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر قرآن پہ عمل کون کر سکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان تو یہ ہے ؎

جو جواں بیٹے کی میّت پر نہ رویا وہ حُسین رضی اللہ عنہ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا وہ حُسین رضی اللہ عنہ
جس نے اپنے خون سے دُنیا کو دھویا وہ حُسین رضی اللہ عنہ

حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے شہیدوں کی شہادت پہ بے صبری کیوں نہیں کی۔ اِس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ قرآن پاک میں صبر کرنے کا حکم ہے اور دوسری وجہ یہ ہے سیّدالشہداء امامِ حُسین رضی اللہ عنہ شہیدوں کی شہادت کے بعد اُنکی پروازوں کو دیکھ رہے تھے۔ شہیدوں کا ایک قدم کربلا میں تھا اور دوسرا قدم جنّتُ الفردوس میں تھا۔ میرا ایمان ہے جب بھی کوئی شہزادہ یزیدیوں کے مقابلے پر جاتا تھا یزیدیوں کی نگاہیں کربلا کے صحرا پہ پڑتی تھیں اور شہیدوں کی نگاہیں جنّتُ الفردوس پہ پڑتی تھیں۔ یزیدیوں کی نگاہیں تلواروں، نیزوں اور گھوڑوں پر تھیں اور کربلا کے شہیدوں اور شہنشاہ رضی اللہ عنہ کے غلاموں کی نگاہیں جمالِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھیں۔ ؎

شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تُو مردِ مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دُنیا میں اِسی دِن کو

سیّدُالشہداء حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ تمام شہزادوں اور جان نثار ساتھیوں کی شہادت کے بعد اَب خود شہادت کیلئے تیار ہوئے۔ سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سَر پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ باندھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زِرہ سینے پر لگائی اور والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تلوار ہاتھ میں لی۔ یہ تینوں

تبرکات ہیں۔ معلوم ہوا امام حسین رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تبرکات کو ماننے والا ہے۔ جو تبرکات کو نہیں مانتے وہ یزیدی ہیں اور جو تبرکات کو مانتے ہیں وہ کربلا کے شہنشاہ کے غلام ہیں

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہادت کیلئے تیار ہوئے، پردے کے خیموں میں خاندانِ نبوت کی شہزادیاں رونق افروز ہیں اور ان خیموں میں باپردہ خواتین کے دو ہی کام تھے قرآن پاک کی تلاوت کرنا یا نمازیں اور نوافل پڑھنا۔ مسلمان خاتون کی نشانی پردہ ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے پردہ کافر عورت گرفتار ہو کر آجاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اٹھا کر اس کافر عورت کے چہرے پر ڈال دیتے۔ اسلام کی تاریخ میں مسلمان تو مسلمان کافر عورت بھی بے پردہ نہیں ہونی چاہیئے۔ عورتوں کو گلی بازاروں اور باغوں میں بے پردہ پھرانا، بے حجابی کا مظاہرہ کرانا یہ یزیدیت ہے اور عورتوں کو پردہ کرانا حسینیت ہے

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تیار ہو کر سواری پر سوار ہوئے۔ پردے کے خیموں میں شہزادیوں کو آخری سلام کیا۔ صبر و رضا کے خطبے پڑھے۔ ہر شہزادی کو خطبہ سنانے کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہلبیت کی شہزادیو میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں ؎

یا رب یہ ہے سادات کا گھر تیرے حوالے
اور میرا ہے یہ بیمار پسر تیرے حوالے

میرا ایمان ہے جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا بیمار شہزادہ اور شہزادیاں کو خدا کے سپرد کیا ہوگا کسی میں طاقت نہیں تھی تلوار اٹھاتا تو درکنار نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ آج جہنمی قسم کے لوگ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی شہزادیوں کی بے صبری اور بے پردگی کی گردانیں کرتے ہیں، ان کی چادریں چھین لی گئیں اور پتہ نہیں ظالم کیا کیا کہہ جاتے ہیں۔ میرا ایمان ہے اہلبیت رضی اللہ عنہم کی کوئی شہزادی بے پردہ نہیں ہو سکتی۔ اگر

خدانخواستہ اہلبیت علیہم السلام کی کسی شہزادی کے سر سے چادر سرک جاتی، سر کا ایک بال ننگا ہو جاتا تو زمین پھٹ جاتی یا سورج اندھا ہو جاتا۔ یا قیامت سے پہلے قیامت آجاتی۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے شہزادیوں کو خدا کے سپرد اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پتہ ہے میری شہزادیاں کپڑوں کے خیموں میں بظاہر غیر محفوظ ہیں مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بالکل یقین ہے کہ جو اللہ پہ توکل کرتے ہیں اللہ انکی حفاظت کرتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ جو اللہ پہ توکل کرتے ہیں وہی تو ایمان والے ہیں۔ اللہ پہ توکل کرنا ایمان والوں کی نشانی ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے توکل کی مثال قائم کی ہے۔ ایمان سے ایسے ایسے واقعات آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے اُن میں سے ایک بھی واقعہ اگر ہمارے سامنے آجائے تو جسم سے جان ہی نکل جائے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ستاون سال کے قریب ہے۔ بڑھاپے کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔ شہزادیاں کپڑوں کے خیموں میں ہیں۔ چاروں طرف دشمنوں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے شہزادے اور ساتھی سب خونِ شہادت میں غسل کر چکے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تنِ تنہا ہزاروں یزیدیوں کے مقابلے پر اُن کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہیں۔ پیشانی پہ کوئی شکن نہیں۔ قوتِ بازو میں کوئی ضعف نہیں، پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں۔ اسے امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اس شہزادے کو حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۔

لبِ فرات اِک بارِ دِلستاں کے لئے
لہو کے دیپ جلاتے ہیں چند شیدائی
چراغ ٹوٹ گئے آفتاب ڈوب گئے
مگر جبینِ وفا پر شکن نہیں آئی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ تنِ تنہا دشمنوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ جمعہ کا دِن ہے جمعہ کا ہی وقت ہے۔

آج خطیب بڑے بڑے شاندار سنگِ مرمر کے بہترین منبروں پر خطبے پڑھتے ہیں لیکن سیدُالشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو آخری خطبہ دیا ہے وُہ منبروں پر نہیں دیا بلکہ شہیدوں کی لاشوں کے قریب کھڑے ہوکر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خطبہ بھی بے مثال۔ حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور سُننے والے یزیدی سپاہی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حمدوثنا اور دُرود شریف کے بعد فرمایا یزیدیو! مجھے پہچانتے ہوئے کون ہوں۔ ظالمو! جن کا تم کلمہ پڑھتے ہو میں اُنہی کا نُورِ نظر ہوں یا میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا چھوڑ دو یا مجھے پہچان لو۔ تمام یزیدی دُنیادار کمینوں کی پیشانیاں جُھک گئیں۔ اُنہوں نے کہا حضور ہم جانتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کون ہیں لیکن سوال صرف یزید کی بیعت کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرلیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوجائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ادب کریں گے' اِستقبال کریں گے۔ حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یزیدیو! اگر میں نے کربلا کے صحراؤں میں اِن شہزادوں کی شہادت کے بعد یزید کی بیعت کرلینی تھی تو مدینے سے کیوں چلا آتا۔ اِن شہزادوں کی قربانیاں کیوں پیش کرتا۔ فرمایا ہم خونِ شہادت کا آخری قطرہ تک بہادیں گے یزید جیسے فاسق و

فاجر کی بیعت نہیں کریں گے ۔

سیّدُالشہدار امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے عظیم سبق دیا ہے کہ حق کے راستے پر اگر کسی مقابلے میں سارے ساتھی سپاہی شہید ہو جائیں ۔ اکیلا سپاہی یا جرنیل بچ جائے تو دشمن کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالنے چاہئیں ۔ باطل کی غلط باتوں پر صلح نہیں کرنی چاہیئے ۔ ۱۹۷۱ء میں ہمارے نوّے ہزار فوجی سپاہی باطل کے سامنے سرنڈر ہو گئے ۔ بڑے بڑے بریگیڈیئر جرنیل بیچارے سرنڈر ہو گئے یعنی ریکارڈ ہی توڑ دیا ۔ معلوم ہوتا ہے بدر اور کربلا کے واقعات نہیں پڑھے ۔ اگر ہمارے حاکموں اور فوجوں نے بدر اور کربلا کے واقعات پڑھے ہوتے تو ہمارے جرنیل کبھی باطل کے سامنے سرنڈر نہ ہوتے ۔

سیّدُالشہدار امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا پیغام ہے کہ اگر سارے ساتھی اور سارے شہزادے بھی شہید ہو جائیں، کسی یزیدی سے کوئی صلح نہیں ۔ یہ جنگ قیامت تک جاری رہے گی ۔ جنابِ سیّدنا امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کی للکار کا کون اندازہ کر سکتا ہے ۔ فرمایا ۔ یزیدیو ! تیار ہو جاؤ حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے تلوار کو بے نیام کیا اور لشکر یزیدی پر شیر کی طرح جھپٹے ۔ آپ رضی اللہ عنہ جدھر جاتے یزیدیوں کے سر جسموں سے جُدا ہو رہے ہیں عمرو ابن سعد جو یزیدی فوجوں کا کمانڈر انچیف تھا اُس نے اپنے سپاہیوں کو کہا ۔ اگر امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا حملہ اسی طرح جاری رہا تو سب فی النّار ہو جاؤ گے ۔ کئی ہزار یزیدی آگے بڑھے ۔ حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ مردانہ وار اُن کا مقابلہ کر رہے ہیں ۔ عمرو ابن سعد دُور کھڑا ہو کر دیکھ رہا ہے ۔ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ذوالفقار حیدری رضی اللہ عنہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہ جدھر رُخ کرتے ہیں یزیدی فوجوں کے سر خزاں کے پتّوں کی طرح اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ عمرو ابن سعد

نے یزیدی فوجوں کا جب یہ حشر دیکھا تو پکار اُٹھا۔ سپاہیو سب تلواروں سمیت پیچھے ہٹ جاؤ تم میں طاقت نہیں کہ اللہ کے اِس شیر کا مقابلہ کر سکو۔ یزیدی سپاہی تلواروں سمیت پیچھے ہٹ گئے۔ عمرو ابن سعد نے تیر اندازوں کو حکم دیا۔ دُور کھڑے ہو کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسمِ اقدس پر تیروں کی بارش کرو۔ تیروں کی بوچھاڑ ہو گئی۔ بیک وقت ستّر اسّی تیر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیشانی اور سینے پر آکر پیوست ہو گئے۔ خونِ شہادت کی بارش ہونی شروع ہو گئی۔ شہادت کا امام، شجاعت کا شہسوار، اہلبیت علیہم السلام کا شہزادہ جنابِ امام حسین رضی اللہ عنہ سواری کی عرش زین سے فرشِ زمین کی طرف رونق افروز ہوا۔ شمر نے جب شہادت کے شہنشاہ کو زمین کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو تلوار لہراتا ہوا آگے بڑھا۔ شمر دیکھنے میں اِنسان تھا، حقیقت میں جہنم کا خنزیر تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر فرشِ زمین پر رونق افروز ہیں۔ شمر سمجھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ زخموں سے نڈھال ہو کر بے ہوش ہو گئے ہوں گے، اَب سر کو کاٹنا آسان ہے۔ جب شمر امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے کیلئے آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی نِگاہ پاک اُٹھی۔ شمر لرز گیا۔ فرمایا شمر ٹھہر جا ہمیں نماز پڑھ لینے دو۔

حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے آخری پیغام مِلّتِ اِسلامیہ کو یہ دیا کہ جان جاتی ہے تو جائے نماز نہ جائے۔ جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں اور اُنکی نمازیں قضا ہو رہی ہیں۔ لاکھ مرتبہ محبّت کا دعویٰ کریں اُن کو اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے کوئی نِسبت نہیں۔ اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے غُلام وُہی ہیں جن کی جان جاتی ہے تو جائے نماز نہ جائے۔ فرمایا شمر ٹھہر جا مجھے نماز پڑھ لینے دو حضرت امام حسین آخری سجدے تک باہوش ہیں اور ہوش میں رہنا صبر کی نشانی ہے بے ہوش ہوتا

بے صبری کی نشانی ہے ۔جنابِ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ آخری سجدے تک باہوش تھے ۔شہادت کا اِمام صبر کا بھی امام ہے ۔ جُمعہ کا دِن ہے نماز کا وقت ہے سیّدُ الشُّہدار حضرت اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کی نیّت باندھی اور زخمی پیشانی کربلا کے تپتے ہوئے صحرا پر رکھی ۔ لُطف آیا' سرُور آیا ۔زبانِ حال سے پُکار اُٹھے ۔یا اللہ مَیں نے سَر سجدے میں رکھ دیا ہے۔ اَب اُٹھانے کو جی نہیں چاہتا قُدرت کہہ رہی تھی ۔کربلا کے شہنشاہ ۔تُمہاری نماز کی اِبتدا فرش پر ہے اور اِنتہا جنّتُ المُعلّیٰ کی بلندیوں پر ہے ۔شمر آگے بڑھا ۔سجدے کی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا اَور سرِ اقدس کو جِسم سے جُدا کر دیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں نماز ملی ہے اَور سیّدُ الشُّہدار اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ کو نماز میں معراج ملی ہے ۔ نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں گئے تو نماز لائے اَور نواسے نے نماز پڑھ کر معراج حاصل کرلی ۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ نماز مومن کی معراج ہے۔

شمر نے یزیدیوں کو کہا گھبرانے کی ضرورت نہیں' مَیں نے اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے ۔اُس ظالم نے آپ رضی اللہ عنہ کا سَر نیزے پر بلند کر کے دکھایا تو یزیدیوں کی جان میں جان آئی ۔ وہ دیو اسنے کُتّوں کی طرح اہلبیّت رضی اللہ عنہم کے شہزادوں کی لاشوں کی طرف دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اَور تمام شہیدوں کے سروں کو کاٹ کر نیزوں پر بلند کیا ۔شہیدوں کے سَر نیزوں پہ بلند ہیں۔

آں آنکہ سَر ہے نیزے پہ سوئے زمیں ہے رُد
یعنی ہے اُن کو سجدۂ ثانی کی آرزو

سیّدُ الشُّہدار امامِ حُسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے شہزادوں کے شہید ہو جانے کے بعد دُنیا دار' کمینے' پلید رقسم کے خارجی لوگ کہیں گے فتح یزید کی ہوئی

ہے لیکن قُدرت کہہ رہی تھی فتح یزید کی نہیں میرے شہید کی ہے۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ

صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔

خوشخبری اُسے دی جاتی ہے جو کامیابی حاصل کرتا ہے۔ خوشخبری اُسے دی جاتی ہے جو فتح حاصل کرتا ہے۔ جب ظلم اور صبر کا مقابلہ ہوگا تو فتح ظالم کی نہیں صابر کی ہے۔ یزیدی ظالموں کو مبارکباد یزید دے رہا تھا اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کے شہیدوں اور صابرین کو مبارکباد خود خُدا دے رہا تھا۔ یزیدی ظالم شہیدوں کے سروں کو نیزوں پہ بلند کر کے میدانِ کربلا سے کوفے کے گورنر ہاؤس کی طرف دوڑے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے ہماری فتح ہوگئی لیکن قُدرت کہہ رہی تھی یزیدی ظالمو فتح تمہاری نہیں کربلا کے شہیدوں کی فتح ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو اپنی عبرت کی نگاہیں اُٹھا کر دیکھو سر تمہارے بلند ہیں کہ شہیدوں کے بلند ہیں۔ جو سر کٹ جانے کے بعد بھی بلند ہیں فتح اُنکی ہے۔

جب یزیدی کربلا کے شہیدوں کے سروں کو لے کر کوفہ کے گورنر ہاؤس کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں ایک اللہ کا بندہ اپنے گھر میں بیٹھ کر قرآن پاک کی سورۃ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب وہ اِس آیت پر پہنچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

"کیا تُو گمان کرتا ہے اصحاب کہف اور رقیم کا واقعہ کتنی عجیب آیتوں میں سے ہے۔ تین سو سال کے بعد زندہ ہوئے۔"

وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا تو اِمام حُسین رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے سر نے اِس کی تلاوت

کی آواز کو سُننا اور قرآن کی تلاوت کو سُن کر اُس کی تفسیر فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سرِ اقدس سے آواز آئی یَا قَارِیَ الْقُرْآنِ اِنَّ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ اَے قرآن پڑھنے والے ذرا ہماری طرف بھی دیکھ۔ ہمارا قتل ہونا۔ قتل ہونے کے بعد سَروں کو کاٹ دینا اور سَروں کو کاٹنے کے بعد نیزوں پہ بلند کرنا اور نیزوں پہ بلند ہو کے قرآن کی تلاوت کو سُننا۔ قرآن کی تلاوت کو سُن کر پھر اُس کی تفسیر کرنا اصحاب کہف سے بھی عجیب واقعہ ہے۔

قُرآن نے کہا۔ ایمان والو شہید زندہ ہیں لیکن کسی شہید نے بول کر نہیں بتایا کہ ہم زندہ ہیں۔ باقی سب کی شہادت کو قرآن سے ماننا پڑے گا لیکن اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھ کر شہادت کی زندگی منوائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تو تلاوت کر کے بتا دیا کہ شہید زندہ ہیں ؎

شہید اِس دارِ فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمین پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

جنابِ سیِّدُ الشُّھداء حضرت اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت نہیں کی ؎

سر داد نہ داد دست دردستِ یزید
حقّا کہ بنائے لَا اِلٰہ است حُسینؓ

جنابِ اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے اپنا سر دے دیا لیکن یزید کے پلید ہاتھوں میں اپنا ہاتھ نہیں دیا۔ یہ بھی یاد رہے بیعت اور ووٹ ایک ہی چیز ہے۔ حضرت اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے سر دے دیا لیکن ووٹ نہیں دیا۔ ہم چائے کی ایک پیالی اور سگریٹ کے ایک کش پہ شرابیوں، زانیوں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کو ووٹ دے

دیتے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کوئی مذاق نہیں ہے

حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا مقصد نہ سمجھے
یہ ہم پر آج تک اسلام کا الزام باقی ہے

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے زندہ جاوید سبق دیا ہے کہ میرے غلام ہو تو کسی فاسق و فاجر کو ووٹ نہ دینا۔ اللہ تعالٰی ہمیں شہیدوں اور یزیدوں کے فرق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله وعلى اٰلك واصحٰبك يا حبيب الله

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ

مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْمُطْمَئِنِّيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰى فِيْ شَانِ حَبِيْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ

امام حسین رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

محترم و معزز حاضرین سامعین کرام قرآن پاک کی سورۃ العصر کی تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالْعَصْرِ زمانے کی قسم اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ بے شک انسان گھاٹے میں ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ایک دوسرے کو حکم دو حق کا اور ایک دوسرے کو نصیحت کرو صبر کی۔

مفسرین کے نزدیک قرآن کی اس سورۃ میں پورا قرآن موجود ہے۔ قرآن کامل اور مکمل مضمون ہے۔ قرآن کتابی لحاظ سے کامل کتاب ہے بلکہ اس کی ہر آیت کامل آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالْعَصْرِ زمانے کی قسم۔ مفسرین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی قسم یاد فرمائی وَالْعَصْرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی قسم۔ پیغمبروں کے زمانے اچھے اچھے زمانے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ جب تک اُن کا کلمہ پڑھا جاتا رہا۔ جب تک حضرت نوح علیہ السلام کا کلمہ پڑھا جاتا رہا حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ جب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلمہ پڑھا جاتا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام

کا زمانہ تھا۔ جب تک اسمٰعیل علیہ السلام کا کلمہ پڑھا جاتا رہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام تک پیغمبروں کے اپنے اپنے زمانے تھے کسی پیغمبر کا زمانہ دو سو سال۔ کسی پیغمبر کا زمانہ چار سو سال۔ کسی پیغمبر کا زمانہ ہزار سال۔ جب محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی۔ فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب سارا زمانہ ہی تیرا ہے۔ حدیث قدسی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں زمانے کو گالی نہ دو۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی تو زمانہ ہوں۔ رب تعالیٰ زمانہ ہے۔ زمانہ خود عربی کا لفظ ہے۔

وَالْعَصْرِ محبوب کے زمانے کی قسم۔ رب تعالیٰ جب کسی مضمون پر قسم یاد فرمائے تو وہ مضمون بڑا اہم ہوتا ہے۔ خدا ہو کر قسم یاد فرما رہا ہے۔ فرمایا وَالْعَصْرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم زمانے کی قسم اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ بیشک انسان گھاٹے میں ہے اور دوسرا مضمون سورۃ والتین۔ فرمایا وَالتِّیْنِ انجیر کی قسم۔ اللہ تعالیٰ نے انجیر کی قسم یاد فرمائی۔ حالانکہ پھلوں کا بادشاہ پھل سیب ہے۔ رب تعالیٰ نے سیب کی قسم نہیں کھائی۔ انجیر کی قسم یاد فرمائی۔ فرمایا انجیر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہے۔ ہم تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند دیکھتے ہیں۔ وَالزَّیْتُوْنِ زیتون کی قسم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روغنیات کے لئے جس تیل کو استعمال کیا ہے وہ روغنِ زیتون ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: محبوب زیتون کی قسم۔ کیا معنی۔ حقیقت میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری اداؤں کی قسم۔ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ جس پہاڑ پر میرا کلیم رونق افروز ہوا مجھے اس پہاڑ کی قسم وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ محبوب مجھے اس عظیم شہر کی قسم جس میں تو رونق افروز ہے۔ غور کریں شہر میں مکان بھی ہوتے ہیں۔ شہر میں گلیاں، بازار بھی ہوتے ہیں، شہر میں میدان بھی ہوتے ہیں غاریں بھی ہوتی ہیں۔ شہر میں پہاڑ بھی ہوتے ہیں۔۔۔

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو ایک پہاڑ کی قسم۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو پورے شہر کی قسم ھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس پورے شہر کی قسم۔ چار قسمیں یاد فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ بے شک ہم نے انسان کو بہترین درجے میں پیدا کیا۔ بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اللہ تعالےٰ کی بڑی بڑی مخلوق ہے لیکن انسان سب سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العصر میں ایک قسم یاد فرما کے کہا۔ انسان گھاٹے میں ہے اور سورۃ التین میں چار قسمیں یاد فرمانے کے بعد کہا۔ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ نتیجہ یہ نکلا۔ انسان اللہ کی مخلوق میں افضل ہے۔ انسان کی صورت بھی بہترین ہے لیکن گھاٹے میں تب ہے جب اس کی سیرت خراب ہو جائے گھاٹے میں تب ہے جب اس کے اخلاق بگڑ جائیں۔ جب انسان کی عادتیں بگڑ جائیں تو گھاٹے میں ہے۔

فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وَالْعَصْرِ زمانے کی قسم اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔ کیسے لوگ گھاٹے میں ہیں۔ جیسے یزید۔ جیسے شمر۔ جیسے ابنِ زیاد جیسے عمرو ابن سعد۔ قیامت تک جو بھی اس قسم کے لوگ ہوں گے وہ سب گھاٹے میں ہیں۔ اگر انسان بگڑ جائے تو بھیڑیے سے زیادہ ظالم ہے، سانپ سے زیادہ خطرناک ہے۔ اگر انسان سنبھل جائے تو فرشتوں سے اعلیٰ ہے۔ اور اگر بگڑ جائے تو ایسے لوگ گھاٹے میں ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے وہ گھاٹے میں نہیں۔ صاحب ایمان لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں۔ جیسے سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے شہزادے اور ساتھی سارے اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں شامل ہیں۔ اور یزید اور یزید کے سارے وزیر، گورنر

جرنیل سب مِنَ الْاِنْسَانِ یعنی خسبو میں شامل ہیں یعنی جہاں جہنمی مراد ہے وہاں یزید اور یزید کے سارے ساتھی موجود ہیں اور جہاں جنتی مراد ہے وہاں سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے شہزادے اور ساتھی موجود ہیں۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔

اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہو جاؤ۔ شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ بیشک وُہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ہر آدمی کہتا ہے مَیں مکمل طریقے سے اسلام میں داخل ہوں۔ یزید بھی کہتا تھا مَیں اسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہوں۔ شمر۔ ابن زیاد۔ عمرو ابن سعد اور جتنے بھی یزید کے ساتھی تھے سب کہتے تھے ہم اسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہیں۔

فِی السِّلْمِ كَآفَّةً کی بہترین تصویر حسین ابن علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے شہزادے اسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہیں۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ شیطان کے نقش قدم پر مت چلو جیسے یزید چلا۔ جیسے شمر چلا جیسے ابن زیاد چلا۔ یزید اور یزید کے سارے ساتھی شیطان کے پیروکار ہونے کی نشانی ہیں۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے شہزادے اسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہونے کی نشانی ہیں۔

بہت سے لوگ یزید سے بڑی ہمدردی رکھتے ہیں، بڑی تعریف کرتے ہیں۔ کہتے ہیں یزید نمازیں پڑھتا تھا، یزید قرآن کی تلاوت کرتا تھا۔ اُن بے وقوفوں کو یزید کی نمازیں اور تلاوتیں نظر آتی ہیں۔ ہمیں کربلا کے شہیدؓ کی نمازیں اور تلاوتیں نظر

آتی ہیں۔ اگر یزید میں کوئی خوبی ہوتی تو حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ یزید کی حاکمیت کو تسلیم کر لیتے لیکن حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرنا یزید کے عیب کے لئے اِتنی سند کافی ہے۔ میرا ایمان ہے قیامت تک اَب جو بھی مولوی، خطیب، پروفیسر پیدا ہو گا اُن سب کی باتیں غلط ہو سکتی ہیں امام حُسین رضی اللہ عنہ کا فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا۔

یزید کیسا تھا کسی گواہی کی ضرورت نہیں۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کی اکیلی گواہی ہی کافی ہے۔ یزید فاسق وفاجر تھا۔ تمام برائیاں اکٹھی کر لی جائیں تو یزید کی صُورت بنتی ہے اور تمام جنّت کی خوبیاں اکٹھی کر لی جائیں تو صورتِ حُسین رضی اللہ عنہ بنتی ہے

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یزید کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔

اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یزید کا نام لے کر حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ یزید جیسے ظالم فاجر و فاسق کا باپ ہے۔ میں تاریخ کا ایک معمولی سا طالب علم ہونے کی حیثیت سے اسلام کی تاریخ کے بڑے نازک واقعات اور نازک موقعوں سے قوم کو خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ زبان درازی سے پہلے قرآن اور حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا نافرمان ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ نوح علیہ السلام یہ تیرے خاندان ہی سے نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بدکاروں اور بدعملوں کے پاس بیٹھا، اسلام سے خارج ہو گیا، جہنمی ہو گیا۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بدعملوں کے پاس بیٹھ کر بے ایمان ہو جائے اسلام سے خارج ہو جائے تو حضرت نوح علیہ السلام کی نبوّت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا نافرمان بیٹا اُن کے خاندان سے نکال کر ایک ایسا قانون بنا دیا ہے

جو قیامت تک نافذ ہے۔ اگر کسی نیک متقی پرہیزگار باپ کا بیٹا بدنصیب، بدعمل اور نافرمان ہو جائے تو اس کی نافرمانی کی وجہ سے باپ کو موردِ الزام مت ٹھہراؤ۔ یہ احتیاط کا سبق صرف اہلسنّت کو حاصل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ پاکیزگی صرف اہلسنت کو عطا فرمائی ہے۔

سمجھانے کی نیّت سے ایک اور اشارہ کرنا چاہتا ہوں عمرو ابن سعد یزیدی فوجوں کا کمانڈر انچیف ہے، ظالم ہے اور عمرو ابن سعد کا باپ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اندازہ کریں بیٹا اہلبیت رضی اللہ عنہم کا قاتل ہے اور باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی ہیں کہ غزوہ اُحد میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کافروں کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تیر آرہے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ خود سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے جو تیر آئے مجھے لگے میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگے۔ کافروں کی طرف سے جو تیر آتا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اُس کو ہاتھوں سے روک کر وُہی تیر پھر کافروں کی طرف پھینکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اِس بہادری کے منظر کو دیکھ کر زبانِ نبوّت سے فرمایا:

اِرْمِ یَا سَعْدُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

اے سعد رضی اللہ عنہ ایک تیر اور پھینک تجھ پہ میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔

اِسلام کی ساری تاریخ کائنات میں یہ اعزاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور کو نہیں دیا۔ سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساری اُمّت کہتی ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو

کہا۔ تجھ پہ میرے ماں باپ قربان جائیں۔ کیسا اعزاز ملا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو۔
اور یہ وہی سعد رضی اللہ عنہ ہیں جو ایران کی فتوحات کا بنیادی سبب بنے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوجیں لے کر جا رہے ہیں۔ سامنے دریا آگیا۔ اُدھر ایرانی مضبوط قلعوں میں بیٹھ کر مسلمانوں کا مذاق اُڑا رہے تھے کہ مسلمانوں کے پاس تو کشتیاں نہیں دریا کیسے عبور کر سکیں گے۔ ہم محفوظ مقام پر ہیں ہمیں فتح نہیں کر سکتے۔
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی فوجیں دریا پر آکر کھڑی ہوگئیں۔ دیکھا تو سامنے طوفانی لہریں ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سپاہیوں کو کہا۔ اپنے گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دو۔ کسی سپاہی نے انکار نہیں کیا۔ سب نے آنکھیں بند کر کے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے۔ اُدھر ایرانی جرنیل، سپاہی اور ساری قوم سب قلعوں کی دیواروں پر چڑھ کر مسلمانوں کی آمد کا یہ منظر دیکھ رہے ہیں کہ گھوڑے سمندر کی طوفانی لہروں میں اس طرح دوڑ رہے ہیں جس طرح سڑکوں پہ دوڑتے ہیں۔ بجائے پانی کی چھینٹیں اُڑنے کے گھوڑوں کے پاؤں کی ٹاپوں سے گرد و غبار اُڑ رہی ہے اور تاریخ نے ایرانیوں کے یہ جملے نوٹ کر لئے۔ اُنہوں نے کہا لَیْسَ الْاِنْسَانَ بَلْ ھُوَ الْجَانَّ "یہ انسان نہیں یہ تو جن ہیں"۔ وہ جنوں کو بڑی پاور سمجھتے تھے لیکن اُن کو کیا خبر جن تو اِن کے غلام ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری کے سامنے بڑا جن تاب نہ لا سکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی شان تو بہت اونچی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسلامی فوجوں کا سپہ سالار اور بیٹا یزیدی فوجوں کا کمانڈر انچیف، لیکن بیٹے کے بدعمل، بدکردار اور بے غیرت ہو جانے سے باپ کی عظمت پر کوئی فرق نہیں آئے گا۔

تو مَیں عرض کر رہا تھا یزید کو جو مرضی کہو کُھلی چھُٹی ہے لیکن حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا ذِکر آئے تو ذرا ہوش سے ۔ اِس لئے کہ حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ۔ نوٹ کرلو ۔ مَیں سب کو بتا دینا چاہتا ہوں ۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ذرہ برابر بے ادبی ہوگئی تو جہنم کے خنزیر بن جاؤ گے ۔ جب کسی کا خانہ خراب ہونا ہو، جہنم کا خنزیر بننا ہو تو وُہ حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرتا ہے ۔ حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ صحابیِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

اہلسُنّت وجماعت کی سرحدیں ہیں ۔ اپنے ملک کی سرحد سے آگے غیر علاقے میں جاؤ گے تو گولی لگنے کا خطرہ ہے ۔ اسلام اور ایمان کی بھی سرحدیں ہیں ۔ اُن سرحدوں پر حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت لہرا رہی ہے ذرہ سرحد سے باہر ہوگئے تو ایمان جانے کا خطرہ ہے ۔ حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کیا ہے کسی بے ادب مولوی سے مت پُوچھو ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھو ۔ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھو ۔ حالانکہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیّد ہیں، غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ سیّد ہیں، خواجہ معینُ الدّین رحمۃ اللہ علیہ سیّد ہیں، خواجہ نظامُ الدّین اولیا محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سیّد ہیں ۔ بڑے بڑے غوث اور قطب سیّد ہیں لیکن جب بھی حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا ذِکر آتا ہے سب با ادب کھڑے ہو جاتے ہیں ۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشفُ المحجُوب میں فرماتے ہیں :

عَلَیْهِ مَا یَسْتَحِقُّهٗ دُوْنَ اَبِیْهِ

"یزید اُس کا مستحق ہے جو اُس نے کیا اپنے باپ کے سوا ۔"

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کو شامل نہیں کیا ۔ فرمایا یزید اُس عذاب کا مستحق ہے جو اُس نے کیا اپنے باپ کے سوا ۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کو علیحدہ کر دیا۔ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ جس گھوڑے پر سوار ہوں اگر اُس گھوڑے کی گرد راہ میرے جسم پر پڑ جائے تو کل قیامت کو میں اِسے شفاعت کے طور پر پیش کروں گا۔
غوثوں' قُطبوں اور مجدّدوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے جب بھی حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا ذِکر آئے تو ادب و احترام کو نہ چھوڑنا ورنہ جہنمی ہو جاؤ گے۔
حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ صحابیِٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' یزید صحابی نہیں تھا۔ حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف صحابیِٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انتہائی باعتماد اور دِیانتدار صحابی تھے۔ یہ وُہ صحابی ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے نازل ہونے والی وَحی لکھوایا کرتے تھے اِسی لئے حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتبِ وَحی بھی کہا جاتا ہے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لِکھنا نہیں آتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں چند صحابی رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں لِکھنا آتا تھا۔ جو کاتبِ وحی ہیں اُن میں حضرت امیرِ مُعاویہ بھی شامل ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان بادشاہوں کے نام لِکھنے' جواب تحریر کرنے اور پڑھنے لِکھنے کا سارا کام جنابِ امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے سپُرد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدنی خِدماتِ اِنجام دینے کی سعادت بھی حاصل تھی مثلاً وضو کرانا' تیل لگانا بال مبارک کاٹنا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دُعا فرمایا کرتے تھے یا اللّٰہ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآنِ پاک اور حسابِ کائنات کا علم عطا فرما۔ یا اللّٰہ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت والا اور ہدایت دینے والا بنا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس کو یہ دُعا نصیب ہو جائے اُس کے علم اور ہدایتِ دِین میں کون سی کمی باقی رہ سکتی ہے۔
ایک موقع پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا اللّٰہ مُعاویہ کو مُلکوں کی بادشاہت عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس دُعا کی برکت سے حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ پُوری مِلّتِ اِسلامیہ کے حُکمران بن گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ مُلکِ شام تھا۔ حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ۱۹ سال دو تہائی دُنیا پر عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کی تاریخ میں بہترین مدبر گزرے ہیں۔ اسلام کی تاریخ کا سہرا آپ رضی اللہ عنہ کے سَر پر چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرت امیرِ مُعاویہ بڑے جہاندیدہ اور تجربہ کار تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ بے ادبی کا مظاہرہ کرنا چاہا۔ حضرت علی المُرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر جلال آگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس شخص کو بڑی سختی سے ڈانٹتے ہوئے فرمایا لَا تَقُوْلُوا اِلَّا خَيْرًا۔ خبردار مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بے ادبی سے مت کرو' مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا ذِکر بھلائی کے ساتھ کرو وَلَا تَكْرَهُوْا اَمَارَةَ مُعَاوِيَةَ اور مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو مکروہ مت جانو۔

حدیث و تاریخ کی کتابوں میں جنابِ امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے شمار فضائل کا خزانہ موجود ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا نہ کہو۔ جس نے میرے کسی صحابی کے ساتھ دُشمنی رکھی اُس نے میرے ساتھ دُشمنی رکھی۔ اور جس نے میرے ساتھ دُشمنی رکھی اُس نے خدا کے ساتھ دُشمنی رکھی۔

لوگ کہتے ہیں حضرت اِمام حَسن رضی اللہ عنہ نے امیرِ مُعاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا حاکم کیوں بنایا۔ میں اُن کی خِدمت میں حدیثِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ خاتمُ الاَنبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

میرے بعد تیس سال خلافتِ راشدہ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت پر خلافتِ راشدہ ختم ہوگئی۔ ہم نیچے دیکھتے ہیں وہ اوپر دیکھتے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تھا میرے چھ مہینے ڈال کر خلافتِ راشدہ مکمل ہوگئی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے حکومت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے بادشاہ ہیں۔ اب میں ایک فقرہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اب قیامت تک جتنے مسلمان بادشاہ ہوں گے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ ان سارے بادشاہوں سے افضل ہیں۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے بہت نیچے ہیں لیکن باقی تمام اسلامی بادشاہوں سے بہت اونچے ہیں۔ محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، اورنگ زیب عالمگیر قرآن لکھنے والا۔ شاہ جہان تہجد خواں۔ نورالدین زنگی دن رات درود شریف پڑھنے والا۔ صلاح الدین ایوبی جس سے پوری انگریز دنیا لرزتی تھی قیامت تک جتنے مسلمان بادشاہ آئیں گے ان میں سب سے افضل بادشاہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ دلیل یہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ بھی ہیں صحابی بھی ہیں۔ ایک بات اور یاد رہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن ہیں اور تمام مسلمانوں کی ماں ہیں۔ کم از کم میرے جمعہ میں آنے والوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت پر کوئی شک نہیں ہونا چاہیئے اور اگر کسی کے ذہن میں کوئی شک کا پھوڑا ہے تو اس کی کوئی نماز میرے پیچھے نہیں ہوتی وہ کہیں اور جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے دار بھی ہیں

جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بسترِ علالت پر رونق افروز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یزید کو بلایا اور نصیحت فرمائی۔ فرمایا بیٹا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے سختی نہ کرنا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بزرگ ہیں ان کا احترام کرنا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت کرنا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کو نصیحتیں کر رہے ہیں۔ ان وصیتوں میں ایک وصیت یہ بھی تھی فرمایا میرے فوت ہو جانے کے بعد سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چادر ہے اس میں مجھے کفن دینا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے موئے مبارک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے ناخن مبارک، یہ میری پیشانی پر سجدہ کی جگہ رکھ دینا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو وصیت کرنا یزید کو بتانا مقصود تھا کہ جن کے قدم مبارک کے ناخن مبارک رکھ دینے سے میری شفاعت ہو سکتی ہے اُن کے جسم کے ٹکڑے کا مقام کیا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حُسَیْنٌ مِنِّیْ حسین رضی اللہ عنہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب سے گزرے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا بیٹی اس شہزادے کو رلایا مت کرو جب یہ روتا ہے تو عرشِ الٰہی کانپ جاتا ہے۔ ان شہزادوں کی یہ ناز برداریاں قرآن وحدیث سے واضح ہیں۔ حدیث پاک ہے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ساٹھ ہجری بڑی خطرناک ہوگی۔ لونڈوں کی حکومت ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ جسے حدیثیں یاد تھیں وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر دُعا کیا کرتے تھے یااللہ مجھے ساٹھ ہجری کی ابتداء سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دُعا

قبول فرمائی ۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ۶۰ھ سے پہلے اِنتقال ہوگیا ۔

معلوم ہوا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایمان ہے میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا بالکل سچ ہے ۔ ساٹھ ہجری بڑی خطرناک ہوگی ۔ لونڈوں، ناتجربہ کاروں اور بڑے بڑے ظالموں کی حکومت ہوگی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا ۔ ساٹھ ہجری میں یزید حاکم بنا ۔ نوجوان تھا، ناتجربہ کار تھا ۔ پچیس ۲۵ سے بتیس ۳۲ تینتیس ۳۳ سال کے قریب جس کی عُمر ہو اُسے لونڈا، ناتجربہ کار کہا جاتا ہے ۔ یزید کی عُمر ۲۸ سال ہے، اِبن زیاد کی عمر ۳۰ سال ہے ۔ عُمرو بن سعد کی عمر تقریباً ۳۲ سال ہے ۔ جتنے یزیدی فوجی جرنیل اور وزیر گورنر تھے سب کی عُمریں ۲۵ سے لے کر ۳۲ سال کے درمیان تھیں ۔

معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مُسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں ۔ حاکم کبھی بھی نوجوان نہ بناؤ ۔ گورنر، وزیر، ڈی سی، مجسٹریٹ، کمشنر وغیرہ کو تھوڑی عُمروں والوں کو تنظیمی اسامیوں پر فائز نہ کرنا مُلک تباہ ہو جائے گا ۔ ع

بنی کے مُنہ سے جو نکلی وُہ بات ہو کے رہی

حضرت اَبو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ جب خلیفۃُ المسلمین بنے تو آپکی عُمر تقریباً ساٹھ سال کی تھی ۔ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفۃُ المسلمین بنے تو آپ کی عُمر ۵۲ سال تھی ۔ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جب خلیفۃُ المسلمین بنے تو آپکی عُمر تقریباً ۷۰ سال تھی ۔ حضرت علیُ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب خلیفۃُ المسلمین بنے تو آپکی عمر تقریباً ۵۸ سال کی تھی ۔ جب خُلفاء راشدین کے لئے عُمر کی ضرورت ہے تو چودہویں صدی کے پابیوں کیلئے بھی عُمر کی ضرورت ہے ۔ انگریز کا قانون ہے آدمی کی عُمر ساٹھ سال ہو جائے تو آدمی ناکارہ ہو جاتا ہے ۔ لیکن اِسلام نے کام ہی اُن

سے لئے ہیں جن کی عمریں پچاس ساٹھ سال سے اُوپر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے دین میں موت تک ریٹائرمنٹ نہیں ہے۔ رب تعالےٰ موت تک کوئی نہ کوئی کام لیتا ہے۔ یزید لونڈا تھا اور اُس کے سارے وزیر گورنر لونڈے تھے اور لونڈوں کی حکومت میں اِتنا بڑا نُقصان ہوا ہے کہ تاریخِ اسلام میں ایسے نقصان کی مثال نہیں ملتی۔ یزید نے صرف اہلبیتؓ کے شہزادوں کو ہی شہید نہیں کیا بلکہ یزید کے عہدِ حکومت میں مکّۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملے کئے گئے۔ تقریباً نو سَو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ یزید صرف اہلبیتؓ کا دشمن نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی دشمن ہے۔ یزید کی حکومت میں بیت اللہ شریف کو ویران کیا گیا۔ بیت اللہ شریف کے غلاف کو جلایا گیا بیت اللہ شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جو تبرکات تھے سارے کے سارے نذرِ آتش ہو گئے۔ مدینہ منورہ پر یزید نے فوج کشی کی۔ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یزیدی فوجیوں نے اپنے گھوڑے باندھے۔ تین دِن تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ اذان ہوئی نہ نماز۔ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ تابعین کے سردار۔ آپ فرماتے ہیں مَیں اُن دِنوں مسجدِ نبویؐ میں رہا اور دیوانہ بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کے ساتھ چمٹا رہا۔ یزیدی سپاہی آتے مجھے پاگل سمجھ کر چھوڑ جاتے۔ آپ فرماتے ہیں نماز کے وقت کا پتہ نہیں چلتا تھا لیکن مَیں نے اُن تین دِنوں میں ہر نماز وقت پر ادا کی ہے۔ لوگوں نے پُوچھا آپ رضی اللہ عنہ کو وقت کا کیسے پتہ چلتا تھا فرماتے ہیں کہ جب بھی کسی نماز کا وقت آتا تھا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے سے اذان کی آواز آتی تھی۔ اور مَیں نماز ادا کر لیتا تھا۔ اَب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اذان کون دیتا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اذان دیتے نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو امام الانبیاء ہیں۔ اَب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن میں سے کون اذان دیتا ہے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے امام ہیں۔ میرا ایمان کہتا ہے اذان حضرت عمر فاروقؓ دیتے ہوں گے۔

مَیں یہ عرض کر رہا تھا یزید کا کوئی ایک جرم نہیں۔ یزید بیک وقت اہلبیتؓ کا قاتل ہے، یزید بیک وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قاتل ہے۔ یزید بیک وقت بیت اللہ شریف کا مجرم ہے۔ یزید بیک وقت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرم اور گستاخ ہے۔ یزید کی ہمدردی کرنے والو اور اُس کو جنّتی کہنے والو تم یزید کے کِس کِس جرم پر پردے ڈالو گے۔ یزید کی خوبیاں بیان کرنے والو، یزید میں ہزاروں خوبیاں ہوں لیکن کربلا کے میدان میں جو اہلبیت رضی اللہ عنہم کے شہزادوں کا خون ہوا ہے اُس خون کی ایک بُوند سے یزید کی ساری خوبیوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ مَیں اِس بات کا قائل ہوں کہ یزید اِسلام مانتا تھا حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ بھی اِسلام مانتے تھے لیکن دونوں کے اِسلام میں فرق ہے۔ یزید اپنی خواہشات پہ چلنے کو اِسلام کہتا ہے اور حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ قرآن کے مطابق اپنی خواہشات کو ڈھال دینے کو اسلام کہتے ہیں۔

امامِ حسینؓ کا اِسلام کیا ہے، اِسلام کی خاطر وطن کو قربان کردو، اسلام کی خاطر دولت کو قربان کردو۔ اِسلام کی خاطر اگر ضرورت پڑے تو بچّوں کو قربان کردو۔ یہ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا اِسلام ہے اور یزید کا اِسلام کیا ہے بچّوں کی خاطر اِسلام کو قربان کردو، حکومت کی خاطر اسلام کو قربان کردو، دولت کی خاطر اِسلام کو قربان کردو۔ یہ یزید کا اِسلام ہے۔ اِسلام کی خاطر سب کچھ قربان کردینا یہ کربلا کے شہیدؓ کا اِسلام ہے اور کرسی اور دولت کی خاطر اِسلام کو قربان کردینا یہ یزید کا اِسلام ہے، اور یہ دونوں اِسلام اِس وقت بھی موجود ہیں۔ اِسلام کا مذاق

اُڑانے والے بھی اپنے آپ کو مُسلمان کہتے ہیں، ساری رات فلمیں دیکھنے والے اَور ساری رات گانے سُننے والے بھی اپنے آپ کو سچّا پکّا مُسلمان کہتے ہیں۔ مَیں اِن ناچنے اَور گانے والے ظالموں سے پُوچھتا ہوں۔ اگر فلمیں ڈرامے دیکھنے کا نام اِسلام ہے، اگر گانے سُننے کا نام اِسلام ہے تو مُجھے بتاؤ۔ پھر تُمہارے اسلام اَور یزید کے اِسلام میں فرق کیا ہے۔

مہربانی کر کے نوٹ کرلو، پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ فلموں، ڈراموں والا اِسلام یزیدی اِسلام ہے، ناچنے گانے والا اِسلام یزیدی اِسلام ہے اَور یہ تمام بدمعاش، عیاش، ڈاکو، چور اَور مُسلمانوں کے خُون سے ہولی کھیلنے والے ظالم، قاتل یہ سب یزید کے سپاہی ہیں۔ ہر بُرائی میں ملوّث ہونے والا یزید کا سپاہی ہے اَور ہر خوبی میں جان قربان کرنے والا سیّدُ الشہداء امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا پکّا سچّا غلام ہے۔

اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً۔ اِسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہو جاؤ۔

جو بھی اِسلام میں مکمّل طریقے سے داخل ہوگا وُہ کربلا کے شہیدوں رضی اللہ عنہم کا غلام ہوگا۔ اور جو اِسلام میں ڈھیلا ڈھالا داخل ہوگا کبھی کوئی نماز پڑھی، کبھی نہ پڑھی کبھی کوئی روزہ رکھا کبھی نہ رکھا۔ کبھی اِسلام کے مطابق عمل کیا کبھی نہ کیا۔ اِسلام کی گرہ کو ڈھیلا کر دینا یہ یزید کی پہچان ہے اَور اِسلام میں مضبُوطی سے داخل ہو جانا کربلا کے شہید رضی اللہ عنہ کی پہچان ہے۔

آج یہودی سَر پیٹ رہا ہے جو اِسلام میں مکمّل طریقے سے داخل ہو اُسے کہتے ہیں یہ بُنیاد پرست ہے۔ اُن کے نزدیک بنیاد پرست ہونا ایک بہت بڑا عیب ہے لیکن امامِ حُسین رضی اللہ عنہ تمہاری عظمتوں پہ قربان جائیں تُم نے

قیامت تک کیلئے اِسلام کے ایسے دشمنوں کو ننگا کر دیا ہے ۔ جو بھی سچے پکے مُسلمان کو بُنیاد پرست کہہ کر جُرم ثابت کرے وُہ یزید کا ساتھی ہے اور جو اِسلام میں مکمل داخل ہو کر یہودی اور عیسائی چٹانوں سے ٹکرا جائے وُہ کربلا کے شہیدوں کا غُلام ہے ۔ یہودی تو چاہتے ہیں مُسلمان مکمل طریقے سے اسلام میں داخل نہ ہوں ۔ کھیل بھی کھیلتے رہیں، فلمیں بھی دیکھتے رہیں، گانے بھی سُنتے رہیں ۔ جی چاہے تو نماز پڑھیں، جی چاہے تو نماز نہ پڑھیں ۔ یہ مُسلمان یہودیوں کے نزدیک مُسلمان ہیں لیکن اِمام حُسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے پکے سچے غُلام خُدا اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مُسلمان ہیں ۔ یہودی اور عیسائی تو چاہتے ہیں اسلام ختم ہو جائے وُہ تو اِسلام کے دُشمن ہیں ۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: یُرِیْدُوْنَ کافر چاہتے ہیں ۔ جمع کا صیغہ ہے ۔ وُہ سب چاہتے ہیں یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ ۔ یعنی کافر کسی رنگ میں بھی ہو وُہ سارے کے سارے چاہتے ہیں لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ اللہ کے نُور کو بُجھا دیں اپنے مُنہ کی پھونکوں سے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ اللہ تو اپنے نُور کو مکمل فرمانے والا ہے اگرچہ کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے ۔ اللہ کے نُور سے مُراد دینِ اِسلام ہے ۔ معلوم ہوا اِسلام نُور ہے باقی سب اندھیرا ہے، عیسائیت، یہودیت، سوشلزم، کمیونزم، بُدھ اِزم، ہندو اِزم، سکھ اِزم ۔ یہ اِزم اُزم سب اندھیرے ہیں ۔ صرف اِسلام نُور ہے ۔ کافر نہیں چاہتے کہ اللہ کا نُور پھیلے ۔ کافر تو چاہتے ہیں اِسلام ختم ہو جائے لیکن اللہ کا نُور کیوں پھیل رہا ہے ۔ اِسلام کیوں بلند ہو رہا ہے ۔ رَبّ تعالٰی فرماتا ہے اِسلام کو ختم کرنے

والے ختم ہو جائیں گے اسلام تو قیامت تک رہے گا۔

ہم دعویٰ سے ثابت کر سکتے ہیں اسلام سے پہلے یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کے دشمن تھے قرآن کہتا ہے لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْئٍ یہودی کہتے تھے عیسائی کچھ نہیں اور عیسائی کہتے تھے یہودی کچھ نہیں۔ یہودی اور عیسائی ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اور جب اسلام آیا تو وہ دونوں ایک ہو گئے۔ صرف اسلام کو ختم کرنے کیلئے اکٹھے ہو گئے۔ سارے دین اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں، ساری کتابیں اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہیں۔ سارے دین اور ساری کتابیں بھیجنے والا خود اعلان کر رہا ہے وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دین اسلام ہے جس کو اسلام پسند نہیں آتا جائے جہنم میں۔ کسی دین کے متعلق رب تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ دین مکمل ہے لیکن جب اسلام کو بھیجا تو اعلان کیا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا، اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں اور تمہیں دین اسلام دے کر تم سے راضی ہو گیا۔ دینِ اسلام سے پہلے دین ضرور تھے لیکن مکمل نہیں تھے، فرمایا میں خدا ہو کر کہتا ہوں اسلام مکمل دین ہے۔ دین اسلام کی عظمت کیا ہے کسی لیڈر، کسی شیطان کے نمائندے سے مت پوچھو، نازل کرنے والے خدا سے پوچھو۔ ایمان سے جیسا ہمارے پاس مکمل دین ہے کسی کے پاس نہیں اور لطف کی بات یہ ہے یہودی دین کیلئے کئی نبی آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، ایک ایک دین کیلئے ایک ایک وقت میں

تین تین نبی، چار چار نبی، دس دس نبی، سو سو نبی، ہزار ہزار نبی اور پھر بھی قوم نہیں مان رہی لیکن دینِ اسلام کیلئے صرف ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم، نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کوئی دوسرا نبی، نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی۔ چودہ سو سال گزر چکے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقال فرمائے۔ اب امریکہ، روس، اسلام کے دشمن جتنی مرضی کوشش کریں کہ اسلام ختم ہو جائے مسلمان اسلام کو چھوڑ دیں، معاشرہ کتنا ہی پلید ہو جائے پھر بھی سارے مسلمان نہیں بگڑیں گے۔ اللہ کے فضل و کرم سے قیامت تک مسلمانوں میں چند ایسے نفوسِ قدسیہ ہمیشہ زندہ تابندہ رہیں گے جو مکمل طریقے سے اسلام میں داخل ہیں جن کو دیکھنے سے اسلام تازہ ہو جائے گا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً اے ایمان والو اسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہو جاؤ۔ ایمان والے وہی ہیں جو اسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہیں۔ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی جنگ کسی کافر سے نہیں تھی، کسی ہندو یا سکھ سے نہیں تھی بلکہ مسلمانوں سے تھی اور ان مسلمانوں میں بڑے بڑے عالم اور قرآن کے حافظ بھی تھے لیکن اقتدار اور دولت کے لالچ نے انہیں اندھا کر دیا۔ وہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے امام کو بھی نہ پہچان سکے۔ کلمہ پڑھ کر جہنمی ہو گئے۔ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے قیامت تک اپنے غلاموں کو پیغام دے دیا ہے کہ ہر مسلمان مومن نہیں ہو سکتا، ایماندار

نہیں ہو سکتا۔ مومن صرف وہی ہے جو میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے دین پر عمل کرے اور اسی پہ جان فدا کرے۔ تاریخ کربلا کے اندر موجود ہے ابنِ زیاد نے جب شہیدوں کے سر نیزوں پہ بلند کر کے سروں کا جلوس کوفے کے گورنر ہاؤس سے دمشق کے دارالخلافہ کی طرف بھیجا۔ راستے میں یہودیوں اور عیسائیوں کی آبادیاں اور بستیاں آتی تھیں تو اُن غیر مسلم یہودیوں اور عیسائیوں کی نظریں نیزوں پہ بلند اُن نورانی چہروں پر پڑتی تھیں تو وہ یہودی اور عیسائی یزیدی سپاہیوں کو کہتے تھے ذرا ٹھہر جاؤ ہمیں زیارت تو کر لینے دو۔ شہیدوں کے چہروں پر انوار کی بارش ہو رہی تھی اور تاریخ کے اندر موجود ہے بہت سے عیسائیوں اور بہت سے یہودیوں نے شہیدوں کے سروں کی نورانیت دیکھ کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ اہلبیت رضی اللہ عنہم کے شہزادوں کا شہادت کے بعد بھی اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک عیسائی پادری نے یزیدیوں کو کہا مجھ سے ایک ہزار درہم لے لو اور مجھے ایک رات اس سرِ اقدس کی زیارت کر لینے دو۔ یزیدی سپاہیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس اُس عیسائی پادری کے سپرد کر دیا۔ وہ پادری ساری رات آپ رضی اللہ عنہ کے سرِ اقدس کی زیارت کرتا رہا۔ صبح کا وقت ہوا جب یزیدی سپاہی حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس لینے کیلئے آئے تو وہ عیسائی پادری اِس جدائی کو برداشت نہ کر سکا' کلمہ پڑھا' مسلمان ہو کر اسی جدائی میں وہ جان قربان کر گیا۔

اندازہ کریں غیر مسلموں نے زیارت کی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کر جنت میں چلے گئے اور جو کلمہ پڑھتے تھے' کلمہ پڑھ پڑھ کر اہلبیت رضی اللہ عنہم کے شہزادوں کو شہید کیا اور

جہنم رسید ہو گئے۔ یزیدیوں نے دُنیا کی خاطر آخرت کو تباہ کیا اور حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے آخرت کی خاطر دُنیا کو ٹھوکر ماردی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں امامِ عالی مقام سیّدالشہدار حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے مشن کو سمجھنے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللهِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط وَلَا تَحْسَبَنَّ اللهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۵ؕ

اٰمَنْتُ بِاللهِ صَدَقَ اللهُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰكِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ قَالَ اللهُ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ۝ اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ

ظلم کا انجام

محترم و معزز حاضرین و سامعینِ کرام! قرآن حکیم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ: وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ
اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کی حرکتوں سے۔
آج محرم الحرام کا آخری جمعہ ہے اور محرم الحرام کے آخری جمعہ میں ہمیشہ یزیدیوں کا انجام اور اللہ تعالےٰ کی پکڑ کا ذکر ہوتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے یزید اور یزید کے ساتھیوں کا جو حشر ہوا، انجام ہوا، نہایت مختصر سے وقت میں عرض کروں گا۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے زمانے کے چھوٹے چھوٹے یزیدیوں اور شمروں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ظالموں کو ظلم کرنے سے بچائے (آمین) وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ
اللہ کو غافل مت سمجھو اُس سے جو ظالم عمل کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بے شمار جگہوں پر ظلم کے انجام کا ذکر فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ بے شک اللہ تعالےٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔
ظالموں کو کچھ نہیں ملتا مگر ہلاکت، تباہی اور بربادی کے

سوا۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ

بیشک تیرے رَب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

ظالم کسی صُورت میں ظُلم کرے اللہ تعالےٰ کو کسی طرح بھی ظُلم پسند نہیں۔ ظلم جہنّم کے طبقوں میں سے ایک طبقہ ہے۔ ظالم جہنّم رسید ہو جاتے ہیں۔ ظالم جب ظُلم کرتا ہے تو انتقامِ قدرت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ظُلم ہمیشہ اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ بیشک تیرے رَب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اللہ پکڑتا دیر سے ہے لیکن بہت سخت پکڑتا ہے۔ جب کسی کو پکڑتا ہے پھر کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے میزانِ عدل کے پلڑے کو جھکنے نہیں دیتا۔ جیسا کوئی ظُلم کرتا ہے اللہ تعالےٰ ویسا ہی اُس سے بدلہ لیتا ہے۔ ظُلم اِنسان پر تو درکنار قُرآن وحدیث سے ثابت ہے حیوانوں پر بھی ظُلم نہیں کرنا چاہیئے۔ سیّدنا عُمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا بصیرت افروز خُطبہ۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے عہدِ حکُومت میں مدینے سے دُور بغداد کے دریائے دجلہ کے کنارے پر اگر کوئی کُتّا بھی بھوکا سو جائے گا تو مجُھے کل قیامت کے دِن اُس کا بھی جواب دینا پڑے گا۔

اِسلام تو کسی حیوان پر، کسی چھوٹی سی چھوٹی مخلوق پر بھی زیادتی کو برداشت نہیں کرتا۔ حدیث پاک کے اندر موجُود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی، نیک تھی اُس نے ایک بِلّی پالی ہوئی تھی۔ وُہ عورت اپنے رشتہ داروں کے پاس مِلنے کیلئے گئی اور اپنی بِلّی کو رسّی سے باندھ گئی۔ اُس کا خیال تھا کہ شام تک واپس آ جاؤں گی لیکن تین دِن تک واپس نہ آئی۔

اگر بلّی آزاد ہوتی تو کہیں سے کھا پی کر گزارہ کر لیتی لیکن وُہ رسی سے بندھی ہوئی تھی۔ تین دِن کے اندر بلّی بیچاری بھوک اَور پیاس کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگئی۔ حضور رحمتَ اَللعٰالَمِین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس عورت نے بلّی کو باندھا تھا جب وُہ مرگئی تو اللہ تعالےٰ نے اُس عورت پر قیامت تک بلّی کا عذاب مسلّط کردیا۔ وُہ بلّی قیامت تک اُس عورت کے جسم کو نوچتی اَور کھاتی رہے گی۔

ایک اَور حدیث پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک عورت کہیں سفر پر جارہی تھی، ایک کُتّے کا بچّہ اُس کے پیچھے آیا۔ اُس کُتّے کے بچّے کی پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ وُہ چاہتا ہے میری پیاس بُجھا دی جائے اُس عورت کو رحم آگیا۔ کُنواں سامنے ہے لیکن رسی ڈول وغیرہ نہیں تھا۔ اُس عورت نے اپنا دوپٹہ اُتارا اَور دوپٹے کے ساتھ اپنی جُوتی کو باندھ کر کُنویں میں ڈالا۔ جُوتی میں تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر کُتّے کے مُنہ میں ڈالا۔ کُتّے کی پیاس بُجھ گئی۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وُہ عورت گُناہگار تھی لیکن اُس کُتّے کے بچّے کی پیاس بُجھانے کی وجہ سے رَب تعالےٰ نے اُسے جنّت عطا کردی۔ معلوم ہوتا ہے ظُلم اِنسان پر تو درکنار حیوان پر بھی نہیں کرنا چاہیئے اَور حُسنِ سلوک انسان کے بچّے پر تو درکنار کُتّے کے بچّے پر بھی کرے رَب تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔

ہمیں اِن احادیث سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ قُرآن اَور حدیث پاک کے اندر موجُود ہے۔ اِسلام سے پہلے بڑے بڑے ظالم گزرے ہیں۔ نمرود اَور فرعون ظُلم کی تاریخ کے رُستم ہیں۔ نمرود کی عُمر ایک ہزار سال تھی اَور سینکڑوں

سال اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اُس بے ایمان کو بخار تک نہیں آیا۔ فرعون کی عمر تقریباً بارہ سو سال تھی اور سینکڑوں سال خدائی کا دعویٰ کیا۔ فرعون کو سر درد تک نہیں ہوا۔ نمرود اور فرعون جب صِرف کافر رہے' اپنے آپ کو خدا کہلاتے رہے' اللہ تعالےٰ کی نافرمانیاں کرتے رہے اُن کو بخار تک نہ ہوا' سر درد تک نہ ہوا لیکن جس دِن سے اُنہوں نے ظلم کرنا شروع کیا معصوم بے گناہ بچوں کا خون بہانا شروع کیا، اِنتقامِ قدرت کا نشانہ بن گئے۔ مظلوموں کا خون نمرود اور فرعون کے تخت کو بہا کر لے گیا۔ رَب تعالےٰ فرماتا ہے میں کبھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ جو ظلم کرتا ہے وُہ اپنے اُوپر خود ظلم کرتا ہے۔ نمرود جس نے اپنے تخت و تاج اور حکومت کی خاطر ہزاروں معصوم بچوں کو ذبح کیا بالآخر پکڑ میں آگیا۔

نمرود اور اُس کے جلاد سپاہیوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے مچھروں کا لشکر بھیجا۔ معلُوم ہوتا ہے ظالم اکیلا نہیں پکڑا جاتا' جو ظلم کا ساتھ دینے والے ہوتے ہیں سب پکڑے جاتے ہیں۔ نمرود اور اُس کے ساتھیوں کے لئے خدائی لشکر آیا۔ مچھروں کا لشکر۔ نمرود کے جس جس سپاہی کے جسم پر مچھر بیٹھتا ہے وُہ تڑپ تڑپ کر وُہیں ہلاک ہو جاتا ہے۔ نمرود کی ساری فوج ریت کا ڈھیر ہو گئی۔ نمرود کے سپاہیوں کے لئے ثابت مچھر اور نمرود کیلئے لنگڑا مچھر۔ نمرود خدائی کا دعویٰ کرنے والا اَب اپنی جان بچانے کیلئے مچھر سے ڈر کر بھاگ رہا ہے' محل میں داخل ہوا'۔ بیوی کو کہا جلدی سے دروازہ بند کردو کہ مچھر اندر نہ آجائے۔ بیوی نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔ دیکھا تو مچھر اندر۔ جیسا ظالم ہوگا ویسا ہی ذلیل ہو جائے گا۔ نمرود نے سانس لیا وُہ لنگڑا مچھر ناک کے ذریعے اندر دماغ

تک پہنچ گیا۔ اور مچھر نے جاتے ہی نمرود کے دماغ کو چاٹنا اور کاٹنا شروع کردیا۔ نمرود کو دماغ میں خارش ہونا شروع ہوگئی۔ جو متکبّر تھا بڑا مغرور تھا۔ نمرود کا معنیٰ ہی تکبّر ہے۔ اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا سجدے کرواتا تھا اب جو بھی اُسے سجدہ کرنے آتا ہے اُس کی پوجا پاٹ کرنے آتا ہے تو نمرود منّت سماجت کرتا ہے مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ اپنی جوتی اُتار کر میرے سر پر مارو۔ نمرود کے سر پر جب جوتیاں پڑتی ہیں تو وہ مچھر رُک جاتا ہے اور نمرود کو تھوڑا سا سکون ملتا ہے۔ کئی بیچارے ادب سے آہستہ آہستہ جوتیاں مارتے ہیں کہ یہ ہمارا خدا ہے تو نمرود غضبناک ہوکر کہتا ہے ظالم زور سے جوتی مارتا کہ میرے دماغ کو تسلّی تو ہو۔ وہ زور زور سے جوتیاں مارنا شروع کردیتے ۔

ظُلم ظالم کیلئے وجہ فنا ہوتا ہے

ظالمو! ظُلم کا انجام بُرا ہوتا ہے

پتہ نہیں کتنے مہینے نمرود کو جوتیاں پڑتی رہیں۔ میرا اپنا خیال ہے جس جس نے نمرود کو سجدہ کیا ہے جب تک سب نے اُسے جوتیاں نہیں ماریں انتقامِ قدرت جاری رہا۔ دن کو جوتیاں مارنے کی ڈیوٹی رعایا کی تھی اور رات کو جوتیاں مارنے کی ملازموں کی ڈیوٹی تھی۔ ایک ملازم کو بڑا غصہ آیا کہ یہ ظالم ساری ساری رات ہمیں سونے نہیں دیتا۔ اُس نے موٹا سا ڈنڈا لیا اور پوری طاقت سے نمرود کے سر پر مارا۔ نمرود کا دماغ دو ٹکڑے ہوگیا اور اُس کے دماغ سے ایک مرغ نما مچھر نکلا۔ نمرود کا دماغ کھا کھا کر وہ مچھر مرغ بن گیا۔ اس طرح نمرود اپنے انجام کو پہنچا۔

اُدھر فرعون نے بھی اپنے تخت و تاج کو بچانے کیلئے وہی آرڈر دیا کہ جو بچہ

پیدا ہو ذبح کر دیا جائے۔ آخر انتقام قدرت کا نشانہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے تمام بنی اسرائیلیوں کو ساتھ لے کر ہجرت فرما کر مصر سے باہر جا رہے تھے۔ فرعون نے اُن کا تعاقب شروع کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُنکی قوم نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے تو قوم نے عرض کی۔ حضور سامنے سمندر ہے پیچھے فرعون کی فوج ہے اب کیا بنے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا گھبراؤ نہیں اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈنڈا مارا۔ پانی استقبال کیلئے کھڑا ہو گیا۔ بارہ قبیلے تھے بارہ راستے بن گئے۔ وہ ٹہلتے ہوئے باتیں کرتے خوشیاں مناتے سمندر عبور کر گئے دوسرے کنارے پہنچ گئے۔ فرعون نے بھی اپنے سپاہیوں کو حکم دیا۔ تم بھی اِن راستوں پر چلو۔ جب فرعون اور اُس کا لشکر درمیان میں پہنچا تو پانی اپنی اصلی حالت میں واپس آ گیا فرعون ہزاروں بے گناہ معصوم بچوں کا قاتل دریائے نیل کی طوفانی لہروں میں پکڑا گیا۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا غوطے کھا رہا ہے۔ اُدھر خدا جی جوتیاں کھا رہا ہے اِدھر خدا جی غوطے کھا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی شان کے قربان جائیں۔ جیسا کوئی مسخرہ ہوتا ہے ویسا ہی اُس کا حساب کتاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ

"ہم نے فرعون اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا تمہاری آنکھوں کے سامنے اور تم یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ فرعون کبھی ڈوبتا ہے اور کبھی اُوپر آتا ہے۔ جب اُوپر آتا ہے سانس لیتا ہے تو کہتا ہے قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ۔ میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لایا۔ جب فرعون آخری ہچکی لے رہا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے

رَب پر ایمان لانے کا اعلان کر رہا تھا۔

اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا۔ موسیٰ (علیہ السلام) ہمیں اِس ظالم قاتل کا ایمان قبول نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والا نزع کے وقت ایمان لائے تو نا قابل قبول ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا آخری وقت، آخری ہچکی میں بھی ایمان لے آئے تو قبول ہے۔ فرعون غوطے کھا کھا کر ہلاک ہو گیا۔

فرعون کا ایمان تو قبول نہیں ہوا لیکن کلمہ پڑھنے کا فائدہ اُس کے جسم کو پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ ہم تیرے جسم کی حفاظت کریں گے۔ فرعون کا جِسم مصر کے اندر قیامت تک کیلئے محفوظ ہے۔ جب فرعون کے جِسم کو جراثیم کیڑے وغیرہ لگ جاتے ہیں تو فرعون کا جِسم علاج کیلئے مصر سے لندن ہسپتال میں بھیج دیا جاتا ہے۔ یہودی عیسائی ڈاکٹر فرعون کے جِسم کا آپریشن سپرے وغیرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ فرعون جہنمی ہے اُس کا علاج بھی جہنمی کرتے ہیں حالانکہ یہودیوں کو چاہیئے فرعون کا جسم آیا ہے اُسے ختم کر دیں، فرعون کے جسم کے ٹکڑے کر دیں۔ فرعون کا جِسم محفوظ رہے گا یہ قرآن کی آیت ہے اور یہودی اور عیسائی قرآن کے دُشمن ہیں، اُن کو چاہیئے فرعون کے جسم کو ختم کر دیں لیکن فرعون کے جسم کو ختم نہیں کر سکتے۔ اگر فرعون کے جِسم کو ختم کر دیں تو قرآن کی آیت ختم ہوتی ہے قرآن غلط ہو جاتا ہے۔

تو جب یہودی اور عیسائی قرآن کے دُشمن ہو کے فرعون کے جِسم کے ٹکڑے نہیں کر سکتے تو اللہ تعالےٰ اپنے محبُوبوں کے جِسموں کی کِس شان سے حفاظت کرتا ہوگا جو کہتے ہیں ولیوں، نبیوں اور شہیدوں کی قبریں خالی ہیں، اُن ظالموں کو سبق۔

حاصل کرنا چاہیئے ۔

نمرود اور فرعون اپنے انجام کو پہنچے اسی طرح تاریخ کربلا میں یزید ظالم، ابن زیاد، شمر، عمرو ابن سعد اور جو بھی ظالم یزید کے ساتھ تھے سب پکڑے گئے ۔
مَیں تو طالبِ علم ہونے کی حیثیت سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نمرود اور فرعون کے ظلم کی داستان یزید اور ابن زیاد کے ظلم کے سامنے بالکل معمولی ہے ۔ نمرود اور فرعون پہلی تاریخ میں بہت بڑے ظالم گزرے ہیں۔ لیکن یزید، ابن زیاد، شمر، عمرو ابن سعد، یہ نمرود اور فرعون سے زیادہ ظالم ہیں، اُن سے زیادہ جہنمی ہیں، زیادہ مردود ہیں ۔ اِس کی دلیل یہ ہے کہ نمرود اور فرعون قوم کے بچوں کے قاتل تھے لیکن یزید، ابن زیاد، عمرو ابن سعد اور شمر خاندانِ نبوّت کے شہزادوں کے قاتل تھے ۔ میرا ایمان ہے نمرود و فرعون اور جتنے بڑے بڑے ظالموں نے خون کے دریا بہائے ہیں وُہ سب اکٹھے کر لئے جائیں تو چھ مہینے کے شہزادے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے خون کی ایک بوند اُن تمام خون کے دریاؤں پر غالب ہے ۔ خاندانِ نبوّت کا خون بڑا قیمتی خون ہے معلوم ہوتا ہے اِس اُمّت کا جو ظالم ہے وُہ پہلی اُمتوں کے ظالم پر بازی لے گیا اِس اُمّت میں جو بے ایمان ہے وُہ پہلی اُمتوں سے زیادہ بے ایمان ہے اور جو اللہ کا نیک بندہ ہے وُہ پہلی اُمتوں سے زیادہ نیک ہے ۔ میرا ایمان ہے پہلی اُمتوں میں نبیوں کے سوا سارے نیک اکٹھے کر لئے جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب پر غالب ہیں ۔ گواہی میری نہیں ۔ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

کائنات میں اُمتوں میں جو سب سے افضل ہیں وُہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں جو نیک ہیں وہ پہلی اُمتوں کے نیکوں پر غالب ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں بعض ایسے بُرے ہیں جو پہلی اُمتوں کے بُروں پر غالب ہیں۔ پہلی اُمتوں کے بڑے بڑے ظالم سب اکٹھے کر لئے جائیں تو شمر اکیلا ہی اُن سب پر غالب ہے۔ بے وقوف قسم کے لوگ کہتے ہیں۔ حکومت کی جنگ تھی، سلطنت کی جنگ تھی۔ مَیں اُن کو کہتا ہوں بے وقوفو! یزید حکومت کی خاطر لڑ رہا تھا، سلطنت کی خاطر لڑ رہا تھا اور امام حُسین رضی اللہ عنہ دینِ اسلام کی خاطر لڑ رہے تھے، رضائے خدا اور رضائے مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لڑ رہے تھے۔ یزید یہ سمجھتا تھا اگر میری حکومت میں حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ حائل نہ ہوں، اگر ان کو شہید کر دیا جائے تو مَیں صدیوں حکومت کروں گا۔ میری نسل حکومت کرے گی۔ لیکن ہم تاریخ کربلا سے پُوچھنا چاہتے ہیں جس یزید نے اپنی حکومت اور تخت کی خاطر اِتنا بڑا ظلم کیا اُس کا تخت کتنی دیر تک قائم رہا۔ جب تاریخ سے پُوچھا تو تاریخ بغیر کسی اِختلاف کے پُکار اُٹھی۔ اکسٹھ ۶۱ ہجری میں واقعہ کربلا ہوا اور چونسٹھ ۶۴ ہجری میں تین سال کے بعد یزید پکڑا گیا۔ وزیر، گورنر، فوجیں سب موجود ہیں اور یزید اُن سب کے سامنے اِنتقامِ قدرت میں گرفتار ہوا۔ کسی کے تصور میں بھی نہیں آتا تھا کہ قدرت کی پکڑ اِتنی جلدی آئے گی اور اِتنی سخت آئے گی۔ یزید پر اچانک لقوے کا دورہ پڑا۔ تڑپ رہا تھا، ہاتھ پاؤں زمین پر زور زور سے مار رہا تھا اور العطش العطش کر کے پانی مانگ رہا تھا۔ یزید کے گُن گانے والے وزیر، گورنر جہنم کے کُتے دوڑ کر پانی لائے اور یزید کے مُنہ میں ڈالتے ہیں لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی گلے سے نیچے نہیں اُترتا۔ جس نے ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں پر پانی بند کیا تھا اُس کے گلے کے اندر پانی اُتر کیسے سکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی گھر میں پانی نہیں تھا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شہزادے کی پیاس کو دیکھا اور بے قرار ہوتے ہوئے اپنی زبان امام حسین رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈال دی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے زبانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چوسا۔

میرا ایمان کہتا ہے حوضِ کوثر کے چشمے جاری ہو گئے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو انہیں پیاسا دیکھنا برداشت نہیں کرتے۔ وہ کیسے ظالم ہوں گے جو کلمہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں اور شہزادوں کو شہید کر رہے ہیں۔ حقیقت میں انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو پیاسا رکھ کر شہید نہیں کیا اپنے آپ کو پیاسا مارا ہے۔ حشر میں جہاں کوئی پانی نہیں ہوگا ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جام ملے گا اور ملے گا اُسے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی غلام ہوگا اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کا بھی غلام ہوگا۔ جو دونوں کا غلام ہوگا ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم اُسے سیراب فرمائیں گے۔

مَیں نے تاریخ کربلا سے ایک یہ بھی نتیجہ حاصل کیا ہے کہ جنہوں نے اہلبیت کے شہزادوں کو پانی پینے نہیں دیا وہ خود دُنیا سے پیاسے گئے اور قیامت تک پیاسے تڑپتے رہیں گے بلکہ ہمیشہ پیاسے رہیں گے۔ یزید جس نے تخت اور حکومت کی خاطر اتنا بڑا ظلم کیا وہ پیاسا تڑپ رہا ہے اور اپنے تمام درباریوں، وزیروں اور گورنروں کے سامنے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر فی النار ہوگیا۔ یزید کے بعد یزید کا بڑا بیٹا معاویہ ابن یزید جو بیمار تھا، وزیروں اور گورنروں کی رائے سے اُسے گھر میں ہی نامزد کر دیا گیا کہ تو اپنے باپ کا جانشین ہے، تو بادشاہ ہے۔ معاویہ ابن یزید کی بیماری دن بدن بڑھتی گئی وہ تخت پر نہیں بیٹھ سکا۔ بعض روایت میں تیس دن، بعض روایت میں چالیس دن، اور بعض روایت میں ہے کہ یزید کے مرنے کے بعد معاویہ

بن یزید نوّے دِن تک زندہ رہا۔ گھر سے باہر نہیں نِکل سکا۔ نوّے دِن کے بعد نِکلا ہے تو اُس کا جنازہ ہی نِکلا ہے۔ اُس کے بعد یزید کے دوسرے بیٹے خالد ابن یزید کو تخت پر بٹھایا گیا کہ اَب تُو حاکم ہے۔ خالد ابن یزید تخت پر بیٹھا تو اُس کے دِل میں کوئی خیال آیا وُہ فوراً تخت سے نیچے اُترا اور تمام وزیروں، گورنروں اور جرنیلوں کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ ظالمو! جس تخت پر بیٹھ کر میرے ظالم باپ نے اِتنا بڑا ظلم کیا ہے مَیں اِس تخت پر تھوک تو سکتا ہوں بیٹھ نہیں سکتا۔ لعنت ایسے تخت پر، لَعنت ایسی حکومت پر، لَعنت ایسے خزانوں پر جو انتقامِ قدرت بن جائیں۔

یہاں مَیں واقعہ کربلا کی روشنی میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ حاکم وُہ بننے کی کوشش کرے جو یہ یقین رکھتا ہو کہ مَیں اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر سکتا ہوں۔ ہمیشہ حکومت وُہ کرے جو خُدا اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حُکم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہو، ورنہ یہ حکومت تیری تباہی اور بربادی کا سبب بن جائے گی۔ واقعہ کربلا کے چھ سال کے بعد ابن زیاد پکڑا گیا۔ کوفے کا گورنر تھا اور بڑا ظالم تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے واقعہ کربلا کے بعد یزید نے ابن زیاد کو کہا کہ مَیں نے تُم کو کب کہا تھا کہ امام حُسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دینا۔ یزید بعد میں مُکر گیا۔ معلوم ہوتا ہے واقعہ کربلا میں مرکزی کردار ابن زیاد کا تھا۔ اِبن زیاد اپنی تمام فوجوں سمیت پکڑا گیا۔ مُختارِ ثقفی جو یزیدیوں کے لیئے قہرِ الٰہی بن کر آیا جس کے پاس معافی ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یزیدی فوجوں سے انتقام کے لیے مُختارِ ثقفی کو منتخب کیا۔ یہاں ایک بات یاد رہے۔ بہت سے لوگ مختارِ ثقفی کی تعریف کرتے ہیں۔ ہم اہلسنّت مُختارِ ثقفی کی تعریف نہیں کرتے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ مُختارِ ثقفی نے آخری عُمر میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مَیں نبی ہوں، دائرہ ایمان سے خارج ہوگیا۔ ہمارے نزدیک مُختارِ ثقفی

مُرتد ہے جہنمی ہے۔ یہ ہم ضرور مانتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے اُس سے کام ایسا لیا ہے کہ ابن زیاد اور یزید کی فوجوں کا بدلہ مُختارِ ثقفی کے نام آیا ہے لیکن بعد میں اُس نے نبوّت کا دعویٰ کر دیا مرتد ہو گیا، جہنمی ہو گیا۔ دریائے فرات کے کنارے پر مُختارِ ثقفی کی فوجوں کے ساتھ ابن زیاد کی فوجوں کا مقابلہ ہوا اور تاریخ نے محفوظ کیا۔ محرّم کا مہینہ تھا اور محرّم کی دس تاریخ تھی۔ جُمعہ کا دِن تھا اور جُمعہ کا ہی وقت تھا۔ ابن زیادہ کی فوجوں کو شکستِ فاش ہوئی۔ شکست کھانے کے بعد بھاگنے لگے۔ مُختارِ ثقفی نے اپنی فوجوں کو حُکم دیا کہ جو بھی یزیدی سپاہی بھاگے فوراً اُس کا سَر قلم کردو۔ یزیدی سپاہیوں کی لاشوں سے میدان بھرا ہوا تھا جس جس کا ہاتھ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے خُون میں شامل تھا سب پکڑے گئے۔ ابنِ زیاد گرفتار ہوا۔ مُختارِ ثقفی نے حُکم دیا اِس ظالم کے سَر کو تن سے جدا کردو۔ جلّاد نے ابنِ زیاد کا سَر قلم کر دیا۔

عمرو ابن سعد جو یزیدی سپاہیوں کا کمانڈر انچیف تھا گوشہ نشین ہو گیا۔ مُختارِ ثقفی اِنتقامِ قدرت کا نشانہ بن کر عمرِو ابن سعد کے دروازے پر پہنچا۔ دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ عمرِو ابن سعد کا نوجوان بیٹا ابوحفص دروازے پر آیا۔ دیکھا تو مُختارِ ثقفی کھڑا ہے اور اُس کی آنکھوں سے خُون اُتر رہا ہے۔ مُختارِ ثقفی نے کہا تمہارا باپ کہاں ہے۔ ابوحفص نے کہا میرے ابّا جی بُوڑھے ہو چُکے ہیں، گوشہ نشین ہو گئے ہیں۔ مُصلّے پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں، اَب وُہ گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ کسی سے ملاقات نہیں کرتے تو مُختارِ ثقفی نے پاؤں کی ٹھوکر سے دروازے کو کھولا۔ اندر داخل ہوا۔ کہا۔ کہاں ہے تمہارا باپ۔ ابوحفص نے کہا۔ اُس حُجرے میں۔ مُختارِ ثقفی نے حُجرے کے دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر سے کھولا۔ اندر

عمرو ابن سعد مصلّے پر بیٹھا ہوا تھا۔ مختارِ ثقفی عمرو ابن سعد کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا باہر لایا اور جلاد کو حکم دیا اِس ظالم کے سامنے اِس کے نوجوان بیٹے کی گردن اُڑا دو۔ عمرو ابن سعد مختارِ ثقفی کے پاؤں پر گر گیا۔ میرے بیٹے پر رحم کرو۔ جب عمرو ابن سعد نے اپنے نوجوان بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگی تو مختارِ ثقفی نے عمرو ابن سعد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ ظالم کیا تجھے علی اکبر رضی اللہ عنہ پر رحم آیا، قاسم ابن حسن رضی اللہ عنہ پر رحم آیا، عباس ابن علی رضی اللہ عنہ پر رحم آیا۔ جب تم کو اُن نوجوانوں کی جوانی اور حُسن و جمال پر رحم نہیں آیا تو تجھ ظالم پر رحم کون کرے گا۔ عمرو ابن سعد کے نوجوان بیٹے کی گردن اُڑا دی۔ اُس کے بعد مختارِ ثقفی نے حکم دیا کہ اب اِس ظالم عمرو ابن سعد کی گردن کو بھی اُڑا دو۔ تڑپتے ہوئے بیٹے کے ساتھ ہی عمرو ابن سعد کی گردن کو اُڑا دیا گیا۔ گھر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ عمرو ابن سعد کی بیوی، بہنیں، بیٹیاں چیخ پکار کر رہی تھیں، ماتم کر رہی تھیں۔

مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ کربلا سے رونے پیٹنے کی آوازیں ضرور آتی ہیں لیکن یہ آوازیں کربلا کے شہزادوں اور شہیدوں کی بہنوں بیٹیوں کی آوازیں نہیں ہیں، یہ رونے پیٹنے کی آوازیں یزید، ابن زیاد، عمرو ابن سعد کی رِشتے دار عورتوں کی آوازیں ہیں۔ پیٹنے والی عورتیں سب یزید، ابن زیاد، عمرو ابن سعد کی رشتہ دار ہیں اور صبر و رضا کی ساری شہزادیاں کربلا کے شہزادوں اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کی رشتے دار ہیں۔ عمرو ابن سعد اپنے انجام کو پہنچا۔

شمر جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، وہ شمر مختارِ ثقفی کے سامنے لایا گیا مختارِ ثقفی نے حکم دیا کہ اِس ظالم کے دونوں بازو کاٹ دو۔ جلادوں نے شمر کے دونوں بازو کاٹ دیئے۔ پھر حکم ہوا اِس ظالم کی دونوں ٹانگیں کاٹ دو۔ جلاد نے شمر

کی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں ۔ مختارِ ثقفی نے حکم دیا اَب اِس کے جسم کو سُولی پر چڑھا دو تاکہ قیامت تک ظالموں کو خبر ہو جائے کہ ظالم آخر اپنے انجام کو پہنچتا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل شمر کو پیاس کے دَورے پڑ رہے ہیں ۔ اَلعطش اَلعطش کہہ رہا ہے ۔ اُس ظالم کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سُولی پر چڑھا دیا گیا اور شمر نے سولی پر تڑپتے ہوئے جان دے دی ۔ لیکن مُختارِ ثقفی کے اِنتقام میں فرق نہیں آیا ۔ اُس نے شمر کے مرجانے کے بعد حکم دیا اِس کی لاش کو آگ میں پھینک کر نذرِ آتش کر دو ۔ شمر ظالم کی لاش کو آگ میں پھینک دیا گیا ؎

ظُلم ظالم کے لیے وجہِ فنا ہوتا ہے
ظالمو! ظُلم کا انجام بُرا ہوتا ہے

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۔ بیشک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے ۔ شمر اپنے انجام کو پہنچا اِسی طرح یزید کے سپاہی ایک ایک کر کے سب اپنے انجام کو پہنچے ۔ ظالم جب اِنتقامِ قُدرت میں گرفت ہوتا ہے تو اکیلے نہیں پکڑا جاتا ۔ اُس کے ظُلم میں جتنے شامل ہوتے ہیں وہ سب پکڑے جاتے ہیں ۔ نمرود اکیلا نہیں پکڑا گیا بلکہ اپنی ساری فوجوں کے ساتھ پکڑا گیا ۔ فرعون اکیلا نہیں پکڑا گیا بلکہ اپنی ساری فوجوں کے ساتھ پکڑا گیا ۔ یزید اکیلا نہیں پکڑا گیا اپنے سارے جرنیلوں گورنروں ، وزیروں مشیروں کے ساتھ پکڑا گیا ۔ اُس کے ستّر ہزار سپاہی ایک ایک کر کے قتل ہوگئے ۔

حدیث پاک کے اندر موجود ہے جب کسی قوم نے کسی نبی کو شہید کیا تو ایک نبی کے فدیے میں ستّر ہزار اِنسانوں کا خُون بہا ۔ ایک نبی کے فدیے میں ستّر ہزار اِنسان قتل ہو جاتے ۔ یہ ایک نبی کا فدیہ ہے ۔ اِسلام میں دو ایسی ہستیاں ہیں جو نبی نہیں

ہیں لیکن اُن کا فدیہ اتنا بے جتنا نبیوں کا ہے۔ اُن ہستیوں کے بدلے ستر۔ ستر ہزار انسانوں کا خون بہا ہے۔ اُن میں سے ایک حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فدیئے میں ستر ہزار انسان قتل ہوئے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فدیئے میں بھی ستر ہزار انسان پکڑے گئے۔ ابنِ زیاد اور اُس کے جرنیلوں کے سر کاٹ کر کوفے کے گورنر ہاؤس میں بھیجے گئے۔ مختارِ ثقفی تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ ابنِ زیاد، شمر اور اُن کے جرنیلوں کے سر مختار ثقفی کے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ چھ سال پہلے کربلا کے شہیدوں کے سر امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ اور آج چھ سال کے بعد ابنِ زیاد اور اُس کے جرنیلوں کے کٹے ہوئے سر اُسی جگہ موجود ہیں لیکن یزیدوں کے سروں اور کربلا کے شہیدوں کے سروں میں بہت بڑا امتیازی فرق تھا۔ جب چھ سال پہلے کربلا کے شہیدوں کے سر کوفے کے گورنر ہاؤس میں موجود تھے تو حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہر ہر شہزادے اور شہیدوں کے چہروں پر انوار کی بارش ہو رہی تھی۔ لوگ زیارت کرتے تھے تو دِلوں کو سکون ملتا ہے اور جو بھی امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور کو دیکھتے تھے پکار اُٹھتے تھے یہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ چھ سال کے بعد ابنِ زیاد اور اُس کے جرنیلوں کے سر اُسی جگہ پڑے ہوئے ہیں۔ ابنِ زیاد کا چہرہ دیکھ کر ہر ایک سمجھ رہا تھا یہ جہنمی چہرہ ہے اور تاریخ کے اندر یہ حقیقت محفوظ ہے کہ لوگوں نے دیکھا غیب سے ایک سانپ آیا اور تمام یزیدوں کے سروں سے گھومتا ہوا ابنِ زیاد کے سر کے قریب پہنچا اور اُس کے مُنہ میں داخل ہوا اور ناک سے نکلا۔ وُہ سانپ بار بار یہی عمل کر رہا ہے۔ ابنِ زیاد کے مُنہ میں داخل ہوتا ہے اور

ناک سے نکلتا ہے۔

میں تاریخ کربلا کی صداقتوں کا چراغ روشن کرکے آپ سب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کبھی بھول کر بھی کسی پر ظلم نہ کرنا۔ کسی بھائی پر ظلم نہ کرنا، کسی بیٹے پر ظلم نہ کرنا کسی ہمسائے پر ظلم نہ کرنا کسی دوست پر ظلم نہ کرنا۔ کسی غریب پر ظلم نہ کرنا۔ مظلوم بن جانا، ظالم نہ بننا۔ مظلوم کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور ظالم سے رب تعالیٰ کی شان ٹکراتی ہے۔ ظالم بالآخر اللہ کی پکڑ میں آجاتا ہے۔ انسان کا بچہ تو بڑی بات ہے جو کسی جانور کے بچے پر بھی اگر ظلم کرے گا تو دوزخ کی آگ سے بچ نہیں سکتا۔ یزید۔ جس نے تخت اور حکومت کی خاطر اتنا بڑا ظلم کیا اُس کا خاندان ہی ختم ہوگیا۔ یزید کے چار پانچ بیٹے تھے، ایک ایک کرکے سب ختم ہوگئے۔ ابن زیاد کے سات آٹھ بیٹے تھے، ایک ایک کرکے سب ہلاک ہوگئے۔ شمر کے چھ سات بیٹے تھے سب مرگئے۔ جس طرح کتوں کے بچے مر جاتے ہیں۔ کتیا تقریباً بارہ بارہ بچے دیتی ہے، کوئی ادھر مرگیا کوئی اُدھر مرگیا اگر کتے کی نسل موجود ہو تو ہر طرف کتے ہی کتے نظر آئیں۔ کتیا درجن درجن بچے دیتی ہے لیکن ایک ایک کرکے سب مرجاتے ہیں اور بکری ایک دو بچے دیتی ہے۔ اتنی برکت ہے کہ روز لاکھوں کی تعداد میں ذبح ہوتے ہیں پھر بھی موجود ہیں۔ حلال میں برکت ہوتی ہے، حرام میں برکت نہیں ہوتی۔ یزید اور یزید کے ہر سپاہی کے بیٹے سب ختم ہوگئے۔ قدرت کی طرف سے ایسی بیماری آئی کہ اُنکی نسلیں ہی ختم ہو گئیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں ایک شہزادہ بچا ہے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ صرف ایک شہزادہ بچا ہے۔ رب تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی ہے کہ آج ہر ملک میں، ہر علاقے میں اور ہر شہر میں ساری دنیا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے

خاندان کے شہزادے نُور کی تصویریں بن کر چمکتے ہوئے نظر آرہے ہیں اور صرف شہزادے ہی موجود نہیں بلکہ کوئی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بن گئے ، کوئی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن گئے ۔ کوئی خواجہ مُعین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بن گئے ۔ زمانے کے پیشوا بن گئے ۔ زمانے کے ہادی بن گئے اور میرا ایمان ہے حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے شہزادے قیامت تک تمام روحانی ولیوں کے پیشوا اور مقتدا رہیں گے ۔

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو قربِ قیامت میں آئیں گے جن کے پیچھے حضرت عیسٰی علیہ السلام کھڑے ہوکر نماز پڑھیں گے ۔ حضرت اِمام مہدی علیہ السلام بھی حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے خاندان کے شہزادے ہیں۔ یزیدیوں کا نام ونشان مٹ گیا اور امام حُسین رضی اللہ عنہ کا ہر شہزادہ صبرو رضا کا نشان اور قرآن و حدیث کی تفسیر بن گیا ۔ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا خاندان قیامت تک جاری وساری رہے گا ۔ آج کسی یزیدی کی قبر موجود نہیں حالانکہ اُنکی حکومت بنواُمیہ سو سال رہی ۔ کوئی بادشاہ تھا، کوئی وزیر تھا ، کوئی گورنر تھا لیکن اُنکی قبروں کا نام ونشان تک موجود نہیں اور اگر یزید ' ابنِ زیاد ، عمرو ابنِ سعد، شمر کی قبروں کا نشان ہوتا تو لوگ اُن تمام ظالموں کی قبروں کو پاؤں کی ٹھوکریں ہی مارتے ۔ اور امام حُسین رضی اللہ عنہ کی بظاہر حکومت نہیں ، کوئی فوج نہیں ' کوئی حفاظتی اِنتظام نہیں ' کوئی قبر بنانے والا نہیں ۔ ان تمام بے سروسامانی کے باوجود حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہر شہزادے رضی اللہ عنہ اور ہر شہید رضی اللہ عنہ کی قبر آج بھی کربلائے مُعلّٰی میں دریائے فرات کے کنارے پر مینارِ نُور بن کر چمک رہی ہیں ۔ حضرت مُسلم ابن عقیل رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں شہزادے محمد رضی اللہ عنہ و ابراہیم رضی اللہ عنہ مسافری کی حالت میں کوفے میں شہید ہوئے ۔ لیکن حضرت مُسلم رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں شہزادوں کی قبریں شہر کوفہ کے اندر آج بھی

موجود ہیں اُور مینارِ نُور بن کر چمک رہی ہیں اُور خلقِ خُدا چوبیس گھنٹے زیارت کرنے کے لئے آرہی ہے ۔ میرا ایمان ہے صرف فرشی ہی نہیں آتے عرشی بھی زیارت کرنے کیلئے آتے ہیں ۔

مُلکِ ایران سے ایک مجتہد آیا ۔حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی اُس مجتہد سے گفتگو ہوئی ۔حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے پُوچھا بتاؤ حضرت اِمام حُسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی شان کیا ہے تو ایرانی مُجتہد نے کہا ۔ہماری کتابوں کے اندر موجود ہے حضرت اِمام حُسین رضی اللہ عنہ کی قبرِ منور جس جگہ پر موجود ہے اُس کے تیس تیس میل کے ایریے میں چاروں طرف اِردگرد قیامت تک جو بھی دفن ہوتا رہے گا وُہ حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے مزارِ مقدّس کے صدقے میں جنّتی ہے ۔حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آمَنَّا وَصَدَّقنَا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس مُجتہد سے فرماتے ہیں جو اِمام حُسین رضی اللہ عنہ کے مزار کے اِردگرد تیس تیس میل ایریئے میں دفن ہو جائے وُہ جنّتی ہے لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ جب اِمامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی شان یہ ہے تو اُن کے نانا جان اِمامُ الاَنبیاء حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ انور کا مقام کیا ہوگا ۔ اُور جو اُن کے قدموں میں دفن ہیں یعنی حضرت اُبو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ اُور حضرت عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ جنہیں آغوشِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ ملی ہے اُن کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے ۔ مُجتہد جواب نہیں دے سکا ۔

اہلسنّت کا عقیدہ سارے عقیدوں پر غالب ہے ۔حضرت اِمام حُسین رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی بارش ہوتی ہے ۔ درُود و سلام پڑھے جاتے ہیں ۔ نُوری بھی زیارت کرنے کیلئے آتے ہیں ۔ میرا ایمان ہے مَر جانے کے بعد ہر ایک کی قبر پر کوئی نہیں جاتا ۔لوگ اُسی قبر پر جاتے ہیں جو قبریں زیارت کے قابل ہوں اُور جن

کی قبروں کا گلشن جنّتُ الفردوس کے ساتھ ہو۔ حضرت اِمام حُسین رضی اللہ عنہ کے مزار پر کتنی رونق ہے مُجھے سمجھاتے ہوئے زیادہ ذہن پہ بوجھ ڈالنے کی ضرُورت نہیں۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے خاندان کے شہزادے ہیں اُور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چوبیس گھنٹے رونقیں رہتی ہیں، قرآن اُور درُود شریف پڑھنے کی آوازیں آرہی ہیں۔ جس کے خاندان کے شہزادے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان یہ ہے تو جدِّ امجد امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا مقام کیا ہوگا؟ امام عالی مقام حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں ایمان کی خاطر جان دے کر ملّتِ اسلامیہ کے دِلوں کو فتح کیا۔ آج اُن کے نام بھی زندہ ہیں۔ یزیدی ظالموں کا نام لیں تو نفرت پیدا ہوتی ہے اُور اہلبیت رضی اللہ عنہم کا نام لیں تو جی چاہتا ہے کہ اُن کے نام لیتے ہی ناموں کو چُوم لیا جائے۔ اہلبیت رضی اللہ عنہم کے ذِکر سے جنّت کی خوشبو آتی ہے۔ یزید اُور امامِ حُسین رضی اللہ عنہ میں ایک اُور فرق سُنو! آج کوئی اپنے بچّے کا نام یزید رکھنے کے لئے تیار نہیں، کوئی اپنے بچّے کا نام ابنِ زیاد یا شِمر رکھنے کیلئے تیار نہیں۔ اُن ظالموں کے ناموں سے نفرت ہے اُور حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ سے اِتنی محبّت ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں غلام حُسین موجود ہیں۔ حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کا نام اِتنا مقدّس ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت اپنے بچّوں کا نام غُلام حَسن اُور غُلام حُسین رکھ کر اہلبیت رضی اللہ عنہم سے محبّت کا اِظہار کرتی ہے جنہوں نے اللہ کی رضا اُور اسلام کی سربلندی کی خاطر جانیں قُربان کیں اُن کے نام آج بھی زندہ ہیں اُور قیامت تک زندہ رہیں گے۔

نہ یزید کا وُہ ستم رہا نہ زیاد کی وُہ رہی جفا
جو رہا تو نام حُسین رضی اللہ عنہ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

مَیں نے ایک روایت میں پڑھا ہے جب شہیدوں کے کٹے ہوئے سر طشت میں رکھ کر یزید کے سامنے رونق افروز ہوئے۔ یزید نے امامِ زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف توجّہ کرکے کہا۔ اے زین العابدین رضی اللہ عنہ آخر تمہارے باپ نے میری مخالفت کرکے میری حکومت کو تسلیم نہ کرکے کون سی فتح حاصل کرلی ہے۔ میری حکومت تو اُسی طرح قائم ہے، میرا تخت تو اُسی طرح قائم ہے۔ میرے خزانے تو اُسی طرح قائم ہیں۔

جب یزید نے نہایت غرُور اَور تکبّر سے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میرا تاج تو اُسی طرح قائم ہے۔ میرے نقارے تو اُسی طرح بج رہے ہیں تو اچانک دُور سے اذان کی آواز آئی۔ میرا ایمان کہتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان دے دی ہوگی۔ جب اذان کی آواز آئی تو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کے ذہن اَور ضمیر کو جھنجھوڑ کر کہا۔ ظالم تُو نے اپنی حکُومت کے نقاروں کی آواز سُنی ہے ذرا ہمارے نقاروں کی آواز بھی سُن۔ یہ اذان ہمارے خاندان کے نقاروں کی آوازیں ہیں۔ فرمایا۔ ظالم ایک وقت آئے گا تمہارے نقارے پھٹ جائیں گے اَور ہمارے خاندان کے نقارے قیامت تک بجتے رہیں گے۔ علاّمہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بدلتے رہتے ہیں اندازِ کُوفی و شامی
حقیقت ابدی ہے مقامِ شبّیری

کوفی، شامی اور یزیدی رسمیں بدلتی رہتی ہیں، گانے بدلتے رہتے ہیں، فلمیں بدلتی رہتی ہیں، ڈرامے بدلتے رہتے ہیں، نہ اسوۂ شبّیری رضی اللہ عنہ بدلتا ہے نہ اذانیں بدلتی ہیں، نہ نمازیں بدلتی ہیں، نہ قرآن بدلتا ہے۔

برادرانِ ملّت! کربلا کے میدان میں حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کو قدرت کی طرف سے اِنعام ملا اور یزید اور یزید کے سارے ساتھی انتقامِ قدرت میں گرفتار ہوئے اور اپنے انجام کو پہنچے۔ یہ واقعہ حقیقتاً یزید، شمر اور یزید کے ساتھیوں کا ہے لیکن قیامت تک جو بھی یزید اور شمر کے نقشِ قدم پر چلے گا اُس ظالم کا، اُس قاتل کا، اُس ڈاکیے ایمان کا اِنجام وُہی ہوگا جو یزید اور شمر کا ہوا ہے۔ حق کا ساتھ دینے والے دِین کی سربلندی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے کل قیامت کے دِن امام حُسین رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور ظُلم کا ساتھ دینے والے، ہمسایوں، رشتہ داروں، غریبوں، مسکینوں پر ظُلم کرنے والے ظالم کل قیامت کے دِن یزید اور شمر کے ساتھی ہوں گے۔

واقعہ کربلا سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ امامِ عالی مقام حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے خُون کی ہر بُوند کا یہی پیغام ہے۔ اِس دُنیا میں مظلوم بن جانا لیکن ظالم نہ بننا، ظالم کے ساتھ دُنیا دار کمینے لوگ ہوتے ہیں اور مظلوم کے ساتھ خُدا اور مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ آج یزید پر لعنت و پھٹکار برس رہی ہے اور حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ پر دُرود و سلام کی بارش ہو رہی ہے۔ جہاں دُرود میں "آل" کا لفظ موجود ہے اُس میں حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ بلا شک و شبہ شامل ہیں اور درُود شریف کا نذرانہ صُبح و شام عرشی و فرشی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے رہتے ہیں۔

آپ سب کی خدمت میں اِلتماس ہے کبھی ظالم کا ساتھ نہ دینا۔ ہمیشہ اِسلام کی سربلندی کے لئے بڑی سے بڑی قُربانی کا وقت آجائے تو اُس کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیّٰتِهٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ اللّٰہُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ○ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ

شانِ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم

محترم و معزز حاضرین و سامعینِ کرام! قرآنِ پاک کی جو آیتِ مقدسہ تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَآ خبردار اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ بے شک اللہ کے ولی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اُن پر کوئی خوف نہیں وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ ہی اُنہیں رنج و غم ہوگا۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ وُہ لوگ ہیں جو ایمان لائے وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے۔

صفرُالمظفر کا مہینہ حقیقت میں اِنسان کے لئے آزمائش کا مہینہ ہے۔ اِس مہینہ میں مصیبتیں، بلائیں، وبائیں بیماریاں یہ سب آزمائش کے طور پر نازل ہوتی ہیں۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے کہ پُورے سال میں تقریباً دو لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور صفر کے صِرف ایک مہینہ میں ایک لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔

اِنسان کو چاہیئے کہ ہر مصیبت میں ثابت قدم رہے۔ حدیث پاک ہے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِستقامت کرامت سے بہت اُونچی ہے۔

اِستقامت کا معنیٰ ہے بڑی سے بڑی مُصیبت بھی آجائے تو ثابت قدم رہے اس کے قدم میں لغزش نہ آئے۔ کوئی قدم قرآن اور حدیث کے خلاف نہ اُٹھے۔ ہر بات قرآن اور حدیث کے مطابق ہو۔ کسی مصیبت میں زبان سے کوئی ایسا جملہ نہ نکل جائے جس سے بے صبری اور ناشکری کا اِظہار ہو اسے اِستقامت

کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اور میرے شکرگزار بندوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی نعمتیں عطا کی ہیں۔ رب تعالیٰ کی نعمتیں مصیبتوں پر غالب ہیں۔ مصیبتیں تھوڑی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات زیادہ ہیں۔ اس لیے رب تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اس مہینے کو اگر دوسرے لفظوں میں کہا جائے تو یہ مہینہ عرسوں کا مہینہ ہے۔ اکثر اولیاء کرام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں انہوں نے اس مہینے میں وصال فرمایا۔ ہم خوش نصیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے بندوں کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ہم ولیوں کا ذکر کیوں نہ کریں' ولیوں کے صدقے ہی تو ہمیں جنت ملی ہے' صداقت ملی ہے سیدھا راستہ ملا ہے' رضائے خدا اور رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملی ہے۔ ولیوں کا دامن تھامنے سے ہمیں ایمان ملا ہے۔ جہاں ولیوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں انوار کی بارش ہوتی ہے تو ماننا پڑے گا جنتی عقیدہ صرف اہلسنت وجماعت کا ہے۔ باقی سارے کہتے ہیں ہم اسلام مانتے ہیں' ہم قرآن پڑھتے ہیں' ہم پکے سچے مسلمان ہیں تو میں انکی سب دلیلوں کو توڑ کر کہتا ہوں اگر تم پکے سچے مسلمان ہو تو ہمیں کوئی ولی دکھاؤ۔ ولی دکھانے کی بجائے کوئی خزانے دکھاتا ہے' کوئی مدرسے دکھاتا ہے' کوئی کتب خانے دکھاتا ہے لیکن ولی کوئی نہیں دکھا سکتا۔ اور اگر ہم سے کوئی کہے کہ تم کوئی ولی دکھاؤ تو اہلسنت وجماعت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے ایک نہیں لاکھوں کی تعداد میں اصحاب کہف جیسے ولی دکھا سکتے ہیں۔ ولیوں کا وجود ہی تو ہمارے

عقیدے کی صداقت کی نشانی ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اَب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ صراطِ مُستقیم آباد رہے گا۔ جنتی عقیدہ ہمیشہ بارونق رہے گا۔ اَب نبی نہیں آئیں گے۔ نبیوں کے بعد تبلیغ کا سلسلہ اللہ تعالےٰ نے ولیوں کے سپرد کیا ہے۔ پہلی اُمتوں میں جو کام نبیؑ کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں وُہی کام اللہ کے ولی کرتے ہیں۔ اَب قیامت تک ولی آتے رہیں گے اور پہلی اُمتوں میں وہی جماعت حق ہوتی تھی جو نبیؑ والی جماعت ہوتی جس میں نبی ہو اور اِس اُمت میں وُہی جماعت حق ہے جس میں ولی ہیں اور ولیوں والی جماعت ایک ہی ہوگی۔ باقی سب جماعتوں میں وزیر ہوسکتے ہیں، گورنر ہوسکتے ہیں، جج ہوسکتے ہیں، وکیل ہوسکتے ہیں، پروفیسر ہوسکتے ہیں، سائنسدان ہوسکتے ہیں، سیاستدان ہوسکتے ہیں۔ یہ ہر عقیدے میں ہوسکتے ہیں لیکن ولی ہر عقیدے میں نہیں ہوسکتا۔ ولی اُسی عقیدے میں ہوگا جو صراطِ مُستقیم پر ہوگا۔ اللہ کا فضل وکرم ہے، یہ ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتے ہیں اور کوئی اِس کی تردید نہیں کرسکتا، جتنے ولی ہوئے ہیں سب اہلسنّت وجماعت سے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اَلَآ خبردار اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ بے شک اللہ کے ولی۔ ربِّ کائنات خود اپنے ولیوں کا ذکر فرماتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ولیوں کا ذِکر کرنا سُنّتِ خُدا ہے۔ جب خُدا، خُدا ہوکر اپنے ولیوں کا ذِکر کرتا ہے تو ہم خدا کے بندے ہوکر خُدا کے محبوبوں کا ذِکر کیوں نہ کریں۔ ولیوں کا ذِکر کرنا سُنّتِ خدا ہے۔ فرمایا اَلَآ خبردار۔ خبردار کا لفظ بتارہا ہے۔ بے خبرو! خبردار ہوشیار

ولیوں کی بارگاہ میں آتے ہوئے محتاط ہو کے آؤ۔ معلوم ہوا ولیوں کی بارگاہ میں آئیں تو بڑے ہوش سے آئیں، باادب طریقے سے آئیں۔ بے خبری میں بھی کوئی غلطی نہ ہو جائے

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ نبیوں کا ذکر آیا ہے تو رب تعالیٰ نے خبردار نہیں کہا۔ ولیوں کا ذکر آیا ہے تو فرمایا خبردار، ہوشیار۔ اس کے معنی یہ ہیں تاکہ بات سمجھ میں آجائے۔ رب تعالیٰ جس کے غلاموں کیلئے خبردار کر رہا ہے اُن کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہوگا۔ اکثر بے ادب، گستاخ ولیوں سے ہی بے ادبی شروع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خبردار فرما کر شروع سے ہی بے ادبوں اور گستاخوں کا جنازہ نکال دیا ہے۔ فرمایا اَلَاۤ خبردار ولیوں کو معمولی چیز نہ سمجھنا ولی، نبی کے نمائندے ہوتے ہیں۔ ولی کی بے ادبی نبی کی بے ادبی ہے جہاں کوئی خطرہ ہو مثلاً بجلی کے تار ہوں وہاں خبردار لکھ دیا جاتا ہے اگر بے احتیاطی ہوگئی تو جان کو خطرہ ہے۔ اسی طرح ولیوں کی شان میں ذرہ بھر بے احتیاطی ہوگئی تو ایمان کو خطرہ ہے۔ معلوم ہوا جو ولیوں کے بے ادب ہیں ان کے پاس اور کچھ ہوگا ایمان نہیں ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ ۔ بے شک اللہ کے ولی۔ ولی کا معنی دوست اور ہر دوست اپنے دوست سے پوری طرح واقف ہوتا ہے۔ ولیوں کی شان کسی سے مت پوچھو، خدا سے پوچھو۔ فرمایا دوست میرے ہیں مجھ سے پوچھو۔

حدیثِ قدسی ہے یعنی جب رب تعالیٰ اپنے محبوب کی زبان پر بولتا ہے تو وہ حدیثِ قدسی بنتی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ جو میرے ولیوں سے دشمنی کرتا ہے وہ مجھ سے جنگ کرتا ہے۔ ولیوں کا دشمن خدا کا فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ ولیوں کا بے ادب رب تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول

نہیں ہوسکتا۔ رب تعالےٰ سے محبت کرنے والوں کو ولی کہتے ہیں۔ ولائت محبت سے ہے۔ ولی کہتے ہی اُسے ہیں جو خُدا سے محبت کرے۔ مولانا فرِیدالدّین عطّار رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب پڑھ کر لوگ ولی، غوث اور قُطب بنتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حُبِّ دَرویشاں کلیدِ جنّت اَست ولیوں سے محبت کرنا جنت کی کُنجی ہے۔ دُشمنِ ایشاں سزائے لعنت اَست اور ولیوں سے دُشمنی کرنے والوں پر لعنت و پھٹکار برستی ہے ؏

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اِن اللہ کے نیک بندوں کو حقارت کی نظر سے مت دیکھنا۔ اِن کے ساتھ کوئی بے ادبی نہ کر بیٹھنا۔ اِن کے مُنہ سے جو بات نکل جائے اللہ پُوری کر دیتا ہے۔ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللہِ لَاَبَرَّہُ اللہُ۔ اگر اللہ تعالےٰ پر وُہ کسی چیز کی قسم کھالیں، اللہ پُوری کر دیتا ہے۔ اللہ کے ولیوں کی نگاہیں اکثر جُھکی ہوتی ہیں اِن کے چہرے زرد ہوتے ہیں، اِنکی آنکھوں سے آنسو برستے ہیں، اِن کے ہونٹوں سے آہیں نِکلتی ہیں۔ یہ بڑے خستہ حالت ہوتے ہیں، دیکھنے میں بڑے مسکین نظر آتے ہیں لیکن مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بُود   گرچہ از حلقومِ عبداللہ بُود

اِن اللہ والوں کی زبان سے جب کوئی بات نِکل جاتی ہے اللہ تعالےٰ اُسے پُوری کر دیتا ہے۔ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ اللہ کے ولیوں کی نشانی ہے، وُہ بے خوف ہوتے ہیں اور بے غم ہوں گے۔ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ کا تعلق قیامت سے ہے۔ لَاخَوْف کا تعلق دُنیا سے ہے کہ اِنہیں دُنیا میں کسی قِسم کا خوف نہیں

ہوتا۔ ان کو کوئی غم نہیں ہوگا۔ یعنی رب تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ ولیوں کو نہ دُنیا کا خوف ہے اور نہ ہی قیامت کے دِن کوئی غم ہوگا اور جو ولیوں کے دامن میں آجائیں گے وُہ بھی بے خوف اور بے غم ہو جائیں گے۔ یہ کون لوگ ہیں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہ وُہ لوگ ہیں جو ایمان لائے۔ معلوم ہوا بے ایمان ولی نہیں ہو سکتا۔ ولی صاحبِ ایمان ہوتے ہیں اُن کا عقیدہ دُرست ہوتا ہے جِس کا ایمان اور عقیدہ دُرست نہ ہو وُہ ولی نہیں ہوتا یعنی ولیوں کے پاس عقیدے کی دولت ہوتی ہے وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ اور زندگی بھر اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں اللہ کے ولی دُنیا میں بے خوف ہوتے ہیں۔ آخرت میں بے غم ہوں گے اور اللہ کے ولی مخلوق میں کِسی سے نہیں ڈرتے۔ اگر ڈرتے ہیں تو صِرف خُدا سے ڈرتے ہیں اور ساری خُدائی اِن سے ڈرتی ہے۔ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے آئے تو لاہور کی خوشبودار ہوا اِتنی پسند آئی کہ واپس جانے کو جی نہیں چاہا۔ حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں موج دریا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ گدا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر تکّی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ جِتنے لاہور کی گلی گلی اور کُوچے کُوچے ولیوں کے مزارات ہیں یہ سب ولی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے آئے تھے اور لاہور کی فضا اِنہیں اِتنی پسند آئی پھر واپس جانے کو جی نہیں چاہا۔ زندگیاں گزار دیں۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ خاندانِ مُغلیہ کے پیر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں آئے تو جو بھی بادشاہ لاہور سے گزرتا تھا حضرت میاں مِیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سلام

کر کے گزرتا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر جس وقت تخت پر بیٹھا جوانی کا عالم ہے ابھی اُس کے ذہن کے اندر بزرگوں کے ساتھ محبت اور عقیدت والا جذبہ پُوری طرح موجود نہیں ہے۔ ویسے پیروں کا باادب ہے لیکن کبھی کبھی ٹکراتا بھی ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کا لاہور سے پہلی مرتبہ گزر ہوا۔ فوج اُس کے ساتھ ہے۔کسی نے کہا بادشاہ سلامت یہاں ایک بزرگ ہیں۔ حضرت میاں مِیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُنکی زیارت کرتے چلیں۔ دوپہر کا وقت ہے حضرت میاں مِیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے میں آرام فرمارہے تھے اور باہر ایک درویش بیٹھا تسبیح پھیر رہا تھا' اللہ اللہ کر رہا تھا۔ اورنگ زیب بادشاہ اپنے تاج سمیت' فوج سمیت اور بڑی ٹھاٹ باٹ کے ساتھ آیا۔ اُس نے درویش سے کہا۔ پیر صاحب کہاں ہیں؟ درویش نے کہا۔ میرے پیر صاحب آرام فرمارہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا دروازہ کھولو۔ درویش نے کہا۔ اجازت نہیں۔ بادشاہ غُصّے سے پاگل ہوگیا کہ لوگ ہم سے اجازت مانگتے ہیں۔ یہ درویش ہمیں کہتا ہے اجازت نہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر نے کہا کیا تجھے پتہ نہیں کہ مَیں پُورے ہندوستان کا بادشاہ ہوں۔ دروازہ کھولو پیر صاحب کی زیارت کرنی ہے۔ درویش نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ بادشاہ ہوں گے لیکن میرے پیر صاحب آرام فرمارہے ہیں پھر آنا زیارت ہوجائے گی۔

بادشاہ نے رُقعہ لکھا کہ حضور مَیں آپ کی زیارت کیلئے آیا تھا۔ درویش نے آنے نہیں دیا۔ یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی "درِ درویش را دربان نباید"۔ درویش کے دروازے پر دربان نہیں چاہیئے یعنی پہریدار نہیں ہونا چاہیئے۔ بادشاہ

درویش کو رُقعہ دے کر چل پڑا۔ حضرت میاں میر صاحب اُسی وقت اُٹھے، دروازہ کھولا تو دیکھا درویش پریشان ہے۔ فرمایا کیا بات ہے۔ عرض کی حضور یہ رُقعہ بادشاہ نے دیا ہے۔ حضرت میاں میر صاحب نے رُقعہ پڑھا۔ فوراً رقعہ کے دوسری طرف لکھا اور درویش سے کہا جاؤ بادشاہ کو میرا پیغام پہنچا دو۔ درویش دوڑا گیا۔ درویش نے کہا بادشاہ صاحب ٹھہرو۔ بادشاہ نے کہا۔ میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔ درویش نے کہا مجھے پیر صاحب نے بھیجا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اب ہم ملاقات نہیں کرنا چاہتے۔ درویش نے کہا ملاقات نہ سہی یہ پیر صاحب کا رُقعہ لیتے جاؤ۔ کہا لاؤ کیا ہے۔ بادشاہ سمجھا کہ خوش آمدید کہی ہوگی جب رُقعہ دیکھا تو میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رُقعہ کی دوسری طرف لکھا۔ بادشاہ تم کہتے ہو درویش کے دروازے پر دربان نہیں چاہیئے "درِ درویش را دربان نباید" درویش کے دروازے پر دربان ضرور چاہیئے ؎ ببا ید تا سگِ دُنیا نہ آید پہریدار چاہیئے تاکہ دُنیا کا کوئی کُتّا نہ آئے۔

یہ ہیں اللہ کے ولی، بے خوف ولی۔ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خلیفہ وقت نے سونے کی اشرفیوں کی دو تھیلیاں بھیجیں۔ کوتوال (ایس ایس پی) لے کر حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ عرض کی حضور خلیفۂ وقت نے مدرسہ کے طالب علموں کے لئے یہ دو تھیلیاں بھیجی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان میں کیا ہے۔ عرض کی حضور سونے کی اشرفیاں ہیں۔ فرمایا واپس لے جاؤ ہمیں اِن اشرفیوں کی ضرورت نہیں۔ وہ کانپ گیا۔ حضور اگر واپس لے جاؤں تو خلیفہ ناراض ہوگا۔ فرمایا۔ اِدھر لاؤ۔ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ بغداد نے اشرفیوں کی تھیلیاں ہاتھ میں

لیں ۔ جب قوّتِ غوثیّت سے دبایا تو اُن تھیلیوں سے خُون بہہ نِکلا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کیا لائے ہو ۔ اُس نے عرض کی حضور یہ سونے کی اشرفیاں ہیں ۔ فرمایا یہ تو خُون ہے غریبوں کا خُون ، یتیموں کا خُون ۔ حضور غوثِ پاک شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ' جاؤ جا کر خلیفۂ وقت سے کہہ دو ۔ غریبوں ' یتیموں کے ساتھ ظلم کرنا چھوڑ دو ورنہ تمہارے محل تک خُون کی ندیاں بہادی جائیں گی جو تمہارے محل کو بہا کرلے جائیں گی ۔ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ اُن پر کوئی خوف نہیں ۔ اللہ کے ولی دُنیاداروں سے ٹکرا جاتے ہیں ۔ کامل ولی ایک مِل جائے تو کائنات کی تقدیر بدل سکتی ہے آج ہزاروں پیروں میں سے ایک پیر ہوگا جو صحیح ہوگا ورنہ سب تماشے ہیں ' سب اشتہار بازی ہے ۔ سب مذاق ہے ۔

داتا صاحب کشفُ المحجوب کے اندر فرماتے ہیں ۔ مَیں اپنے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا ۔ ایک شہر سے گزرے تو چند درویش قسم کے صوفی لوگوں کے سامنے جھولیاں پھیلا کر اُن سے بھیک مانگ رہے تھے ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ مَیں نے اپنے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا حضور یہ کیسے صوفی ہیں جو اپنی جھولیاں پھیلا کر دُنیاداروں سے مانگ رہے ہیں ۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ! عرض کی حضور لبیّک ۔ فرمایا بیٹا اِن کے پیر کو مرید جمع کرنے کی حرص ہے اَور مریدوں کو دُنیا جمع کرنے کی حرص ہے ۔ اِن منگتوں نے ہی صوفیوں کو بدنام کیا ہے ۔

اندازہ کریں تقریباً ایک ہزار سال پہلے جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بناوٹی صوفیوں کا کردار یہ تھا تو اَب کیا ہوگا ۔ اَب تو ہے ہی نِری بناوٹ ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں ۔ وُہ امیر بہت اچھا ہے جو فقیر کے دروازے پر جائے اور وُہ درویش و فقیر بہت بُرا جو امیروں کے دروازے پر جائے ۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے اندر ولیوں کی کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں، اُن میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ ولی سخی ہونا چاہیئے ۔ اگر کوئی امیر ولی کو کچھ دے تو ولی قبول کرتا ہے ۔ ولی امیروں سے لیتا ہے اور غریبوں کو دیتا ہے ۔ ولی وُہ نہیں ہوتا جو ہر چیز کو ہڑپ کر جائے ۔ بخیل ولی نہیں ہو سکتا، ولی وُہ ہوگا جو سخی ہوگا بے اَدب گستاخ قسم کے لوگ کہتے ہیں نبیوں ولیوں کو کوئی اختیار نہیں ۔ اُن سے مانگنا نہیں چاہیئے وُہ کچھ نہیں دے سکتے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کہتے ہیں حضور کو کوئی اختیار نہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیری بارگاہ میں کوئی منگتا آئے تو آپ جھڑکیں مت ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تو ساری خدائی منگتی ہے ۔ عرشی بھی منگتے ہیں فرشی بھی منگتے ہیں بادشاہ، وزیر، گورنر سب منگتے ہیں ۔ رب تعالیٰ نے فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیری بارگاہ میں جو آئے جھڑکیں مت ۔ کیا مطلب ۔ محبوب تیری بارگاہ میں جو آئے خالی نہ جائے ۔ جو کہتے ہیں نبی ولی سے مانگنا نہیں چاہیئے میں اُن بیوقوفوں سے پُوچھتا ہوں اگر نبی ولی سے مانگنا نہیں چاہیئے تو رب تعالیٰ نے مانگنے کا اشارہ کیوں کیا ہے ۔ فرمایا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو ۔ میرے دربار میں آؤ گے تو میں جبار بھی ہوں قہار بھی ہوں، میں چاہوں تو عطا کردوں، چاہوں تو دھکے دے دوں چاہوں تو خوش ہوجاؤں چاہوں تو ناراض ہوجاؤں ۔ میں ربُّ العالمین ہوں ۔ میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہے ۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ گے تو وہاں بہا گھنٹے

رحمت کے دروازے کھلے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بڑے بڑے عجیب منگتے آتے۔ بڑے بڑے حسین منگتے آتے، بڑے بڑے نفیس منگتے آتے ہیں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ اور امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے

وُہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
اور ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ "لا" ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ اسی طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہی کے خزانے دکھائے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو زمین و آسمان کے خزانے دکھائے گئے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مجھے زمین آسمان کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں یعنی مجھے صرف خزانے دکھائے نہیں گئے۔ کیا معنیٰ۔ کنجیوں کا اشارہ اور مفہوم یہ ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو جب چاہے جسے چاہے جتنا چاہے عطا فرما کوئی پابندی نہیں۔ رب تعالےٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شان سے خزانے عطا کیے ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے ہمارا عقیدہ ہے نبیوں ولیوں کو جو دیتا ہے خدا دیتا ہے۔ جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رسُولُ اللہ سمجھ کر مانگے اور کسی ولی سے ولی اللہ سمجھ کر مانگے۔ رسُولُ اللہ اور

ولی اللہ سے مانگنا خدا سے مانگنا ہے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

بُخاری شریف کے اندر موجود ہے حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش نصیب صحابی۔ آپ رضی اللہ عنہ تہجد کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کر اتے تھے۔ ایک رات ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنی طبیعت کے مطابق وضو کرا رہے ہیں۔ دریائے رحمت جُوش میں آیا۔ حضور فرماتے ہیں ربیعہ۔ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لبیک فرمایا کیا وضو ہی کراتا رہے گا۔ سَلْ رَبِیْعَۃُ۔ ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسُول ہیں اور کہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اَب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کفر شرک اور توحید کے مسائل کو کون جان سکتا ہے۔ بے ادب گستاخ گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں نبی، ولی سے مانگنا شرک ہے۔ نبی، ولی دے کچھ نہیں سکتے۔ مَیں کہتا ہوں بیوقُوفو! غور تو کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اِس شان سے عطا کرتے ہیں جب کوئی نہیں مانگتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود کہتے ہیں میرے غُلام مانگ کیا مانگتا ہے۔ اگر یہ حدیث نہ ہو تو مولوی الٰہی بخش کو پھانسی دے دو خُون معاف ہے۔ اگر حدیث بھی صحیح ہے ترجمہ بھی صحیح ہے اور تمہارا عقیدہ بھی حدیث سے ٹکرا رہا ہے تو ظالمو اپنے پلید عقیدے سے توبہ کر کے نبیوں اور ولیوں کے غلام ہو جاؤ۔ نبی ولی کے غُلام بن کر دیکھو نبی ولی تو اپنے غُلاموں کو خود نوازتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سَلْ رَبِیْعَۃُ ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے تو حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رحمتِ کُل خود پکار رہی ہے

مانگ کیا مانگتا ہے تو حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے قربان جائیں ۔ اُن کے ایمان پر قربان جائیں اُنکی طبیعت پہ قربان جائیں ۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں جب چاہوں خُدا سے مانگ لیتا ہوں مجھے تو سب کچھ مِل جاتا ہے بلکہ عرض کی اَسْئَلُكَ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے مانگتا ہوں ۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں اَسْئَلُكَ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے مانگتا ہوں مُرَافِقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی مانگتا ہوں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل کے پاس غلام کا بھی ایک گوشہ ہو جائے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے جاتے دیکھتا رہوں ۔ زیارت کرتا رہوں ۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے تو جنت وہی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوتا رہے ۔

آج ایک نُقطہ نوٹ کرلیں ۔ زندگی میں غالباً پہلی دفعہ کہنے لگا ہوں ۔ نبی ولی جب خوش ہوتا ہے تو عطا کرتا ہے ۔ آپ اولیا ء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پڑھیں ۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسافر بے وقت آ گئے ۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ پریشان سے ہوئے کہ کھانا موجود نہیں مسافر بے وقت آئے ہیں ۔ نیچے ایک نان بائی رہتا تھا اُس نے دیکھا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسافر بے وقت آئے ہیں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہوں گے ۔ اُس نان بائی نے چند روٹیاں اور تھوڑی سی دال دسترخوان میں رکھی اور دسترخوان اُوپر لے گیا ۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کیا ۔ آپ بڑے خوش ہوئے کہ میرے مہمان کھانا کھائیں گے ۔ جب وقت مہمانوں نے کھانا کھالیا اور وہ چلے گئے تو

وہ نان بائی برتن لینے کیلئے آیا۔ نان بائی نے عرض کی حضرت جی میں برتن لے جا سکتا ہوں۔ خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نہیں۔ تیرے برتن بھرے ہوئے تھے اب یہ برتن خالی نہیں جائیں گے۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔

منکر کہتے ہیں نبی ولی کو کوئی اختیار نہیں۔ اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے ہیں مانگ کیا مانگتا ہے اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمت کے ولی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نان بائی کو کہہ رہے ہیں مانگ کیا مانگتا ہے۔

ہم اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ بالکُل قرآن و حدیث کے مطابق صراطِ مُستقیم پر ہے۔ اگر ہمارا عقیدہ غلط ہوتا تو ہم میں ولی کوئی نہ ہوتا۔ ہم اللہ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں جتنے ولی، غوث، قُطب ہیں سب اہلسنّت وجماعت ہیں اور ولیوں کا راستہ ہی صراطِ مُستقیم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ جو سب سے بڑی جماعت ہے اُس کی پیروی کرو مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ جو اُس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں چلا گیا۔ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ہم دعویٰ سے یہ بات کہتے ہیں۔ سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت ہے۔ ولیوں کی جماعت۔ باقی فرقے ہیں، ہم جماعت ہیں۔ اہلسنّت وجماعت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ میں عرض کر رہا تھا خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس نان بائی کو کہا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ نان بائی بیچارہ اَن پڑھ تندور والا۔ اُس نے عرض کی حضور بس آپکی دُعا چاہیئے۔ میری نیک بیوی ہے، فرمانبردار اولاد ہے، رزقِ حلال

ہے۔ ایک جھونپڑی رہنے کو ہے، گزارہ اچھا ہو رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا چاہیئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جب تک مانگے گا نہیں جانے نہیں دیا جائے گا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ نان بائی نے دیکھا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغیر مانگے جانے نہیں دیں گے تو نان بائی نے عرض کی۔ حضور اگر آپ نے مجھے کچھ دینا ہے تو مجھے باقی باللہ ثانی بنا دو۔

حضرت باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَیں نے چالیس سال میں محنتیں، ریاضتیں اور عبادتیں کرکے خُدا کے فضل سے جو مقام حاصل کئے ہیں تو ایک منٹ میں چاہتا ہے۔ نان بائی نے عرض کی حضور مجھے منٹ مُنٹ کا کوئی پتہ نہیں پہلے مانگتا نہیں تھا۔ اب چھوڑوں گا نہیں ؎

دینے والے تجھے دینا ہے تو اِتنا دے دے
کہ مجھے شکوہ کوتاہی داماں ہو جائے۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تم چاہتے ہو کہ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا جائے۔ مرید بھی تو جناب خواجہ صاحب کے قدموں میں بیٹھنے والا تھا مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیر بھائی تھا۔ عرض کی کہ حضور مجھے نہ سمندر کا پتہ ہے نہ کوزے کا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہی مَیں نے مانگا ہے اب عطا فرمائیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اِس کا اِرادہ مضبوط ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس نان بائی کا ہاتھ پکڑا حجرے میں لے گئے۔ نمازیں اندر، تلاوتیں اندر، سحری اندر، افطاری اندر، تین دِن اندر رہے، کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔

مریدین زیارت کے انتظار میں تھے۔ جب تین دِن کے بعد دروازہ کھُلا

تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ باہر آ رہے ہیں اور اُس نان بائی کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔ مریدین کہتے ہیں کہ پہچانا نہیں جا رہا تھا کہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں اور نان بائی کون ہے۔ سیرت بھی بدل دی صُورت بھی بدل دی۔ فرق صِرف یہ تھا کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو پیر تھے وُہ ہوش میں تھے اور جو مرید تھے جِن کی صُورت باقی باللہ میں تبدیل کردی گئی وُہ بے ہوشی کے عالم میں تھے اور تین دِن کے بعد اُن کا وصال ہوگیا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُنکی نماز جنازہ پڑھائی۔ اِس شان سے پیر سے مانگا۔ فرمایا مجھے موت آتی ہے تو آجائے لیکن قیامت تک لوگ تو کہتے رہیں گے کہ باقی باللہ ثانی ہے۔ جِس کے غُلاموں کی شان یہ ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہوگا۔

مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو کہا۔ فلاں جگہ پیڑوں کے پیچھے اُونٹ پر سوار ایک حبشی غلام جا رہا ہے اُس کے پاس پانی کا مشکیزہ ہے اُسے لاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے۔ اُس حبشی غُلام سے کہنے لگے۔ چلو تمہیں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بُلا رہے ہیں۔ اُس حبشی غلام نے پُوچھا تمہارا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے۔ مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سید و سرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نورِ جان　　　بہتر و مہتر شفیع مجرماں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا وُہ امامُ الانبیاء ہیں۔ تو بڑا خوش نصیب ہے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے بلایا ہے۔ اُس حبشی نے کہا میں نہیں جانتا تم کون ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُس حبشی غُلام کو زبردستی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عطا کرتے ہیں تو اِس شان سے عطا کرتے ہیں۔ جب اُس حبشی غُلام کی نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پڑی تو وُہ حیران ہوگیا کہ میں فرشتوں میں کھڑا

ہوں یا کہ عرشیوں میں کھڑا ہوں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مشکیزہ ہمیں چاہیے۔ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشکیزہ کیا ہے جان بھی حاضر ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ہی ایسا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ لیا اُس میں ہاتھ ڈالا ۔ حوضِ کوثر کے چشمے جاری ہو گئے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی پی کر سیراب ہو گئے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اداؤں پر قربان جائیں بڑے بڑے عظیم صحابی ہیں ۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مشکیزے میں جھانک کر دیکھا کہ پانی کس طرح آرہا ہے ۔ فرمایا جب جھانک کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے ساقیٔ کوثر نے مشکیزے کا کنکشن حوضِ کوثر سے لگا دیا ہے ۔ لوگ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے ہیں ۔ بے وقوف! تمہارے ہاتھ اور انگلیوں سے تو خون نکلتا ہے اور وہ بھی حرام ہے' پلید ہے اور مقابلہ اُس ہستی پاک کا کرتے ہو جس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جائیں۔ آب وہ پانی کیسا ہے ۔ علماءِ کرام میں سوال پیدا ہوا سب سے افضل پانی کون سا ہے کسی نے کہا آبِ زمزم افضل ہے' آبِ زمزم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا تبرک ہے' کسی نے کہا آبِ کوثر جنت کی نہر کا پانی افضل ہے کسی نے کہا آبِ حیات افضل ہے' پینے والے کے قریب موت نہیں آتی ۔ علماءِ کرام و محققین کی گفتگو ہو رہی تھی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق غلام نے کہا سارے پانی اپنی اپنی جگہ افضل ہیں لیکن سب پانیوں میں سب سے افضل پانی وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے جاری ہوا۔ آبِ حیات پیئے تو موت ختم ہوتی ہے ۔ آبِ کوثر پیئے تو جنتی بنتا ہے ۔ آبِ زم زم پیئے تو حاجی بنتا ہے لیکن جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے جاری ہوا پانی پیا وہ صحابی بنتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا وہ پانی کسی نے نہیں پیا ۔ سارے پانیوں میں سب سے افضل وہ

پانی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنگلیوں سے نِکلا ہے ۔

جب سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی پی کر سیراب ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غلام اپنا مشکیزہ لے جاؤ ۔ اُس حبشی غُلام نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب میں جاؤں کہاں مجھے کلمہ پڑھا کر اپنا غلام بناؤ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس حبشی کو سینے سے لگایا ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سینے سے لگایا تو اُس حبشی غلام کا چہرہ نُور کی طرح ہو گیا یعنی سیرت بھی بدل دی، صُورت بھی بدل دی ۔ اُس مشکیزے والے حبشی غلام کو بلانے میں راز ہی یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کلمہ پڑھانا تھا ۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس حبشی غُلام کو کہا ۔ اَب تم واپس جاؤ ۔ اُس نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانے کو جی نہیں چاہتا ۔ فرمایا ۔ تمہارے جانے میں حِکمت ہے، جاؤ تمہیں واپس بلا لیں گے ۔ وُہ حبشی غُلام جا رہا ہے ۔ اَب اُس کا چہرہ حبشی نہیں ہے حُسن و جمال کا پیکر ہے ۔ آج تو ہم پڑھتے ہیں حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کالے رنگ والے ہیں لیکن کل قیامت کو دیکھنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہچانے نہیں جائیں گے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا چہرہ سورج سے زیادہ چمکدار ہوگا ۔ جس وقت وُہ حبشی غُلام واپس جا رہا ہے اُدھر اُس کا مالک اور لوگ ڈنڈے لے کر انتظار کر رہے تھے کہ غُلام نے اِتنی دیر کر دی ہے ۔ غُلام قریب پہنچا تو اُنہوں نے دیکھا اُونٹ وُہی ہے ۔ سامان وُہی ہے لیکن یہ غُلام ہمارا نہیں ہے، معلُوم ہوتا ہے کوئی ڈاکو ہے اِس نے ہمارے غلام کو لُوٹا ہے جب وُہ قریب آیا تو مالک نے پُوچھا تُو کون ہے، غُلام نے اپنا نام بتایا، اَپنے باپ کا نام بتایا اور یقین دلایا میں تمہارا غُلام ہوں ۔ لوگوں نے کہا تیرا رنگ تو کالا تھا اَب تُو حُسن و جمال کا پیکر ہے، بات کیا ہے تو اُس غُلام نے

وجد میں آکر کہا رَأیتُ بَدرَ الاَنبیاءِ میں نے بدرِ انبیاء علیہم السلام کو دیکھا اُنہوں نے مجھے چودھویں رات کا چاند بنا دیا ۔ نتیجہ کیا نکلا کہ وہ سارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ خوش نصیب ہیں وہ جنہیں ایمان کی دولت نصیب ہو جائے ۔ کائنات میں سب سے بڑی دولت، سب سے بڑی نعمت غلامیٔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

حضرت خواجہ مُعینُ الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ۔ آپ کا دریائے سندھ سے گزر ہوا ۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے سندھ سے پُوچھا ۔ اے دریائے سندھ تجھ پر سے کتنے کاملین اولیاء اللہ گزرے ہیں ۔ روایت کے اندر موجود ہے ۔ دریائے سندھ کے پانی کی لہروں سے فوراً جواب آیا ۔ حضور! ویسے تو کئی ولی گزرے ہیں لیکن کامل اولیاء اللہ تین گزرے ہیں ۔ ایک حضرت عبدالشکور بہاری رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت عبدالشکور کا مزار بہار شریف میں ہے ۔ بہار میں لاکھوں مُسلمان ہیں ۔ بڑی بڑی تکلیفوں مصیبتوں میں ہے ۔ بہاری مُسلمان بیچارے قیدیوں کی طرح بنگال میں موجود ہیں ۔ انہیں نہ پاکستان قبول کرتا ہے نہ بنگلہ دیش قبول کرتا ہے ۔ نہ ہندوستان قبول کرتا ہے سالہا سال سے بے یار و مددگار ہیں لیکن بہاری مُسلمان بڑے حوصلے والے ہیں، بڑے جوشیلے، بڑے جذبے والے ہیں ۔ حضرت عبدالشکور بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس شان سے اُنہیں کلمہ پڑھایا ہے کہ وہ اسلام کے مُجاہد اور غازی ہیں حضرت خواجہ مُعینُ الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب دریائے سندھ کو خطاب کر کے پُوچھا تجھ سے کتنے اولیاء کاملین گزرے ہیں ۔ دریائے سندھ سے آواز آئی تین ۔ ایک عبدالشکور بہاری رحمۃ اللہ علیہ دوسرے سیدنا مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے آپ رحمۃ اللہ علیہ گزر رہے ہیں ۔

اندازہ کریں کئی اِنسان ہوکر نہیں پہچانتے۔ لیکن دریا پہچانتے ہیں، دوسرا یہ معلوم ہوا کہ شجر، حجر، دریا، پہاڑ ہمیں بے زبان نظر آتے ہیں لیکن اگر کوئی اللہ کا ولی چاہے تو ان سے گفتگو کر سکتا ہے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرق پور والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس ایک مائی صاحبہ اپنے گونگے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی حضور یہ میرا بچہ گونگا ہے بولتا نہیں ہے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس گونگے بچے کو کہا بیٹا تو بولتا کیوں نہیں تو اُس گونگے بچے نے عرض کی حضور رحمۃ اللہ علیہ کسی نے آج تک بُلایا ہی نہیں کسی نے بُلایا ہو تو بولوں۔ یہ ہیں اللہ کے ولی جن میں طاقت ہوتی ہے وہ بے زبانوں کو بُلا لیتے ہیں ؎

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ وگُل سے کلام پیدا کر

اگر اللہ فطرت شناس دِل دے تو ہم بے زبانوں سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ پہاڑوں اور دریاؤں سے گفتگو کر سکتے ہیں، دیواروں سے گفتگو کر سکتے ہیں شجر حجر سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشفُ المحجوب میں فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں اپنے اُستاد خواجہ ابو القاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کیلئے مسجد میں گیا۔ جب مسجد کے دروازے پر پہنچا تو میں نے سُنا مسجد کے اندر دو آدمی گفتگو کر رہے ہیں اور جب مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا میرے اُستاد صاحب اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسرا آدمی کوئی نہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حیران ہوا اور حیرت میں بیٹھ گیا۔ اُستاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ علی ہجویری تم بڑے پریشان بیٹھے ہو کیا بات ہے

عرض کی حضور جب مَیں مسجد کے دروازے پر آیا تھا تو دو آدمیوں کی گفتگو سن رہا تھا اَور جب مسجد میں داخل ہوا تو صِرف آپ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرا آدمی کوئی نہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد خواجہ ابُوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا علی ہجویری مَیں مسجد کے اِس ستون کے ساتھ گُفتگو کر رہا تھا ۔ اللہ والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں بے زبانوں سے گُفتگو کر لیتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کو لے کر دریا کی طوفانی لہروں کو عبور کر رہے ہیں ۔ جب دریا پار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے فوجی سپاہیوں کو کہا اپنے اپنے سامان کو دیکھو کسی کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں رہ گئی ۔ ایک مجاہد نے عرض کی حضور ! میرا ایک مٹی کا پیالہ رہ گیا ہے ۔ اُن کے مٹی کے پیالے بھی اِتنے قیمتی ہوتے تھے ۔ مٹی کے پیالے کی حفاظت کی جاتی تھی ۔ آج بنکوں کے بنک، خزانوں کے خزانے، لاکھوں کروڑوں روپے لوٹ لئے جاتے ہیں، کوئی سمجھانے اَور کوئی بچانے والا نہیں اَور وہاں مٹی کا ایک پیالہ ہے

وہ تجھے کِس منزل میں اَور تو کونسی منزل میں ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

جب سپاہی نے عرض کی حضور میرا ایک مٹی کا پیالہ دریا میں رہ گیا ہے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دریا کو خطاب کیا ۔ فرمایا مدینے والے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کا مٹی کا پیالہ رہ گیا ہے واپس لا ۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ کا کلام ختم نہیں ہوا تھا کہ پانی کی لہروں سے پیالہ بلند ہوا ۔

حقیقت میں یہ ہیں مُسلمان ۔ ہم تو مصنوعی مُسلمان ہیں، ہم تو نام کے مُسلمان

ہیں ۔ اصلی مسلمان کی نشانی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

فرماتے ہیں اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام ہو جائے تو زمین و آسمان پر تیری حکومت ہو۔

حضرت موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ فاتح افریقہ وہ صحراؤں کو عبور کر رہے تھے۔ کسی نے عرض کی حضور آپ ادھر نہ جائیں، ادھر درندے ہیں، سانپ ہیں۔ حضرت موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم تو ادھر ہی جائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں کو کہا چلو ادھر۔ جب آگے گئے تو دیکھا کہ شیر، اژدھے، چیتے، بھیڑیئے، بڑے بڑے خطرناک درندے انسان کو چیر پھاڑ دینے والی مخلوق۔ حضرت موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور پہاڑی پر چڑھ کر کہا۔ جنگل کے خونخوار درندو! جنگل کو خالی کر جاؤ مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آ گئے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ نے پہاڑی پر چڑھ کر یہ اعلان کیا تو سارا جنگل خالی ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے جنگل کے خونخوار درندے بھی کہنا مان رہے ہیں مگر ہمارا کہنا نہیں مانا جاتا۔ بچے کہنا نہیں مانتے، بیوی کہنا نہیں مانتی، ہمسائے کہنا نہیں مانتے، عزیز و اقربار اور دوست کہنا نہیں مانتے تو قصور اپنا سمجھیں۔ قصور ہم میں ہے۔ اگر سچے پکے مسلمان ہو جائیں تو بیوی بچے تو در کنار سورج، چاند اور ستارے بھی تیرے حکم کی تعمیل کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں کائنات کی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ قَالَ اللّٰهُ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ

سیّد الاولیاء حضرت داتا صاحب گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

محترم و معزز حاضرین و سامعین کرام قرآن حکیم فرقانِ عظیم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی اِس کا لفظی ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ یاد رکھو! دِلوں کو اطمینان ملتا ہے اللہ کے ذِکر سے۔

نبیوں، ولیوں کی دولتوں میں سے ایک عظیم الشّان دولت اطمینانِ قلب ہے۔ نبیوں، ولیوں کے پاس اَور کچھ ہو نہ ہو لیکن اطمینانِ قلب کا خزانہ ضرور ہوتا ہے۔ اطمینانِ قلب بہت بڑی دولت ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اِماموں کے اِمام ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوست حضرت اِبراہیم اِبنِ اَدھم رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کے امام ہیں حضرت ابراہیم اِبنِ ادھم رحمۃ اللہ علیہ جو شہر بلخ سے خانہ کعبہ تیس ۳۰ سال میں پہنچے اَور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر قدم باوضو اٹھایا ہے۔ حضرت ابراہیم اِبنِ ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دِل میں صِرف ایک مرتبہ خیال آیا کہ جس شان سے مَیں جا رہا ہوں اِس شان سے آج تک کوئی نہیں آیا۔ ہر قدم باوضو اَور تیس ۳۰ سال میں فاصلہ طے ہوا ہے۔ دِل میں صِرف خیال آیا۔ آپؒ جب خانہ کعبہ پہنچے تو دیکھا خانہ کعبہ موجود نہیں ہے۔ کعبہ کی موجودگی کی کا مسئلہ حل کر دوں۔ ایک ہے کعبے کی عمارت اَور ایک ہے کعبے کی نُورانیت۔ حضرت اِبراہیم اِبنِ اَدھم رحمۃ اللہ علیہ جب وہاں پہنچے تو کعبہ نظر نہیں آ رہا۔ یعنی کعبے کی نُورانیت، رُوحانیت محسوس نہیں ہو رہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پُکار اُٹھے۔ کعبہ کِدھر گیا تو آواز آئی۔ کعبہ رَابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے اِستقبال کے لئے

گیا ہے ۔ فرق سُن لو ۔ یہ مرد ہیں وُہ عورت ہیں ۔ اندازہ کریں ۔حضرت ابراہیم ابنِ اَدھم رحمۃ اللہ علیہ تیس سال میں باوضو کعبہ پہنچے تو کعبہ آگے رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے استقبال کیلئے گیا ہے ۔ خُدا ہی جانتا ہے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کس شان کی مالکہ ہیں ۔ حضرت ابراہیم ابنِ اَدھم رحمۃ اللہ علیہ اِبتدا میں ۔ بلخ کے بادشاہ ہیں ٗ صاحبِ تخت وتاج ہیں ۔ ایک شاندار ریاست کے مالک اَور اِس قدر نزاکت و لفاست پسند تھے کہ جس وقت اُن کے سونے کیلئے بستر بچھتا تھا تو تقریباً دو ڈھائی من گلاب کے پھُولوں کی پتیوں کی سیج بچھائی جاتی تھی ۔ کیسا نرم اَور کیسا معطّر بستر ہوگا ۔ سالہا سال ہوچکے ہیں اَور بستر بچھانے کی جس کی ڈیوٹی ہے وُہ حبش لونڈی ہے ۔ پتھروں پر چل چل کر پاؤں کھُردرے ہوگئے ہیں ٗ ناک چپٹی ہے ٗ رنگ کالا ہے ٗ ان پڑھ ہے ۔ ایک دِن وُہ پھولوں کی سیج بچھا کر فارغ ہوئی ۔ اُس کے ذہن میں بات آئی کہ بادشاہ کے آنے میں ابھی کچھ وقت باقی ہے ۔ اِس سے فائدہ اُٹھاؤ ۔ اِس بستر پر لیٹ کر دیکھیں ٗ اِس میں سُرور کتنا ہے ٗ لذّت کتنی ہے ۔ پتھروں کی سِلوں پر لیٹنے والی اَور ٹوٹی نوکیلی اینٹوں کا سرہانہ بنانے والی حبشن لونڈی ٗ جب بادشاہ کے پھولوں والے بستر پر لیٹی تو پھولوں کی خوشبو سے نشہ آگیا ۔ بے ہوش ہوکر سوگئی ۔ دُنیا ومافیہا سے بے خبر ۔ وقت گزرتا گیا ۔ بادشاہ آیا حبشن لونڈی کو اپنے شاہی بستر پر لیٹے ہوئے دیکھا ۔ غیض وغضب کا مجسم بن گیا ۔ اِس لونڈی کو یہ جرأت کیسے ہوئی ۔ اِس نے میرے بستر کی توہین کی ہے ۔ بادشاہ نے حبشن لونڈی کو آواز دی ۔ وُہ اِتنی گہری نیند میں تھی کہ آواز کا کوئی اثر نہ ہوا ۔ بادشاہ نے زور زور سے چابک مارنے شروع کردیئے ۔ حبشن لونڈی اُٹھی ۔ بادشاہ نے کہا تجھے شرم نہیں آئی اِس بستر پر قدم

رکھ کر تُو نے میرے بستر کی توہین کی ہے۔ میرے بستر کو تُو نے غلیظ کر دیا ہے۔ حبشن لونڈی مُسکرائی۔ بادشاہ نے کہا۔ اَب تُو میرا مذاق اُڑانا چاہتی ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تُو بادشاہ کے سامنے کھڑی ہے۔ لونڈی ہو کر تُو بادشاہ کی عزت ملحوظ نہیں رکھتی۔ تم ہنستی ہو۔ اُس حبشن لونڈی نے کہا۔ بادشاہ مَیں تیرا مذاق اُڑانا نہیں چاہتی۔ مَیں تو یہ سوچنے پر مجبور ہو چکی ہوں کہ مَیں چند لمحے اِس بستر پر لیٹی ہوں، میری سزا یہ ہے تو جو زندگی بھر سویا رہا ہے اُس کی سزا کیا ہوگی؟

حبشن لونڈی کا یہ فقرہ دُنیا بھر کے مُفکّرین اَور دُنیا بھر کے ریسرچروں کی کتابوں کی بڑی بڑی لائبریریوں پر غالب ہے۔ کالجوں کے تمام پروفیسرز یونیورسٹیوں کے تمام پروفیسرز اَور تمام عملہ ایک طرف۔ حبشن لونڈی کا یہ فقرہ اُنکی تمام ریسرچ پر غالب ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نشاندہی کی کہ یہ فقرہ کس یونیورسٹی سے مِلا ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

دِل سے جو بات نِکلتی ہے اَثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اُس حبشن لونڈی کے دِل سے ایسا فِقرہ نِکلا کہ بادشاہ مغلُوب ہوگیا اَور پتھروں کی سِلوں پر لیٹنے والی فاتح ہوگئی۔ حبشن لونڈی کے فِقرے نے بادشاہ کے دِل کو زخمی کر دیا۔ بادشاہ کو محلات سے نفرت ہوگئی، خزانوں سے بیزاری ہوگئی، محل کی فضا میں سانس لینا بادشاہ کو دشوار ہوگیا۔ وُہ فوراً محل سے باہر نِکلا اَور پتہ نہیں کہاں سے کہاں پہنچا حکومت اَور خزانوں سے بیزار۔ سالہا سال کے بعد ایک وزیر کی راہ چلتے نظر پڑی تو دریا کے کنارے اللّٰہ اللّٰہ کر رہے ہیں۔

گر تُو خواہی دَر دو عالم آبرُو
یادِ اُو کُن یادِ اُو کُن یادِ اُو

اگر تُو دُنیا و آخرت میں عزّت چاہتا ہے تو اللہ کا ذِکر کرتا رہ۔

حضرت اِمامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا دوست حضرت ابراہیم بن اَدھم رحمۃ اللہ علیہ پہلے تخت و تاج کا بادشاہ تھا' اَب ولایت کا بادشاہ ہے ۔

؎ دارا و سکندر سے یہ مردِ فقیر اَولیٰ
ہے جس کی فقیری میں بوئے اَسدُ اللہّٰی

وُہ تخت پر پریشان ہوتے تھے اَور یہاں مُصلّے پر بیٹھ کر اللہ کا ذِکر کرتے ہیں تو اِطمینان و سکُون کے خزانے مِلتے ہیں اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ۔ اللہ کے ذِکر سے دِلوں کو اطمینان مِلتا ہے ۔

حضرت ابراہیم بن اَدھم رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے پر بیٹھ کر اپنی پھٹی ہوئی قمیض سوئی سے سی رہے ہیں اَور اللہ کا ذِکر کر رہے ہیں ۔ چہرے پر اطمینان و سکُون ہے ۔ قریب سے وزیر کا گزر ہوا' پہچان لیا ۔ وزیر نے کہا ۔ بادشاہ صاحب آپ نے تخت و تاج چھوڑ کر کتنی بڑی غلطی کی ہے ۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے' محل تھے' خزانے تھے' رونقیں تھیں اَور اَب آپ اکیلے ہیں' اپنے کپڑے خود سی رہے ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تخت و تاج چھوڑ کر بہت بڑی بے وقُوفی کی ہے ۔ جب وزیر نے یہ طعنہ دیا تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جس سوئی سے قمیض سی رہے تھے وُہ لوہے کی زنگ آلودہ سوئی دریا میں پھینک دی ۔ وزیر نے کہا یہ آپ نے دوسری بے وقُوفی کی ہے ۔ پہلے آپ پھٹی ہوئی قمیض سی لیتے تھے اَب سینے کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ جب وزیر نے دوسرا طعنہ دیا تو حضرت ابراہیم بن اَدھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نظر

اُٹھائی اَور وزیر کو کچھ نہیں کہا۔ یہ اللہ والے وزیروں سے بولتے بھی نہیں۔
حضرت اِبراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر کے بجائے دریا کی طرف رُخ کرکے کہا۔ مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔ ہزاروں کی تعداد میں مچھلیوں نے اپنا مُنہ پانی کی سطح سے باہر نکالا اَور ہر ایک مچھلی کے مُنہ میں سونے کی سوئی ہے۔ وزیر تصویر حیرت بن گیا۔ پانی میں مچھلیوں کے مُنہ میں سونے کی سوئیاں دیکھ کر وزیر کے مُنہ میں پانی آگیا۔ وزیر سمجھا عیش ہوگئی۔ ساری سوئیاں اکٹھی کرلی جائیں تو کئی من سونا بنتا ہے۔ حضرت ابراہیم ابنِ اَدھم رحمۃ اللہ علیہ کو کیا ضرورت ہے' ساری ہمارے کھاتے میں ہی پڑیں گی۔ وزیر بڑا خوش ہوا۔ حضرت اِبراہیم ابن اَدھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مچھلیو! یہ سوئیاں ہماری نہیں' ہماری سوئی لاؤ۔

بے اَدب گستاخ قسم کے لوگ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اِختیار نہیں۔ بے وقوفو یہاں تو غلام کو اِختیار ہے اَور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے بغیر کوئی اَیسا مقام تو دکھائے ؏

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

جب حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مچھلیو یہ سوئیاں ہماری نہیں' ہماری سوئی لاؤ۔ وُہ ساری مچھلیاں شرمندہ ہوکر پانی کی تہہ میں چلی گئیں۔ وزیر بڑا پریشان ہوا' پاگل ہوگیا۔ آپ نے کتنی بڑی بے وقوفی کی ہے۔ اِتنا زیادہ سونا آیا ہوا واپس کردیا۔ ایک مچھلی باہر آئی اُس کے مُنہ میں وُہی زنگ آلود سوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہی سوئی میری ہے ہمیں دو۔ مچھلی کنارے کے قریب آئی۔ حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے مچھلی سے سوئی لی۔ سوئی لینے کے بعد وزیر سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا۔ وزیر صاحب ہماری بات پر بے وقوفی

کی گردان کرنے والے ۔ ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں ۔ جب ہم تخت پر بیٹھتے تھے، تاج پہنتے تھے ۔ ہمارے اشارے پر خزانوں کے منہ کھل جاتے تھے ۔ ہمارے درباری ہمارے سامنے تعریفیں کرتے تھے، بعد میں جا کر ہمارے نقائص تلاش کرتے تھے ۔ ہماری بیوی اور بچے بھی کہنا نہیں مانتے تھے ۔ بیوی بچوں پر بھی ہماری حکومت نہیں تھی اور جب سے تخت و تاج چھوڑ کر اللہ کا ذکر کرنا شروع کیا ہے دریاؤں کی مچھلیاں بھی کہنا مانتی ہیں ۔ فرمایا ۔ حکومت وہ اچھی ہے کہ یہ اچھی ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینانِ قلب کا خزانہ نصیب ہوتا ہے ــــ جنہیں اطمینانِ قلب کا خزانہ نصیب ہوا ہے اُن شہنشاہوں میں سے ایک شہنشاہ امام العارفین حجۃ الکاملین سیدنا مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جن کا عرس مقدس ۱۸، ۱۹، ۲۰ صفر کو لاہور میں منعقد ہوتا ہے ۔ تقریباً نو سو سال سے یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا ۔

چار سو ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی اور تقریباً چار سو پینسٹھ ہجری کے قریب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ۔ افغانستان کے شہر غزنی میں پیدا ہوئے اور لاہور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن غزنی شہر میں دو محلوں میں گزرا ۔ ایک ہجویر اور دوسرا جلاب ۔ ہجویر محلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ننھیال تھا اور جلاب محلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ددھیال تھا ۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ چھوٹے بچے ہیں ۔ کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ہجویر محلے میں اپنے ننھیال کے پاس چلے جاتے اور کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ جلاب محلے میں اپنے ددھیال کے پاس چلے آتے ۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن گزرا اور جوانی علمِ دین کی تحصیل میں

گزری ۔ ساری زندگی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ دین پڑھتے گزری ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالموں کے اِمام اور شہنشاہ تھے ۔ علمِ دین کی تحصیل کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مُرشد کامل کی تلاش میں نِکلے اور تلاش کرتے کرتے مُلک شام پہنچے ۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے چاہے کتنا بڑا ولی کیوں نہ ہو اُسے کسی نہ کسی پیر کی غُلامی اِختیار کرنی پڑتی ہے ۔

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہِ بغداد ولیوں کے بادشاہ ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابوسعید مخزُومی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ہیں ۔ سیّدنا مخدُوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے بزرگ ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ خواجگان خواجہ ابُوالفضل بن محمد حَسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے اللہ کے ولیوں کی بیعت لازمی اور ضرُوری ہے ۔ اِس لئے کہ بیعت کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تعلق قائم ہوجاتا ہے ۔ مرید کا ہاتھ پیر کے ہاتھ میں ۔ پیر کا ہاتھ اپنے پیر کے ہاتھ میں ۔ اُن کا ہاتھ بڑے پیر کے ہاتھ میں ۔ بڑے پیر کا ہاتھ درجہ بدرجہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ۔ رحمتٌ لِلعَالَمِین صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قائم ہوجاتا ہے ۔ اِس لئے کسی نہ کسی مردِ کامل کا 'پیرِ کامل کا مرید ضرور ہونا چاہیئے ۔ ہر ایرہ وغیرہ نتھو خیرہ کو پیر نہیں بنا لینا چاہیئے ۔ وُہ بڑا بدنصیب ہے جِسے بناوٹی پیر مِل جائے اور وُہ بڑا خوش نصیب ہے جِسے سچّا پیر مِل جائے ۔

سیّدنا مخدُوم علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ دمشق کی ایک غار میں بیتُ الجنّ میں اپنے پیر صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ معلوم ہوتا ہے اُس غار کے اِردگرد جنات کے ڈیرے اور بسیرے میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کا ڈیرہ تھا اور جِنّ ہر وقت دست بستہ کھڑے رہتے تھے ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں مَیں اپنے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا علی ہجویری!
عرض کی حضور لبیک۔ فرمایا ہم نے تمہاری لاہور میں ڈیوٹی لگائی ہے۔ تم نے
لاہور جاکر اسلام کی تبلیغ کرنی ہے۔
جس پیر کے مرید داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُس پیر کا عالم کیا ہوگا۔ حضرت
خواجہ خواجگان ابوالفضل بن محمد حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بیٹھے غاروں میں ہیں اَور نگاہ
لاہور پر پڑ رہی ہے۔ ہمارے گورنر لاہور میں ہوتے ہیں، اپنے آپ کی خبر نہیں
ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے حکومت ولیوں کی ہے۔ ایمان سے مَیں تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے پیر کا مشکور ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور بھیجا ہے۔ اگر
داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور نہ آتے تو پتہ نہیں کیا ہوتا۔ یہ مسجدیں، محراب و ممبر
اذانیں، نمازیں اَور تلاوتوں کا یہ جو نورانی منظر نظر آرہا ہے یہ ہم کروڑوں
کی وجہ سے نہیں ہے، یہ سب اُس مردِ درویش کی وجہ سے ہے۔ ہم تو داتا
صاحب رحمۃ اللہ کے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیامت تک شکر ادا نہیں کرسکتے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور ڈیوٹی لگا کر ہم جیسے کروڑوں جہنمیوں کو جنتی بنا دیا
ہے۔ فرمایا علی ہجویری! تمہیں لاہور جانا ہوگا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر رحمۃ اللہ علیہ
سے جُدا ہونا نہیں چاہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوشش کی کہ مَیں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے قدموں میں رہوں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی۔ حضور لاہور میں میرے پیر بھائی
حضرت میراں حُسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے قدموں میں
ہی رہنے دیں۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں تمہیں فوراً لاہور جانا ہوگا۔
داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے لئے تیار ہوئے۔ اُس وقت کوئی گاڑی نہیں۔ کوئی
ہوائی جہاز نہیں۔ سواری کا انتظام نہیں۔ پُرانے زمانے میں لوگ حج کرنے

جاتے تھے تو کم از کم ایک سال لگتا تھا زیادہ سے زیادہ دو دو تین تین سال لگ جاتے تھے۔ بڑی مشکل سے وہاں پہنچتے تھے۔ خیال آتا ہے جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دمشق سے لاہور آئے تو کئی سال لگے ہوں گے۔ مَیں نے کتابوں کا مُطالعہ کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن آگے کتابیں خاموش ہیں۔ کوئی پتہ نہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور کتنی دیر میں آئے، کِس طریقے سے آئے، کِس راستے سے آئے، تاریخ خاموش ہے کوئی نہیں بتاتا کہ داتا صاحب لاہور کیسے آئے اَور کِتنے عرصے میں آئے۔ تلاش کیا تو صرف داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہاں سے روانگی کا پتہ چلتا ہے۔ مَیں تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی کا مُطالعہ کرنے کے بعد اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قدم دمشق کی غار بیت الجنّ کے دروازے پر تھا اَور دوسرا قدم لاہور کے دریائے راوی پر تھا۔ فاصلے سمٹ گئے، زمینوں کی طنابوں کو کھینچ دیا گیا۔ اللہ کے ولی کے قدموں کے سامنے یہ فاصلے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپؒ تہجّد کا وضو کر کے حُجرے پاک میں گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک درویش مسواک لینے کیلئے حُجرے میں گیا تو حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حُجرے میں موجود نہیں۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔ درویش پریشان ہوگیا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وضو کر کے اندر آئے تھے، مصلّٰی بچھا ہوا ہے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود نہیں۔ بہرحال درویش پریشانی کے عالم میں باہر آیا مسواک کی، وضو کیا، دروازے پر نفل پڑھے اَور جب نماز کا وقت ہوا، دروازہ کھولا تو میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حُجرے میں موجود ہیں۔ درویش بڑا پریشان ہوا۔ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہِ ولایت سے دیکھا اَور فرمایا باباجی کیا بات ہے پریشان

کیوں ہو۔ درویش نے عرض کی حضور میں پہلے آیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ موجود نہیں تھے اور اب آپ رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر نہیں گئے تھے تو میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے۔ فرمایا بابا جی ہم ہر تہجّد کا وضو لاہور میں کرتے ہیں اور نوافل جاکر مسجد نبوی میں پڑھتے ہیں۔

یہ ہے ولیوں کی شان۔ ولیوں کے قدموں کے سامنے زمین سمٹ جاتی ہے میرا ایمان کہتا ہے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دمشق سے لاہور آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قدم دمشق کی غار پر تھا اور دوسرا قدم دریائے راوی کے کنارے پر تھا۔ اس شان سے لاہور کا ستارہ چمکا۔ وہ کتنا قیمتی وقت ہوگا جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور پہنچے تو شام کا وقت تھا، سردیوں کا موسم تھا۔ ابر آلود سماں تھا اور بوندا باندی کا امکان تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں اور لاہور کا دروازہ بند ہے۔ پہلے زمانے میں شہروں کے دروازے ہوتے تھے۔ لاہور شہر کا دروازہ گورنر کے حکم کے مطابق شام ہوتے ہی بند کر دیا جاتا تھا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ چوکیدار نے پوچھا کون؟

آج کوئی چپڑاسی ٹیلیفون کرے، اُدھر سپاہی سن رہا ہو۔ وہ پوچھے کون صاحب۔ چپڑاسی کہتا ہے میں چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں تو سپاہی کہتا ہے میں ڈی آئی جی بول رہا ہوں۔ چپڑاسی چیف سیکرٹری بن رہا ہے، سپاہی ڈی آئی جی بن رہا ہے۔ اپنے عہدے اُوپر لے جاتے ہیں آج ہم اپنے آپ کو بہت اونچا بیان کرتے ہیں۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ چوکیدار نے پوچھا کون تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہہ سکتے تھے میں غوثِ زماں ہوں، میں قطبِ دوراں ہوں، میں ولیوں کا

مُقتدا اور شہنشاہ ہوں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو بھی کہتے بجا تھا لیکن جب اس چوکیدار نے پورے جاہ و جلال سے پُوچھا دروازہ کون کھٹکھٹا رہا ہے تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت سادگی سے کہا۔ مَیں ایک مسافر ہوں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سمندر پیا ہوا ہے اور پتہ نہیں لگ رہا۔ ایمان سے جو مزا عاجزی و سادگی میں ہے وُہ فخر و غرور میں نہیں ہے۔ عاجزی سے عزت ملتی ہے' عاجزی سے کامیابی ملتی ہے' عاجزی سے معراج ملتی ہے۔ رب تعالےٰ عاجزی سے اتنا خوش ہوتا ہے۔ جب بندہ عاجزی کرتا ہے تو رَب تعالیٰ کی رحمتوں کی بارشیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ سب کو پتہ ہے غرور خانہ خراب کرتا ہے۔ غرور بیڑا غرق کرتا ہے۔ اِس کے با وجود جسے دیکھو فخر کرتا ہے' تکبّر کرتا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مَیں ایک مسافر ہوں دروازہ کھولو۔ چوکیدار سمجھا۔ کوئی مسافر ہے بے وقت آ گیا ہے۔ چوکیدار نے کہا گورنر کا حُکم ہے اَب یہ دروازہ صُبح کو کھُلے گا صُبح تک اِنتظار کرو۔

میرا ایمان کہتا ہے اگر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر مارتے دروازہ کھُل جاتا لیکن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں سادگی ہی سادگی ہے' عاجزی ہی عاجزی ہے۔ طبیعت میں نرمی ہی نرمی ہے جو دمشق سے ایک قدم میں لاہور آ سکتے ہیں کیا وُہ دروازے سے اندر نہیں آ سکتے۔ یہ بات ولیوں کے دُشمنوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ جب تک اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے با ادب غُلام نہ ہوں اور مَیں بھی اِس کی تفصیل بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ ہم میں طاقت ہی نہیں کہ علمی لحاظ سے ہم بیان کر سکیں' ہم بے علم ہیں لیکن مَیں ایک اشارہ کر دیتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں آسمانوں سے جس وقت تشریف لائیں گے تو جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارے پر آپ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ دائیں بائیں دو فرشتے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن پر ہاتھ رکھ کر مینارے پر آئیں گے۔ جب آسمانوں سے مینارے پر آئیں گے تو فرمائیں گے سیڑھی لاؤ۔

توجو آسمانوں سے مینارے تک آسکتا ہے کیا وہ نیچے نہیں آسکتا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو پہاڑوں کو چیر کر آرہے ہیں اُن کے لئے دروازہ کون سی مشکل بات ہے۔ چوکیدار نے کہا اَب صُبح تک اِنتظار کرو۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں موسم سازگار نہیں ہے، سردی ہے، ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں، بُوندا باندی کا امکان ہے اِس لئے دروازہ کھول دو۔ چوکیدار نے کہا اَب دروازہ نہیں کھل سکتا صُبح تک اِنتظار کرو۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی چوکیدار کو مجبور نہیں کیا۔ فرمایا لاہور کے چوکیدار اگر تمہیں دروازہ بند کرکے پہرہ دینا آتا ہے تو ہمیں مصلّٰی بچھا کر اللہ کا ذِکر کر کے رات گزارنی آتی ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور تبلیغ کرنے آئے ہیں تو مَیں نے تلاش کیا کوئی بِستر نظر نہیں آیا صِرف مصلّٰی نظر آیا ہے ہر ولی مصلّے سے مسلّح ہوتا ہے۔ ولی سجدے کرتے جاتے ہیں اللہ قبول کرتا جاتا ہے۔ مصلّٰی عبادت کی نشانی ہے اَور بِستر سونے کی نشانی ہے۔ یہ جو بِستر لے کر چلتے ہیں یہ گھر سے تبلیغ کیلئے نہیں نِکلتے سونے کیلئے نِکلتے ہیں۔ گھر میں بچّے شور مچاتے ہیں سونے نہیں دیتے، شور ہی شور ہے۔ بستر پکڑ لیتے ہیں اچھا ہم ذرا چھ مہینے سو آئیں۔ یہ تبلیغ کرنے نہیں سونے کی کسر نکالنے جاتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصلّٰی لے کر آئے ہیں۔ سونے نہیں جگانے آئے ہیں اَور کیسا لاہور کو جگایا ہے۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں تقریباً چالیس سال میرے سیاحت میں گزرے ہیں۔ کبھی کسی ملک میں، کبھی کسی شہر میں۔ کبھی کسی جگہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسے ایسے جنگلوں اور پہاڑوں سے گزرا ہوں جہاں کوئی چرند پرند بھی موجود نہیں۔ فرمایا اُس چالیس سال کے عرصہ میں مَیں نے کوئی نماز بغیر جماعت ادا نہیں کی۔ اب غور کریں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہیں جہاں کوئی چرند پرند نہیں وہاں جماعت ہو رہی ہے۔ میرا ایمان کہتا ہے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس مقام پر فائز تھے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کی نیت باندھتے تھے پیچھے رِجَالُ الْغَیْبِ آ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اِتنا عظیم مقام ہے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔

چوکیدار کو کیا خبر کہ دروازے پر کون کھڑا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساری رات نفل پڑھتے رہے۔ صبح کا وقت ہوا چوکیدار جو رات بھر پہرہ دیتا رہا، دروازہ کھول کر اب وہ سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دروازے سے اندر داخل ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں لکڑی کی کھڑاؤں تھیں چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ چوکیدار سمجھا کوئی منگتا معلوم ہوتا ہے، محتاج معلوم ہوتا ہے۔ جب اُس کی اُٹھتی ہوئی نظر اچانک داتا صاحب کے چہرے پر پڑی تو اَدباً کھڑا ہو گیا اور دل ہی دِل میں پکار اُٹھا۔ اے مردِ درویش مَیں نے اِس دروازے سے بڑے بڑے بادشاہوں، گورنروں، وزیروں اور بڑے بڑے نمائندوں کو گزرتے دیکھا ہے لیکن جیسا تیرا رُعب دیکھا ہے آج تک کسی کا نہ دیکھا ہے

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے دروازے سے داخل ہوئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ آگے

آبادی میں پہنچے دیکھا تو آگے جنازہ جا رہا ہے ۔ خلقِ خدا کا ہجوم ہے ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا یہ جنازہ کس کا ہے ۔ آواز آئی حضرت میراں حُسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سُن کر فوراً سمجھ گئے کہ میرے پیر بھائی ہیں جن کی ڈیوٹی پر مَیں یہاں آیا ہوں ۔ مَیں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رہنا چاہتا تھا ۔ میری نظر اِبتدار پر تھی لیکن میرے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر انتہا پر تھی ۔ میرے پیر صاحبؒ نے جو مجھے بھیجا ہے صحیح وقت پر بھیجا ہے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جنازے میں شامل ہوئے، جنازہ رکھ دیا گیا ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سادگی کے ساتھ صفوں میں کھڑے ہیں ۔ سوال پیدا ہوا جنازہ کون پڑھائے ۔ اُن میں ہر نمازی جنازہ پڑھانے والا ہے ۔ لیکن غوث کا جنازہ ہے کوئی آگے کھڑا نہیں ہوتا ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ صفوں کے درمیان میں تھے، سب کی نظر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑتی ہے ۔ سب نے عرض کی حضور آپ نمازِ جنازہ پڑھائیں ۔ میرا ایمان ہے کفن میں لپٹا ہوا شہنشاہ بھی کہہ رہا ہوگا تیرے ہوتے ہوئے جنازہ پڑھا بھی کون سکتا ہے ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر بھائی حضرت میراں حُسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی ۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے داتا صاحبؒ کو اُس وقت لاہور بھیجا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم تھا لاہور کی روحانی حکومت کا سلسلہ جاری رہے ۔ داتا صاحبؒ کی شان اِن بے اَدبوں گستاخوں سے مت پُوچھو داتا صاحبؒ کی شان پُوچھنی ہو تو ولیوں سے پُوچھو، غوثوں قطبوں سے پُوچھو ۔ ملفوظات کے اندر موجود ہے غوثِ اعظم شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کے بادشاہ ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ اظہار کیا ہے اگر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میری زندگی میں ہوتے تو مَیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کرتا ۔ اَب غور کریں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اور باقی

بزرگوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ اولاد بھی ہیں آپ رضی اللہ عنہ کے مریدوں کا سلسلہ جاری ہے' شاگردوں کا سلسلہ جاری ہے۔ مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے' مریدوں کا سلسلہ جاری ہے' شاگردوں کا سلسلہ جاری ہے۔ خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے' مریدوں کا سلسلہ جاری ہے' شاگردوں کا سلسلہ جاری ہے۔ حضرت بابا فریدالدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے' مریدوں کا سلسلہ جاری ہے' شاگردوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جتنے بزرگ ہیں سب کے سلسلے جاری ہیں لیکن ساری مُلکِ ولایت کی تاریخ میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام حاصل ہے۔ نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا سلسلہ ہے نہ شاگردوں کا کوئی سلسلہ ہے نہ آپ رضی اللہ عنہ کے مریدوں کا سلسلہ ہے اور رونقیں سب سے زیادہ ہیں۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نرالے ولی ہیں۔ ولایت میں بے مثال منصب پر فائز ہیں اور اپنے آپ کو چھپانے والے۔ نبیوں میں جس نے سب سے زیادہ اپنے آپ کو چھپایا ہے وہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ولیوں میں جس نے سب سے زیادہ اپنے آپ کو چھپایا ہے وہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مَیں تو یوں سمجھتا ہوں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بھی کشف المحجوب ہے' داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بھی کشف المحجوب ہے' داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی کشف المحجوب ہے۔ جس نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان دیکھنا ہو وہ کشف المحجوب پڑھے۔ معلوم ہوتا ہے جتنے ولی ہیں سب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اولاد ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک نشانی چھوڑی ہے کشف المحجوب۔ جس کی ہر لائن سپریم کورٹ ہے۔ سپریم کورٹ کے سامنے ججوں کی پیشانیاں جھک جاتی ہیں' کشف المحجوب کے

سامنے تمام بزرگوں کے فیصلے جھک جاتے ہیں۔

خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے کوئی مرشد نہیں ملا وہ کشف المحجوب پڑھے۔ کشف المحجوب مرشد کا کام دیتی ہے۔ لوگ ہمیں کہتے ہیں تم وہابیوں کو خواہ مخواہ بُرا کہتے ہو تم انہیں چھوڑتے ہی نہیں وہ بڑے اچھے ہیں، نیک ہیں۔ یہ جو کتاب میرے ہاتھ میں ہے میرے دوستوں نے مجھ تک پہنچائی ہے۔ یہ کتاب نئی نئی لاہور میں چھپی ہے۔ نبیوں، ولیوں کے بے ادبوں، گستاخوں نے اسے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے داتا کون ہے۔ میں اس کے ایک دو فقرے پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔ ذرا دلوں پہ ہاتھ رکھ کر سُنیں اور اگر یہ فقرے اس کتاب کے نہ ہوں تو واقعی ہم مجرم ہیں۔ کہتے ہیں:

"ویسے تو شرک پاکستان کے چپے چپے پر ہو رہا ہے مگر جس قدر وسیع پیمانے پر پنجاب کے دل لاہور میں شرک ہوتا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔" آگے لکھتے ہیں "علی ہجویری جنہیں لوگ داتا گنج بخش کہتے ہیں اُن کے مزار کی حیثیت وہی ہے جو خانہ کعبہ میں ہبل بُت کی تھی اور سب سے زیادہ شرک داتا صاحب کے مزار پر ہو رہا ہے"

اب مجھے بتائیں جو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بے ادبی کرے، نبیوں کی شان میں بے ادبی کرے وہ کسی لحاظ کا مستحق ہے۔ نہیں۔ تو میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں، یہ جو حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو ہبل کا بُت کہتے ہیں مجھے بتاؤ کہ یہ حلال زادے ہیں یا حرامزادے۔ حرامزادے۔ لعنت۔ لعنت۔ حکومت بھی چُپ کر کے لیٹی ہوئی ہے۔ یہ کتاب بین ہونی چاہیئے تھی۔ اگر ساری حکومت ہی

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دُشمن ہے تو محکمہ اوقاف سے داتا صاحب کا مزار علیحدہ کر دو غلام خود اِنتظام کرلیں گے ۔ مَیں خود لفظ لفظ بچ بچ کر بولنا چاہتا ہوں تاکہ حکومت یہ نہ سمجھے مولوی الٰہی بخش لڑانا ہی جانتا ہے ورنہ ایمان سے آج ایسی تلخ گفتگو ہوسکتی ہے کہ کئی ہزار غازی علم الدین بن جائیں ۔

مَیں صرف سمجھانے کی نیّت سے جواب دیتا ہوں ۔ اَب اِن بے ادبوں کو پڑھانا پڑے گا لیکن یہ ہم سے کب پڑھیں گے یہ تو سِکھ نیشنل کالج میں پڑھیں گے ۔ لوگ کہتے ہیں ۔ پتہ نہیں سِکھوں سے پٹھان ہیں کہ پٹھانوں سے سِکھ ہیں ۔ مَیں نے کہا فقرہ بدل لو ۔ پتہ نہیں بے ادبوں سے سِکھ ہیں کہ سِکھوں سے بے اَدب ہیں ۔ عجیب قوم ہے آدھا قرآن پڑھتے ہیں آدھے قرآن کا اِنکار کرتے ہیں ۔

کہتے ہیں داتا تو خُدا کو کہتے ہیں تم نے یہ چھوٹا داتا بنایا ہوا ہے مَیں اِن کو کہتا ہوں خُدا کے نام تو ہم نے پڑھے ہیں اُن ناموں میں خُدا کا نام داتا دکھا دو ہم تمہارے غلام ہو جائیں گے ۔ قرآن و حدیث میں کہیں خُدا کا نام داتا نہیں ہے ۔ داتا کا معنیٰ ہے دینے والا اَور دینے والے کئی ہوسکتے ہیں ۔ امیر غریبوں کو دیتے ہیں ' گھر والے فقیروں کو دیتے ہیں ' بڑے چھوٹوں کو دیتے ہیں ۔ مَیں پُوچھتا ہوں کیا یہ سب چھوٹے چھوٹے خُدا ہیں بے وقُوفو ! خدا داتا ہے وُہ خُود بخُود داتا ہے اُس کو کِسی نے بنایا نہیں لیکن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ داتا ہیں خُدا نے اِنہیں یہ شان عطا کی ہے ۔ خُدا کے حکم سے دیتے ہیں ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی خُدا سمجھ کر داتا کہے تو مُشرک ہے اَور خُدا کی عطا سمجھ کر داتا کہے تو مومن ہے ۔

اَب مَیں قُرآن کی روشنی میں اِن کی خبر لینا چاہتا ہوں اگر رُوح کو وجد نہ آئے تو مولوی الٰہی بخش کو موت کی سزا ۔

رُوح میں تازگی نہیں قلب میں روشنی نہیں
عشقِ نبی ﷺ اگر نہ ہو آدمی، آدمی نہیں

رَب تو اللہ کا نام ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ سب تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رَب ہے ۔ کیا معنیٰ ۔ اللہ رب ہے اور رَب اللہ ہے ۔ ایک آیت میں دو نام ہیں ۔ رَب اور اللہ ۔

سورۃ یُوسف میں حضرت یُوسف علیہ السلام فرماتے ہیں یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے میرے قید کے ساتھیو اَمَّآ اَحَدُکُمَا تم دونوں میں سے ایک فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا اپنے رَب کو شراب پلائے گا ۔

اَب مَیں اِن بے ادبوں پر چھوڑتا ہوں سورۃ یُوسف پڑھو ۔ مولوی الٰہی بخش کے گھر میں قرآن نازل نہیں ہوا تم بھی پڑھتے ہو ۔ قرآن کسی کی جاگیر نہیں ۔ بے وقوفو! قرآن و حدیث میں کہیں خدا کا نام داتا نہیں ۔ داتا تو مجازی معنیٰ ہے تم مجازی معنیٰ کو مقرّر کر لیتے ہو ۔ رَب تو اللہ کا نام ہے اور قرآن پاک کے اندر موجود ہے ۔ حضرت یُوسف علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ میرے قید کے ساتھیو تم دونوں میں سے ایک اپنے رَب کو شراب پلائے گا ۔ اس رَب کے معنیٰ بادشاہ ہے ۔ حضرت یُوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کو رَب کہا ہے ایک آیت میں تین مرتبہ رَب اِستعمال ہوا ہے اور تینوں بمعنی بادشاہ ہے ۔ حالانکہ رَب اللہ کیلئے استعمال ہوتا ہے اِس کے باوجود حضرت یُوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کو رَب کہا ہے اور صحیح ہے اِس لئے کہ نبی کی زبان ہے لگاؤ حضرت یُوسف علیہ السلام پر فتویٰ تا کہ تمہارا مکمل خانہ خراب ہو ۔ جو پیغمبر علیہ السلام پر فتویٰ دے گا وُہ مرتد ہو گا ۔ اگر مصر کا بادشاہ رَب ہو سکتا ہے تو کیا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

داتا نہیں ہوسکتے۔ رَب کا معنیٰ ہے پالنے والا۔ رَب کا معنیٰ پالنے والا اللہ پر حقیقی طور پر معنیٰ ہے، اَور رَب کا معنیٰ بادشاہ پر مجازی طور پر ہے۔ رَبِّ حقیقی اللہ ہے اَور بادشاہ رَبِّ مجازی۔ ماں باپ ربِّ مجازی۔ خاوند ربِّ مجازی۔ معلوم ہوا رب کے کم ازکم دو معنے ہیں۔ خُدا کو بھی رَب کہتے ہیں، بادشاہ کو بھی رَب کہتے ہیں اَور داتا کے تو کئی سو معنیٰ ہیں۔ اِن بدبختوں نے صِرف اللہ ہی سمجھا ہے۔ وہابیوں نے حضرت خواجہ مُعینُ الدّین چشتی اَجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا شعر بدل دیا ہے۔ مَیں اِن کو کہتا ہوں اگر طاقت تھی تو اپنا علیحدہ شعر بناتے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبرّک ہی آخر کھانا چاہتے ہو۔ اِنہوں نے شعر بنایا ہے ؎

گنج بخش فیضِ عالم ہے فقط ذاتِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل ہے مُحمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر کہنے والو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو رسُول ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیروں کے پیر ہیں۔ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ پیروں کے پیر ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیروں کے پیر ہیں مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیروں کے پیر ہیں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو نبیوں کے نبی ہیں برادرانِ مِلّت ہم داتا بمعنیٰ خُدا نہیں مانتے۔ ہمارا عقیدہ ہے حقیقی داتا اللہ ہے اَور یہ داتا ہیں اللہ سے لے کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کوئی نبی ولی کِسی کو کُچھ نہیں دے سکتا کُچھ نہیں کرسکتا۔ اُنکی خدمت میں اِلتماس ہے تم نے قرآن سمجھا ہی نہیں۔ قرآن پڑھنا اَور بات ہے قرآن کو سمجھنا اَور بات ہے۔ قرآن سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا جب تک اولیاء اللہ کا باادب غُلام نہ ہو۔ مکّۃ المکرّمہ میں معذور اَور مجبُور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غریب غُلام جو غُلامی کی زنجیروں میں جکڑے

ہوئے تھے اور غلامی کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکے وُہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکۃ المکرمہ میں دِن رات اللہ کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں۔ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا یا اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی ولی بھیج دے۔ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا۔ یا اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی مددگار بھیج دے

قرآن پاک کی اِس آیت سے معلوم ہوا ولی کہتے ہی اُسے ہیں جو مددگار ہو۔ ولی کہتے ہی اُسے ہیں جو مصیبت میں کام آئے اور پریشانی نزع میں ہوتی ہے۔ پریشانی قبر میں ہوگی، پریشانی حشر میں ہوگی۔ ولی صِرف یہیں مدد نہیں کرتا بلکہ اللہ کا ولی نزع کے وقت بھی مدد کرتا ہے۔ قبر میں بھی کرتا ہے اور حشر میں بھی کرے گا۔ عام حالات میں تو دوست بھی کام آجاتے ہیں لیکن ولی اللہ کے اُس دوست کو کہتے ہیں جو ہر پریشانی میں کام آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ میں دِن رات دُعا کر رہے ہیں یا اللہ ہمارے لئے کوئی ولی بھیج دے، کوئی مددگار بھیج دے۔ ایک دفعہ تو مَیں یہ پڑھ کر کچھ پریشان ہوا کہ سارے ولی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گردِ راہ ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں یا اللہ ہمارے لئے کوئی ولی بھیج دے، کوئی مددگار بھیج دے۔ لیکن جب غور کیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی اور اِطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ جیسے لوگ ہوتے ہیں ویسے ولی ہوتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس زمانے میں تھے اُس زمانے کے ولی بھی تو ویسے ہی تھے اور آج جیسے ہم ہیں ویسے ولی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کون ولی ہے، جب مَیں نے قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا تو نتیجہ یہ نِکلا۔ آٹھ سال مکّہ میں وُہ مجبور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دُعائیں کرتے رہے یا اللہ

کوئی ولی بھیج دے، مددگار بھیج دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی دُعائیں قبول ہوئیں اَور ولی کون آیا، مددگار کون آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے پھر مکّہ آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ولی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اَور نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اِس لئے یہ مسئلہ یاد رہے کہ ہر نبی پہلے ولی ہوتا ہے پھر نبی ہوتا ہے لیکن ہر ولی نبی نہیں ہوتا۔ ولایت سے لے کر نبوّت تک چونتیس ۳۴ درجے ہیں۔ اُن درجوں میں صدّیق بھی، شہید بھی ہیں، ولی بھی ہیں، متّقی بھی ہیں یہ سب نبی کی گزرگاہیں ہیں۔ یہ نبی کی پرائمری اسٹیج ہے۔ ہر نبی صدّیق ہوتا ہے، ہر نبی شہید ہوتا ہے۔ نبی شہید نہ بھی ہو شہادت اُس کے درجات میں شامل ہوتی ہے، ہر نبی متّقی ہوتا ہے، ہر نبی ولی ہوتا ہے۔ یہ نبیوں کی گزرگاہوں کے نام ہیں، ولایت سے لے کر نبوّت تک چونتیس درجے ہیں جو سارے کے سارے نبیوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہر نبی، نبی بھی ہوتا ہے اَور ولی بھی ہوتا ہے لیکن ہر ولی نبی نہیں ہوتا۔ ولی نبیوں کا غلام ہوتا ہے۔

مَیں عرض کر رہا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دُعائیں قبول ہوئیں اَور اُن کے لئے مددگار رَب تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ مَیں تو اِس نتیجے پر پہنچا ہوں مکّہ فتح ہوا ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دُعاؤں کے صدقے ہے۔ معلوم ہوا ولی کہتے ہی اُسے ہیں جو مدد کرے۔ جو کہتے ہیں نبی، ولی مدد نہیں کرتے، معلوم ہوا یہ قرآن کے منکر ہیں اَور دوسرا تیر چھوڑتے ہوئے کہتے ہیں نبی تو فوت ہو گئے، اَب مدد کیسے کرتے ہیں۔ مَیں سمجھانے کی نیّت سے عرض کرتا ہوں نبی زندہ بھی ہو تو نبی ہے فوت بھی ہو جائے تو نبی ہے۔ موت میں

اِتنی طاقت ہی نہیں کہ نبوّت اَور رسالت کے منصب کو چھین لے۔ ولی زندہ بھی ہو تو ولی ہے، ولی فوت بھی ہو جائے تو ولی ہے۔ سُلطانُ العارفین حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پُوچھا حضور ولی کِسے کہتے ہیں، ولی کی نشانی کیا ہے، پہچان کیا ہے تو حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا قیمتی نسخہ بیان فرمایا، بڑی عظیم نشانی بیان کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آسی غُلام انہاں دے باہُو

قبر جنہاں دی جیوے ہُو

حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک ولی وُہ ہے جِس کی قبر بھی زندہ ہو۔ بے ادب گُستاخ قِسم کے لوگ ولی کو زندہ نہیں مانتے۔ حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کی قبروں کو بھی زندہ مانتے ہیں تو جب نبیوں کے غُلاموں کی شان یہ ہے تو نبیوں کا مقام کیا ہو گا۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرق پُور شریف والی سرکار خاندانِ نقشبندیہ کے آفتاب و مہتاب آپ رحمۃ اللہ علیہ شرق پور شریف سے لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دینے آئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں سمیت لاہور آئے، چوک میں آئے تو مریدوں نے دیکھا کہ ایک نُورانی شخصیت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملی، سب نے زیارت کی۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کیا، معانقہ کیا۔ تھوڑی دیر گُفتگُو ہوئی اُس کے بعد وُہ نُورانی شخصیت تشریف لے گئی۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں سے کہا چلو واپس چلیں۔ مریدوں نے عرض کی حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قریب آگیا ہے اَور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واپس چلو

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابھی جس نورانی ہستی کی زیارت کی ہے یہی تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔ بے ادب کہتے ہیں مر گئے ختم ہو گئے ۔ قبروں میں کچھ نہیں خالی ہیں ۔ بیوقوفو ! قبروں میں کچھ ہے کہ نہیں ۔ مولوی الٰہی بخش سے مت پوچھو ، حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کو فرماتے ہیں یہی تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جس کی تم نے زیارت کی ہے بفضلہٖ تعالے ہمارا اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے نبی ولی اپنے اپنے مزاروں میں زندہ ہیں اور اپنے منصب پر فائز ہیں ۔ مزار اُن کیلئے تخت ہیں اور گنبد اُن کے تاج ہیں ۔ اللہ تعالے ہم سب کو نبیوں ولیوں کا سچا پکا اور با ادب غلام بنائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحٰبک یا حبیب اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ○ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيّٰتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ

مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ○ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْمُطْمَئِنِّيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰى فِيْ شَانِ حَبِيْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ

مزارات اولیاء اللہ پر حاضری

محترم و معزز حاضرینِ و سامعین کرام قرآن پاک کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے، اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ میں نے جن اور انسان کو پیدا نہیں کیا مگر اپنی عبادت کیلئے۔ اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالےٰ نے دو مخلوقوں کا ذکر کیا ہے۔ جن اور انسان۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کی لاکھوں مخلوقات ہیں۔ پرندے، حیوانات، شجر و حجر پہاڑ، معدنیات، ہوائیں، پانی، سورج، چاند ستارے، فرشتے یہ سب اللہ کی مخلوقات ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کسی اور مخلوق کا ذکر نہیں کیا صرف جن اور انسان کا ذکر کیا ہے فرمایا انکی تخلیق صرف اس لئے کی ہے کہ یہ میری عبادت کریں۔ اللہ تعالےٰ نے جن اور انسان کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا۔ جن اور انسان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے پہلے جنوں کا ذکر کیا ہے بعد میں انسانوں کا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنات انسان سے تخلیق میں پہلے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے جنات کی تخلیق موجود تھی اور جنات سے پہلے فرشتے ہیں۔ فرشتوں کے بعد جن ہیں اور ان سب سے آخر میں انسان ہیں لیکن انسان ترقی کرتے کرتے سب کو عبور کر گیا جن بھی پیچھے، فرشتے بھی پیچھے سفرشتوں

کو اللہ تعالےٰ نے نُور سے بنایا ہے، جنّات کو اللہ تعالےٰ نے آگ سے بنایا ہے
فرشتے صِرف نُور ہیں اور جنات صِرف آگ ہیں مگر اللہ تعالےٰ نے اِنسان کو کچھ
اِس شان سے بنایا ہے کہ اِس میں آگ بھی رکھ دی۔ اِس میں نُور بھی رکھ دیا۔
اِس میں مٹی بھی رکھ دی۔ پانی بھی رکھ دیا، ہوا بھی رکھ دی۔ اِنسان کو مرقع بنا دیا۔
یہ ٹھیک ہو جائے تو نُوریوں سے افضل ہے، انسان بگڑ جائے تو درندوں سے بدتر
ہے۔ جنات کی عُمر کئی کئی لاکھ سال، فرشتوں کی عُمر کئی کئی ارب سال اور اِنسان کی
عُمریں چھوٹی چھوٹی لیکن اُس تھوڑی سی عُمر میں ایسا کام کرتے ہیں کہ فرشتے اور جنّ سب
پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ساری کائنات، ساری مخلُوق جتنی بھی عرشی فرشی مخلُوق
ہے سب اللہ کا ذکر کرتی ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو
اپنے رَب کی حمد وثنا نہ کرتی ہو۔ شجر و حجر، آفتاب اور مہتاب، سیارے اور
ستارے، ریت کے ذرّے، پانی کے قطرے، درختوں کی ٹہنیاں، پتّے، پھل
گھاس کا ایک ایک تِنکا سب اللہ کا ذِکر کرتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ نے جنّ اور
اِنسان کا ذِکر کیا ہے۔ رَب تعالیٰ کو پتہ تھا اِنہی میں سرکش ہوں گے، یہی نافرمانیاں
کریں گے۔ معلُوم ہوتا ہے باقی تمام مخلوق بغیر کہے عبادت کر رہی ہے۔
جنّ اور اِنسان کو سمجھایا جائے یہ پھر بھی نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالےٰ نے کسی اور مخلُوق
کے لئے نبی نہیں بھیجا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش نبی اور رسُول صِرف اِنسانوں اور جنّات کی
ہدایت کے لئے آئے اور نبیوں کے بعد لاکھوں کی تعداد میں ولی آتے رہے اور
قیامت تک آتے رہیں گے صِرف اِنسانوں کی ہدایت کے لئے۔ معلُوم ہوتا ہے

اِنسان بڑا بے ہدایت ہے۔ ہدایت والے اِن کے پاس آرہے ہیں یہ پھر نہیں مانتے۔ نافرمانیاں پہ نافرمانیاں کرتے ہیں۔ کھاتے رحمان کا ہیں اور اُسی سے ٹکراتے ہیں۔ یہ رزق یہ ساری نعمتیں ہمیں رحمان دیتا ہے اور سارے کام ہم شیطان کے کرتے ہیں، اِتنی بڑی نافرمانی سے اِنسان بگڑ جائے، اِنسانیت کے دائرے سے نکل جائے تو پھر یہ خونخوار درندوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ خنزیر اور کُتّے سے زیادہ پلید ہو جاتا ہے اور اگر اِنسان سنبھل جائے تو فرشتوں سے زیادہ عظیم ہو جاتا ہے۔ رَب تعالےٰ کا فیصلہ ہے فرمایا مَیں نے اِنسان کو اشرفُ المخلُوقات بنایا ہے۔ سارے نبی اِنسانوں میں سے ہیں اور نبی سب سے افضل مخلُوق ہے۔ اگر اِنسان اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو جائے تو فرشتے بھی اِس کی زیارت کرنے کیلئے آتے ہیں۔

رَب تعالیٰ فرماتا ہے مَیں نے ہی پیدا کیا جنّات کو، مَیں نے ہی پیدا کیا اِنسان کو اور ان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ جنّات بھی ایک مخلُوق ہے۔ اپنے آپ کو بڑے سمجھنے والے کہتے ہیں جنّات کا کوئی وجود نہیں۔ سرسیّداحمد خاں اِسی کا قائل تھا۔ کِتنا بڑا اُسے پاکستان اور اِسلام کا ہمدرد سمجھا جاتا ہے لیکن جب اُسکی کتابوں کا مُطالعہ کیا ہے تو اِن ساری چیزوں کا اِنکار کرتا ہے۔ کہتا ہے کوئی جنّت دوزخ نہیں ہے، جو اچھے گھر میں رہتا ہے جنّت ہے، جو بُرے گھر میں رہتا ہے دوزخ ہے اور جو اچھا ہے وُہ فرشتہ ہے جو بُرا ہے وُہ جِنّ ہے۔ سرسیّد جنّات کے وجود کا قائل نہیں ہے۔ اِسی طرح یہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ، پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکیل، جج قسم کے لوگ کہتے ہیں جنّات کا کوئی وجُود نہیں

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنَ النَّار ۔ رب تعالیٰ نے پہلے جنوں کا ذکر کیا ہے۔ حضرت انسان کے نام کی کوئی سورت نہیں ہے لیکن سورت جن ہے ۔ بیوقوفو! سورۃ جن کی موجودگی میں جنات کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ جنات مخلوق ہے اور بڑی قدآور ہے۔ یہ شکر ہے ہمیں نظر نہیں آتی ورنہ ہمیں بیٹھنے کی جگہ نہ ملے۔ ہم بیٹھے ہوں تو وہ ہم سے بچ کر رہتے ہیں۔ جنات ہم سے ڈرتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں انسان جنوں سے ڈرتا ہے۔ انسان شیر سے ڈرتا ہے، انسان سانپ سے ڈرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب انسان سے ڈرتے ہیں بشرطیکہ تم پکے سچے مسلمان ہو۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؂

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام ہو جاؤ کوئی چیز تمہیں ڈرا نہیں سکتی۔ خوف زدہ نہیں کر سکتی سب پر تمہاری حکومت ہوگی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے جنات کی مخلوق کے لحاظ سے واقعہ بیان کیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار سجا ہوا ہے، جنات ہیں انسان ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مخلوقات ہے۔ اُدھر شہزادی بلقیس ملکہ سبا اپنی فوج، وزیروں، گورنروں سمیت ملک یمن سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو چکی ہے بلکہ بیت المقدس میں داخل ہو چکی ہے اور چند منٹوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہونے والی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے پورے بھرے دربار میں ارشاد فرماتے ہیں تم میں سے ہے کوئی جو شہزادی بلقیس کے آنے سے پہلے تخت حاضر کر دے۔ اگر کوئی بے ادب ہوتا تو کہتا حضرت جی ڈائریکٹ خدا سے کیوں نہیں مانگتے۔ معلوم

ہوتا ہے اُس وقت بے اَدب تھا ہی کوئی نہیں ۔ یہ چودھویں صدی کی جِنس ہے
اِن بے ادبوں کا عقیدہ ہم سے نہیں نبیوں سے بھی ٹکراتا ہے ۔ فرمایا تُم میں سے ہے
کوئی جو شہزادی بلقیس کے آنے سے پہلے تخت حاضر کردے ۔ اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ جِنّوں کے بادشاہ نے کہا جس پر سارے جِنّ
ناز کرتے تھے وُہ کھڑا ہوا جو لوگ جِنّوں کا اِنکار کرتے ہیں مَیں اُن سے پُوچھتا ہوں
حضرت سُلیمان علیہ السلام کے دربار میں یہ اُس وقت کون تھے' تمہاری باتیں غلط ہو
سکتی ہیں قرآن کی باتیں غلط نہیں ہو سکتیں ۔ وُہ تخت مُلکِ یمن میں ہزاروں میلوں
کے فاصلے پر چالیس مربع گز کا تخت جس کے پائے تیس تیس گز زمین میں
غرق ہیں سونے اور چاندی سے بنا ہوا ہے ۔ ہیرے اور جواہرات سے مزیّن ہے
ایک کمرے میں دوسرا کمرہ' دوسرے میں تیسرا' تیسرے میں چوتھا' چوتھے میں
پانچواں' پانچویں میں چھٹا اور چھٹے میں ساتواں کمرہ اور ہر کمرے کو تالا لگا ہوا
ہے اور دروازے پر مسلّح پہرہ لگا ہوا ہے ۔ اِتنا سخت حفاظتی اِنتظام ہے ۔
کئی ٹن وزنی تخت ہے ۔ ہزاروں میلوں سے اُس تخت کو لانا ہے ۔ اگر تخت آسکتا
ہے تو حضرت سُلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو کہا ہے ۔ اگر تخت آ ہی نہیں سکتا
تھا تو کہنے کا فائدہ کیا ۔ نبی کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی' کوئی فیصلہ غلط نہیں ہوتا ۔
پہلے نبی نے اپنی طاقت دیکھی اور دُنیا کو بتانا مقصود ہے میرے درباریوں کی
طاقت دیکھو اور پھر بتانا مقصود ہے جِنّ کی طاقت کتنی ہے اور خُدا کے بندے
کی طاقت کتنی ہے ۔ بڑی حکمتیں ہیں ۔

جِنّوں کے بادشاہ نے کہا اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ حضور مَیں اُس تخت کو لاتا ہوں حضرت

سُلیمان علیہ السلام نے فرمایا جِن صاحب صِرف لانا نہیں یہ بتاؤ وقت کِتنا لگے گا ہم زیادہ دیر اِنتظار نہیں کر سکتے وقت بتاؤ ۔جِن نے حضرت سُلیمان علیہ السلام کے سامنے عرض کی قَالَ عِفۡرِیۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِیۡکَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِكَ حضور میں آپ علیہ السلام کی عدالت برخاست ہونے سے پہلے تخت حاضر کردوں گا یعنی دو ڈھائی گھنٹے تک تخت یمن سے یہاں حاضر کردوں گا۔ فرمایا جِنّ صاحب بیٹھ جاؤ ۔ہمیں شہزادی بلقیس کے آنے کے بعد تخت نہیں چاہیئے اُس کے پہنچنے سے پہلے چاہیئے۔ نبی علیہ السلام کی نگاہ اِدھر دربار پر ہے اُدھر شہزادی بلقیس کی آمد پر ہے حضرت سُلیمان علیہ السلام نے تخت لانے کا چند دن پہلے نہیں کہا ۔شہزادی بلقیس کے حاضر ہونے کے چند منٹ پہلے کہا ہے ۔اَب سارے جِنّوں کو یقین ہو گیا تھا ہمارا جِن بادشاہ تخت نہیں لا سکا۔ اِتنی جلدی یہ کمزور اِنسان کیسے لا سکتے ہیں ۔حضرت سُلیمان علیہ السلام نے فرمایا اور کوئی ہے ۔جو شہزادی بلقیس کے تخت کو حاضر کر دے ۔ قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اُس شخص نے کہا جِس کے پاس کتاب کا عِلم تھا۔ یعنی زبور کا عِلم ۔ جب حضرت سُلیمان علیہ السلام نے کہا تُم میں سے ہے کوئی جو تخت کو حاضر کر دے تو وہ شخص پُکار اُٹھا ۔ وہ اللہ کا ولی پُکار اُٹھا۔حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا مردِ مومن حضرت سُلیمان علیہ السلام کا درباری حضرت آصف بن برخیا' حضرت سُلیمان علیہ السلام کی اُمّت کا ولی عُمر ستّر سال ہے' سفید داڑھی ہے' چہرہ زرد ہے' آنکھیں پُرنم ہیں' خوفِ خُدا کا غلبہ ہے' لرزتے ہوئے کھڑے ہوئے تمام جِنّوں کی نظر پڑی یہ بابا جی کیوں کھڑے ہوئے ہیں ۔ حضرت آصف بن برخیا حضرت سُلیمان علیہ السلام کے سامنے مؤدب کھڑے ہو کر سر جھکا کر عرض کرتے ہیں حضور میں اُس تخت کو لانے کی

کوشش کروں ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے علی الاعلان پوچھا ۔ آصف بن برخیا کتنی دیر لگاؤ گے تو حضرت آصف بن برخیا عرض کرتے ہیں قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ۔ آقا آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لاؤں گا ۔ کوئی اعتراض کر سکتا تھا کہ حضرت آصف بن برخیا کو تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے تک آنکھ کھولنے کی عادت تھی لیکن حضرت آصف بن برخیا نے اپنا ذکر نہیں کیا بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ آقا آپ علیہ السلام کے آنکھ جھپکنے سے پہلے ۔

غور کرو جب سلیمان علیہ السلام کے صحابی کی شان یہ ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان کیا ہوگی ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی کو زبور کا تھوڑا سا علم ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سارے قرآن کا علم ہے ۔ حضرت آصف بن برخیا بھی جسمانی لحاظ سے کمزور تھے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی جسمانی لحاظ سے کمزور تھے لیکن ایمانی لحاظ سے ساری اُمت پہ غالب ہیں ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت آصف بن برخیا وہاں پہنچ کر تخت لائے یا بیٹھے بیٹھے لائے ۔ اگر بیٹھے بیٹھے لائے ہیں رب تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے، اشارہ کیا تخت اپنے آپ آرہا ہے اور اگر جا کر لائے ہیں تو ایک لمحے میں تخت سمیت آنا جانا ہو گیا ۔ ایک آن میں وہاں بھی یہاں بھی حاضر ناظر ہیں ۔ حضرت آصف بن برخیا اُدھر یمن میں ہیں اِدھر بیت المقدس میں ہیں ۔ ایسی نظر ڈالی سارے تالے ٹوٹ گئے دروازے کھل گئے اور آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت حاضر ۔ اُدھر آواز آئی شہزادی بلقیس حاضر ہو رہی ہے ۔ اِدھر آواز آئی تخت حاضر ہو گیا ۔ جنوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ۔ اُس وقت سے جنوں کا غرور ٹوٹا ہے ۔ قرآن

مومن نے ثابت کردیا ہے اللہ کے فرمانبردار بندے اور نبی کے تابعدار اُمتی کی طاقت جناتی طاقت سے بہت زیادہ ہے۔ جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ڈرتے ہیں اور دوسرا قرآن نے اس راز کو فاش کیا ہے جس کے پاس زبور کا علم ہے اُس کی اتنی خداداد صلاحیت اور طاقت ہے کہ آنکھ کے جھپکنے میں ہزاروں میلوں کے فاصلے پر سے ہزاروں ٹن وزنی تخت آرہا ہے تو جس کے پاس قرآن کا علم ہے اُس کی طاقت کیا ہوگی۔

امام العارفین حجۃ الکاملین مخدوم علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ایک کچی مسجد بنائی۔ نبی۔ ولی جہاں جائیں وہاں مسجد بناتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجد بنائی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مسجد بنائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مدینہ شریف میں پہلی اقامت گاہ پر مسجد قبا شریف بنائی اور مدینے شہر میں آئے تو مسجد نبوی بنائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدوں کی بنیاد رکھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اولیاء اللہ جہاں جاتے ہیں پہلے مسجد بناتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور آئے سب سے پہلے مسجد بنائی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجمیر آئے سب سے پہلے مسجد بنائی۔ حضرت مجدد الف ثانی آئے سب سے پہلے مسجد بنائی۔ اللہ کے ولی اپنے لئے محل نہیں بناتے۔ عمارتیں اور بلڈنگیں نہیں بناتے لیکن ولی جہاں بھی جاتے ہیں خانہ خدا عبادت گاہ مسجد بناتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد بنائی۔ جب مسجد بن گئی نماز کا وقت آیا ایک باباجی اُٹھے عرض کی حضور اس مسجد کے قبلے کی سمت ٹھیک نہیں۔ قبلہ ٹیڑھا ہے۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی غصّہ نہیں کیا۔ فرمایا۔ بابا جی جتنا ٹیڑھا ہے بتا دو ہم سیدھا کر دیں گے۔ بابا جی بتانے کے لئے آگے بڑھے اور جب محراب کے قریب پہنچے تو بتائے بغیر واپس آ رہے ہیں۔ نمازیوں نے کہا۔ بابا جی آپ نے بتایا نہیں قبلہ کہاں سے ٹیڑھا ہے تو بابا جی کو اقرار کرنا پڑا۔ کہا قبلہ ٹھیک ہے مَیں ہی ٹیڑھا تھا۔ نمازیوں نے پُوچھا۔ اَب تجھے کیسے معلوم ہوا۔ بابا جی نے کہا جب مَیں محراب کے قریب پہنچا تو مَیں نے خود اِس مسجد کے محراب میں کعبہ دیکھا ہے۔

حضرت سُلیمان علیہ السلام کی اُمّت کا ولی نِگاہ ڈالے تو تختِ بلقیس چل کر آتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا ولی (داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نِگاہ ڈالیں تو خود کعبہ چل کر آتا ہے۔ اگر کوئی کہے مولوی جی کعبہ تو مکّہ میں ہے یہاں محراب میں کیسے آگیا تو سِیدھا سا جواب جیسے شہزادی بلقیس کا تخت آگیا جس کے پاس زبُور کا علم ہو وُہ شہزادی بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے میں لا سکتا ہے تو جس کے پاس قرآن کا عِلم ہو وُہ کعبہ کو کیوں نہیں لا سکتا۔ لا سکتا ہے۔ حضرتِ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تو قرآن کا عِلم ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نبیوں میں بلند ہے اِسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے ولیوں کا مقام پہلی اُمّت کے ولیوں سے بلند ہے۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکابرِینِ اَولیاء میں شامل ہیں۔ سُلطانُ الہند عطائے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم خواجہ مُعینُ الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر، آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف سے بغداد شریف آئے۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

کی زیارت ہوئی، ملاقات ہوئی۔ پھر بغداد سے لاہور آئے۔

حضرت خواجہ مُعین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور پہنچے اور لاہور سے گزر کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر شریف جانا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی پتہ نہیں لاہور میں کِس کِس کا مزار ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی اشتہار نہیں لگا ہوا، کوئی اِعلان نہیں ہو رہا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے پہچانا کہ یہ داتا صاحب علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ جب میں لاہور سے گزرنے لگا تو لاہور میں داخل ہوتے ہی مجھے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار سے نُور کے مینار بلند ہوتے ہوئے نظر آئے، نُور کی بارش ہو رہی تھی اور مَیں اُس نُور کی روشنی میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچا۔ حضرت مُعین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نگاہوں سے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نُورانیت کو دیکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے سے خلقِ خُدا نے اور زیادہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مانا۔ خلقِ خُدا کو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا تعارف حضرت خواجہ مُعین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کرایا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے۔ ایسا لُطف آیا، ایسا سرُور آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ چالیس دِن مسلسل داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھے رہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سَیّد ہجویر مخدومِ اُمم
مرقدِ او پیرِ سنجر را حَرم

یہ ہجویر کا سَیّد ہے اور ساری اُمتوں کا پیشوا ہے جِس کا مزار خواجہ

مُعینُ الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حرم بن گیا۔

بدنصیب لوگ ہمیں کہتے ہیں مزاروں پہ کیا رکھا ہے۔ مَیں اُن کو کہتا ہوں ہم سے نہ پُوچھو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھو۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مَیں نے چالیس دِن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقبہ کیا۔ نُور کی بارش ہو رہی تھی مَیں جھولیاں بھرتا رہا۔ خزانوں کو لُوٹتا رہا۔ حضرت مُعینُ الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں چالیس دِن کی حاضری کے بعد جب فیضیاب ہوکر جانے لگے تو فرماتے ہیں ؎

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نُورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

حضور رحمۃ اللہ علیہ آپ خزانے تقسیم کر رہے ہیں اور بڑے بڑے کاملوں کے رہنما ہیں۔ حضرت مُعینُ الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پُوچھا۔ حضور ولی کی نشانی کیا ہے تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میرے نزدیک ولی وُہ ہے جس میں دریا جیسی سخاوت ہو' دریا سے روز ہزاروں من پانی بہتا ہے اور اُس کی روانی میں فرق نہیں آتا۔ فرمایا ولی کے پاس دریا جیسی سخاوت ہو اور سورج جیسی شفقت ہو۔ جب سُورج طلُوع ہوتا ہے تو اُس کی کرنیں بادشاہ پر' فقیروں پر چھوٹوں پر' بڑوں پر سب پر یکساں پڑتی ہیں۔ سُورج یہ نہیں دیکھتا امیر کون ہے غریب کون ہے۔ سُورج کی شفقت سب کے لئے برابر ہوتی ہے۔

آگے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولی کی تیسری نشانی یہ ہے کہ اُس میں زمین جیسی عاجزی ہو۔ زمین پر خلقِ خُدا چلتی ہے۔ پاؤں سے زمین کو پامال کرتے

ہیں لیکن زمین کوئی شکوہ نہیں کرتی، سادگی کے ساتھ خاموش ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں جس کے پاس زمین جیسی عاجزی ہو، دریا جیسی سخاوت ہو اور سورج جیسی شفقت ہو۔ وہ اللہ کا ولی ہے۔

اب ہم خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تینوں نشانیاں کس ولی میں دیکھی ہیں تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح جواب دیتی ہے ؎

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ ایک شعر کہا اور اس شعر میں تینوں نشانیاں بیان فرما دیں۔ اب قیامت تک داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کتابیں لکھی جائیں وہ ساری کتابیں ایک طرف اور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ایک طرف۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر دریا جیسی سخاوت دیکھی ہے۔ بادشاہ مر جائے تو دسترخوان لپیٹ دیئے جاتے ہیں لیکن اللہ کا ولی زندہ بھی ہو تو سخاوت کے دریا جاری رہتے ہیں اور انتقال بھی کر جائے تو سخاوت کے دسترخوان بچھے رہتے ہیں خزانوں کی خیرات جاری رہتی ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دنیا کو فیض عطا کر رہے ہیں سورج کی شعاعیں امیروں، غریبوں پر یکساں پڑ رہی ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نورانیت کی کرنیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آنے والوں پر یکساں پڑ رہی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سب

کو فیض یاب کر رہے ہیں، کوئی محروم نہیں جاتا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ ایسی عظیم بارگاہ ہے۔ اگر کوئی ناقص آئے، پاپی سے پاپی، گنہگار سے گنہگار آجائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اُسے دھکے نہیں دیتے بلکہ اُسے سینے سے لگا لیتے ہیں ؎

ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناقصوں، گناہگاروں کے لئے پیرِ کامل بن جاتے ہیں اور اگر خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کامل آجائے تو رہنما بنا دیتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ادب سے جاؤ۔ جس نے جان بوجھ کر بھی بے ادبی کا مظاہرہ کیا پکڑا گیا پھر ہوش نہیں آیا۔ میں نے خود اپنی نگاہوں سے کئی بار یہ تماشہ دیکھا ہے۔

ایک صاحب اپنے مریدوں سمیت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جلوس لے کر آئے اور اندر آتے ہی ہوائی فائرنگ شروع کر دی یعنی اپنا رُعب داب دکھایا۔ میں نے اُسے پھر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ قدرتی داخلہ بند ہوگیا۔ ولیوں کے وصال کے بعد اُن کی کرامات کا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جاؤ تو خوب ہوش سے۔ جو ملتا ہے ادب سے ملتا ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ملفوظات عارفین کے اندر بیان فرماتے ہیں: ہمارے مرشدِ کامل خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ چالیس دن مراقبے کے بعد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے فیضیاب ہونے کے بعد جب جانے لگے تو جب تک اور جہاں تک خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

نظر آتا رہا' داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف پُشت تک نہیں کی۔ جس نے بھی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا ادب کیا خالی نہیں گیا۔ لوگ پُوچھتے ہیں خواجہ مُعین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تقریباً ۹۰ لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا تو شان خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ ہونی چاہیئے۔ مَیں اُنکی خدمت میں اِلتماس کرتا ہوں جس نے ۹۰ لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا ہے وُہ سائل ہے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔ تو جس کا سائل ۹۰ لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھاتا ہے جس کا وُہ منگتا ہے اُن کی شان کیا ہوگی۔ داتا صاحب کی بارگاہ میں ایک ایک آنے والا ایسا ہے جو کئی کئی لاکھ پر غالب ہے۔

برادرانِ مِلت برصغیر ہندو پاک میں جو سب سے بڑا عُرس ہوتا ہے وُہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس میں لوگ بڑے آتے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں اِس عُرس میں ولی بڑے آتے ہیں اور چُھپ چُھپا کر آتے ہیں۔ زمانے کے ابدال' قُطب اَور غوث آتے ہیں اَور حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ آپ سب کی خِدمت میں اِلتماس ہے۔ فائدہ اُٹھائیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس میں باادب طریقے سے حاضری دیں۔ کیا پتہ کسی ولیِ کامل کی نظر پڑ جائے' بیڑا پار ہو جائے اِس لئے کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس کے اِن دو دِنوں میں سب سے زیادہ لاہور کی سرزمین پر ولیوں کی بارش ہوتی ہے۔ مجدّد پاک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پُوچھا حضور لاہور کیسا شہر ہے تو حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ لاہور قُطبِ ارشاد ہے۔ لاہور شہر قُطب ہے۔ یہ مَیں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں خود پڑھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لاہور کو شہر مت سمجھو لاہور قُطب ہے اَور ہندو پاک کے تمام شہروں میں سب سے عظیم شہر لاہور ہے۔

شہر قطب ہے۔ قطب تو ولی ہوتے ہیں، قطب تو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں، قطب تو اللہ کے محبوب اور مقبول بندے ہوتے ہیں لیکن مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ لاہور قطب ارشاد ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے قدم لگے، لاہور شہر قطب ہو گیا، روحانیت کا مرکز۔

حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ پاک پٹن شریف والی سرکار، میں نے اُن کے واقعات میں پڑھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں سمیت پاک پٹن شریف سے لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لئے آتے ہیں تو جس وقت لاہور میں داخل ہوتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ لمبا اور گہرا سانس لینا شروع کر دیتے ہیں۔ مریدین عرض کرتے ہیں حضور لاہور میں آتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت بدل جاتی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑا لمبا اور گہرا سانس لیتے ہیں تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے لاہور کی فضاؤں میں جنّت کی خوشبو آتی ہے اور جب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بالکل قریب آتے ہیں تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ قدموں سے نہیں چلتے گھٹنوں کے بل چلتے ہیں۔ مریدین عرض کرتے ہیں حضور وہاں آپ لمبا اور گہرا سانس لیتے ہیں اور قریب آکر گھٹنوں کے بل چلنا شروع ہو گئے تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاک پٹن شریف والی سرکار پکار اُٹھے۔ فرمایا۔ آگے انوار کی بارش ہو رہی ہے کیا میں اُس پہ قدم رکھ کر چلوں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری سے دو باتیں ثابت ہو گئیں۔ جنّت کی خوشبو آ رہی ہے اور انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قبر کی دو ہی صورتیں ہیں حُفْرَۃٌ مِّنْ نِّیْرَانِ یا تو قبر جہنم

کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بنتی ہے اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ یا جنّت کے باغوں میں سے باغ بنتی ہے۔ کروڑوں قبریں ہوں لیکن ہر قبر دو صُورتوں سے خالی نہیں۔ ہر قبر دو میں سے ایک صُورت ہوتی ہے۔ جہاں کوئی مُشرک بے ایمان مردُود لیٹا ہوا ہے اُس کی قبر جہنّم کا گڑھا ہوتی ہے اور جہاں اللہ کا محبوب بندہ لیٹا ہو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار اُمتی لیٹا ہو اُس کی قبر جنّت کا باغ ہوتی ہے۔ ولیوں کی قبریں جنّت کے باغ ہیں' نبیوں کی قبریں جنّت کے باغ ہیں' شہیدوں کی قبریں جنّت کے باغ ہیں۔

بے وقوف لوگ ہمیں کہتے ہیں قبروں پہ کیا رکھا ہے' قبروں پہ نہیں جانا چاہیئے۔ مَیں کہتا ہوں بے وقُوفو! ہم ہر قبر پہ نہیں جاتے' ہم اُسی قبر پہ جاتے ہیں جو جنّت کا باغ ہو۔ مَیں چیلنج کرتا ہوں مجھے کوئی ایسا ولی دکھاؤ جو قبروں کی زیارت کا مُنکر ہو۔ پُوری مِلک ولایت میں کوئی ایسا ولی نہیں جو اَولیاء اللہ' اکابرین اور اَنبیاء علیہم السّلام کے مزاروں کی زیارت کا مُنکر ہو۔ مَیں تو یُوں سمجھتا ہوں اللہ کے محبُوبوں کی زیارت سے تو پتہ چلتا ہے یہ ولی ہے۔ مزاروں پر حاضری دینا یہ ولیوں کا عقیدہ ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اکثر ولیوں کے مزارات کی زیارت کرنے میں گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس شہر سے بھی گزرتے ہیں' جہاں بھی کسی ولی کا مزار نظر آتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں حاضری دیتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشفُ المحجوب میں خود فرماتے ہیں میرا گزر مُلکِ شام کے شہر دمشق سے ہوا وہاں حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کا مزار تھا' فرمایا مَیں نے بلالِ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ جنّت کی ٹھنڈی ہوائیں آرہی تھیں

طبیعت پُرسکون ہوگئی۔ فرمایا وہاں بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی، مجھے اُونگھ آئی تو بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دینے کے طفیل مجھے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگئی۔

بے اَدب کہتے ہیں مزاروں پر جانا شرک ہے اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولیوں کے مزاروں پر جانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ سرکارِ مدینہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باباجی کو گود میں اُٹھایا ہوا ہے۔ میں حیران ہوا کہ یہ کون باباجی ہیں جن کو حضور صلی اللہ نے گود میں اُٹھایا ہوا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں سوچ ہی رہا تھا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علی ہجویری! عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لبیک' فرمایا یہ تمہارے امام ابُو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ معلوم ہوا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دینے سے رسُولِ اَعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت ہوئی اَور اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت ہوئی اَور دونوں اعظم ہیں۔ وُہ رسُولوں میں اَعظم ہیں' وُہ اِماموں میں اعظم ہیں۔ اَب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشفُ المحجوب میں خود فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِمام اَعظم ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں کیوں اُٹھایا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِس کی حقیقت یہ ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِمام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا ہوتا اَور اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے قدموں سے چلتے تو کوئی ٹھوکر لگ جاتی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُنہیں اَپنی گود میں اُٹھایا ہوا ہے اَور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ٹھوکر لگ ہی نہیں سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اِمامُ الاَنبیاء ہیں۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو ٹھوکر لگے اور نہ اُن کو ٹھوکر لگے جنکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں اُٹھایا ہوا ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فِقہ کی صداقت کی دلیل پیش کی۔ فرمایا ہو سکتا ہے باقی سارے اِماموں کو مسائل کے اِستخراج میں کُچھ مشکلات پیش آئی ہوں لیکن چاروں اِماموں میں جس کے فیصلے، فتوے بالکل درست ہیں وہ اِمام اعظم ابُو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہر قسم کی ٹھوکر سے پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نَحْنُ عِیَالٌ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْفِقْہِ ہم فِقہ میں اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بال بچے ہیں۔ آئمہ فرماتے ہیں جہاں ہماری اِنتہا ہوتی ہے، اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وہاں اِبتدا ہوتی ہے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ کے مُقلد ہیں اور اپنی قسمت پہ ناز کرتے ہیں کہ مَیں اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مُقلد ہوں۔ اِمامِ ربّانی مُجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، قُربِ قیامت میں اِمام مہدی تشریف لائیں گے اور اِمام مہدی علیہ السلام کے اپنے جتنے مسائل اور فیصلے ہوں گے سب اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فِقہ کے مطابق ہوں گے حالانکہ اِمام مہدی خود مُجتہد ہیں۔ اِمام مہدی علیہ السلام اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مُقلد نہیں ہوں گے، اِمام مہدی علیہ السلام خود مُجتہد ہیں۔ لیکن اِمامِ ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِمام مہدی علیہ السلام کا عمل اُسی فِقہ کے مطابق ہے جو اِمام اعظم ابُو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فِقہ ہے۔ غور کریں جس کے غُلام مجدّد پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نِگاہ قیامت تک پڑھ رہی ہے محبُوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نِگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

مزارات پر حاضری دینا کشف المحجوب کے اندر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے واشگاف الفاظ میں ذِکر فرمایا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جب

بھی میں کسی پریشانی میں مُبتلا ہوتا ہوں، جب بھی میری منزل میں کوئی رکاوٹ آتی ہے تو میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتا ہوں رَب تعالیٰ میری پریشانی دُور فرما دیتا ہے۔ مزاروں پر حاضری دینا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ ہمارا بھی عقیدہ وُہی ہے جو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں ایسی پریشانی میں مُبتلا ہوا مجھے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تیس مرتبہ حاضری دینی پڑی۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ پریشانی دُور نہیں ہوئی۔ داتا صاحب اُسی پریشانی کی حالت میں جا رہے ہیں۔ اُس زمانے میں کُچھ میلوں کے فاصلے پر سرائیں ہوتی تھیں۔ موجودہ زمانے میں تو ہوٹل ہیں پُرانے زمانے میں سرائیں ہوتی تھیں وہاں مُسافر آرام کرنے کیلئے ٹھہرتے تھے اور اُن کے کھانے پینے کا اِنتظام اپنا ہوتا تھا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسافری کی حالت میں تھے، گرمیوں کا موسم تھا، دوپہر کا وقت تھا، داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سرائے دیکھی اور کچھ آرام کرنے کیلئے اُس سرائے میں گئے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں سرائے میں داخل ہوا تو کُچھ صوفی بیٹھے ہوئے تھے اور کھانا کھا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میری حالت یہ تھی کہ کپڑے گرد و غبار سے اَٹے ہوئے تھے۔ اُن صوفیوں نے میری طرف حقارت کی نظر سے دیکھا اور میرے لباس، میرے انداز کو دیکھ کر اُنہوں نے میرا مذاق اُڑایا۔ کہا یہ بھی صوفی آگیا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن صوفیوں سے کُچھ فاصلے پر بیٹھ گئے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ صُوفی آپس میں کہہ رہے تھے۔ یہ صُوفی ہم میں سے

نہیں ہے، یہ ولی نہیں ہے۔ اَولیاء اللہ کی کتابیں پڑھنے کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ بڑے بڑے ولیوں نے اپنے آپ کو بڑا چھپایا ہے۔ لیکن جس نے سب سے زیادہ اپنے آپ کو چھپایا ہے وُہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو چھپایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت کے پردوں میں اپنے آپ کو چھپایا ہے لیکن وُہ نبوّت کا سُورج کیسے چھپ سکتا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے سُورج ہیں، بڑا اپنے آپ کو چھپایا ہے۔ کوئی فخریہ گفتگو نہیں، کوئی غرور نہیں، کوئی تکبر نہیں۔ جب اُن صُوفیوں نے کہا یہ ہم میں سے نہیں۔ تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے کشف المحجوب میں یہ بات نِکل ہی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے مزے کی بات فرماتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اُن صُوفیوں نے صحیح کہا تھا مَیں اُن میں سے نہیں تھا۔ کیا معنیٰ! جیسے وُہ بناوٹی صُوفی تھے، داتا صاحب اُن میں سے نہیں تھے۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وُہ صُوفی بہترین کھانے کھا رہے تھے، اُن کے کھانوں کی خوشبو مجھے آ رہی تھی اَور میری طرف اُنہوں نے مذاقاً اُلی لگی روٹی کا ٹکڑا اچھینکا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَیں نے اُس اُلی لگے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کو اللہ کا رِزق اَور غنیمت سمجھ کر اُٹھایا اَور اُس ٹکڑے کو صاف کر کے اَور بِسمِ اللہ پڑھ کر کھا لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وُہ صُوفی خربوزے کھا رہے تھے اَور خربُوزوں کے چھلکے مجھے مار رہے تھے۔ اندازہ کریں جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں اللہ کے ولیوں کے ساتھ اِتنی گستاخیاں ہوتی تھیں تو یہ دَور تو ہے ہی گستاخوں کا۔ یہ دَور تو ہے ہی بے اَدبوں کا۔

میرا ایمان ہے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اشارہ کرتے تو اُن صوفیوں کا خانہ خراب ہوجاتا، ستیاناس ہوجاتا لیکن اَولیاءِ کرام کی عاجزی اَور انکساری میں راز ہی راز ہوتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا قیمتی اشارہ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب وُہ صوفی مجھے خربوزوں کے چھلکے مار رہے تھے تو مجھے بڑی کوفت ہوئی، میرا دِل زخمی ہو رہا تھا لیکن مَیں نے اُن صوفیوں کو کچھ نہیں کہا۔ سراپا صبر بن کر بیٹھا رہا۔ اَور جو میری منزل رُکی ہوئی تھی اُس کی وجہ سے وُہ میری منزل حل ہوگئی۔

مَیں تو اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر خربوزوں کے چھلکوں کی بارش ہوئی نفس اِتنا زخمی ہوا کہ جو منزل رُک چکی تھی وُہ منزل کُھل گئی۔ تو جب بازارِ طائف میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اَقدس پر پتھروں کی بارش ہوئی ہوگی مقامات کا اندازہ کون کر سکتا ہے، مقامات کُھل رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی راز ہوتا ہے۔ خواجہ نظامُ الدّین اَولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو کوئی پریشانی ہو، اُس پریشانی کو دُور کرنے کیلئے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پکا سچا غُلام بن کر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چالیس جُمعرات مسلسل حاضری دے، چالیس جُمعراتیں ختم نہیں ہوں گی اُس کی پریشانی دُور ہوجائے گی۔ حضرت مُلّا علی قارؒی جنہیں دیوبندی وہابی بھی مانتے ہیں۔ اُنکی کتاب مرقاۃ جو تمام دیوبندیوں وہابیوں کے مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ حضرت مُلّا علی قارؒی بڑے نقّاد قسم کے مُحدّثین میں سے ہیں۔ حدیث میں بڑی تحقیق کرتے ہیں۔ حضرت مُلّا علی قارؒی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لوگو! قَبرُ اِمامِ

مُوسیٰ کاظم مُجرّبٌ لِاِجابَۃِ الدُّعاءِ

امام مُوسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر دُعا کی مقبولیت کیلئے تجربہ شُدہ ہے۔ حضرت مُلاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام مُوسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر جاکر جو دُعا مانگیں اللہ تعالےٰ اُس دُعا کو قبول کرتا ہے۔ امام مُوسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، امام باقر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، امام زینُ العابدین رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے ہیں۔

جب امام مُوسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے مزار کی شان یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پر دُعا مانگیں اللہ تعالےٰ اُس دُعا کو قبول کرتا ہے تو رسُولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی شان کیا ہوگی۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ سب حضرات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبیوں، ولیوں کا باادب غلام بنائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ اللّٰہُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

مجدّدِ دوراں حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

محترم و معزز حاضرین و سامعینِ کرام قرآنِ پاک کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا
"اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ صرف علماء ہیں"۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے علماء کے متعلق ذکر فرمایا۔ حدیث پاک کے اندر خزانے موجود ہیں۔ علم کا مقام باقی تمام دولتوں میں سب سے بلند ہے۔ علم ایک بہت بڑی دولت ہے۔ علم سب سے بڑی نعمت ہے اور علم خوفِ خدا کا نام ہے۔ خوفِ خدا ہی علم کی جان ہے۔ معلوم ہوتا ہے رب تعالیٰ کے نزدیک علماء کی پہچان یہ ہے کہ جن کے پاس خوفِ خدا ہے وہ مت دیکھے کہ حالات کدھر جا رہے ہیں وہ یہ دیکھے کہ خدا کا حکم کدھر جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علمائے دین کو علمائے اسلام کو فرمایا ان کے دلوں میں علم دین سے خوفِ خدا آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے خوفِ خدا کا نام ہی علمِ دین ہے۔ جس کے پاس خوفِ خدا نہیں وہ عالم نہیں جاہل ہے یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ عالم وہی ہوگا جو خدا سے ڈرتا ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ "تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔"
معلوم ہوا عالم وہ نہیں جو کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ عالم وہ ہے جس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَلْعُلَمَاءُ

وَارِثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ علماء نبیوں کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ کتنا خوش نصیب ہوگا جو نبیوں کا وارث ہوگا۔ میرا ایمان ہے جو بھی کسی عالمِ دین کا بے ادب ہوگا وہ ایک دن اللہ کا بھی منکر ہوجائے گا، شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی منکر ہوجائیگا اور اسلام کا بھی منکر ہوجائیگا اور جس کے پاس علماء کی محبت ہے سمجھ لو اُس کے پاس خوفِ خدا بھی ہے، عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور اسلام کی عظمت کا جھنڈا بھی ہے علماء کو بھی چاہیئے کہ اپنا کردار اتنا صاف رکھیں، اتنا پاک رکھیں کہ اُن کے کردار پر کسی کو نقص نظر نہ آئے اِس لئے کہ علماء نبیوں کے وارث ہوتے ہیں اور نبوّت کا منصب بڑا صاف بڑا پاک بڑا مقدّس منصب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر پروفیسر ڈاکٹر میں کوئی عیب ہو تو کسی کو نظر نہیں آتا۔ پروفیسر زانی ہو، پروفیسر شرابی ہو، ڈاکٹر، وکیل بدمعاش ہو، عیاش ہو۔ کوئی کچھ نہیں کہتا لیکن عالم پہ ذرا سی بھی گرد آجائے تو سارے نمازی خلاف ہو جائیں گے اِس لئے کہ یہ منصب اِتنا اُونچا ہے۔ یہ منبر اور مصلّٰہ نبی کی وراثت ہے۔ تخت اور تاج بادشاہوں کی وراثت ہے اور مصلّٰہ اور منبر نبیوں کی وراثت ہے۔ اِس کا کردار بڑا پاک اور صاف ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے علمِ دین اور علمائے دین کی وجہ سے اسلام کی رونقیں قیامت تک جاری وساری رہیں گی۔ براہِ کرم یہ بات بھی یاد رہے علماء بھی حقیقت میں وہی ہیں جو صحیح العقیدہ ہوں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے با ادب غلام ہوں۔ بے ادب علماء پر تو انسانیت کا اطلاق ہی نہیں ہوتا بلکہ بے ادب علماء کو تو قرآن نے مَثَلِ الْحِمَارِ کہا یہ گدھوں کی طرح ہیں یَحْمِلُ اَسْفَارًا جن پر کتابوں کا بوجھ لادا جاتا ہے۔ عالم ہے ہی وہ جو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا با ادب غلام ہو جس کے دِل میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہو جس سے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی روشنی ملتی ہو۔ جس کی باتوں کو سن کر عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو جس کی باتوں کو سن کر دیدارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پیدا ہو، جس کی باتوں کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر مر مٹنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب ہیں عالم ہونا تو درکنار قرآن نے انہیں حیوان کہا ہے۔ وُہ انسان نہیں گدھے ہیں۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے:

اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ اَشْرَارُ الْعُلَمَآءِ وَ اِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ اَخْیَارُ الْعُلَمَآءِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بروں میں سب سے بُرا شریر عالم ہے اور اچھوں میں سب سے اچھے عالم ہیں۔

معلوم ہوتا ہے عالم بگڑے تو سارے ریکارڈ توڑ دیتا ہے۔ نبیوں ولیوں کی عظمت کے منکر۔ یہ جتنے بہتّر فرقے بنے ہیں یہ سب کسی نہ کسی بے ایمان عالم کے بگڑنے سے بنے ہیں۔ اِن کا بانی کوئی نہ کوئی عالم ہوگا۔ ہر نبی عالم ہوا ہے اور شیطان بھی عالم ہے۔ جو با ادب علمارِ حق ہیں وُہ نبیوں کے وارث ہیں اور جو بے ادب ہیں وُہ شیطان کے جانشین ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا لیکن جو کام پہلی اُمتوں میں نبی کرتے تھے میری اُمت میں وہی کام علمارِ حق کریں گے۔ "عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ" فرمایا میری اُمت کے علمار بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ یعنی نبی نہیں ہیں لیکن تبلیغ اِس طرح کریں گے جس طرح اللہ کے نبی کرتے ہیں۔ اِسی طرح مجدد کی شان حدیث میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِنَّ اللہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا

اللہ تعالیٰ بھیجے گا اِس اُمّت کے لئے ہر صدی کی ابتدا میں ایک ایسی علمی اور روحانی شخصیت کو اِسلام کا مبلغ بنا کر جو دین کی ترویج کرتا ہے۔ سو ۱۰۰ سال کے عرصے میں اِسلام پر جو بے دینوں نے گرد و غبار ڈال دیا ہو وُہ مجدّدِ وقت آئے گا اور سو ۱۰۰ سال کی گرد و غبار کو صاف کر دے گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجدّدِین کا سِلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ عُلمائے کرام، محدّثین اور شارحین فرماتے ہیں ہر صدی میں ایک مجدّد آتا ہے۔ کبھی کبھی دو ۲ بھی آجاتے ہیں۔ کبھی کبھی تین بھی آجاتے ہیں یعنی مُختلف مُلکوں اور مُختلف علاقوں میں۔ مُحدّثین اور شارحینِ کرام فرماتے ہیں مجدد کی نشانی یہ ہے کہ مجدّد دو صدیاں پاتا ہے۔ مجدد ایک صدی میں پیدا ہوتا ہے۔ اُسی صدی میں اُس کا بچپن گزرتا ہے، جوانی گزرتی ہے اور عِلم کی تحقیق کرتا ہے۔ پھر اِسلام کا جھنڈا بلند کرنے کیلئے تبلیغ کرتا ہے اور جب دوسری صدی آتی ہے تو اُس کا نام پوری دُنیا میں پہنچ گیا ہوتا ہے۔ مجدّد دو صدیاں پاتا ہے۔ ایک صدی میں پیدائش اور آنے والی دوسری صدی میں وصال۔ جو ایک صدی میں پیدا ہو اور اسی صدی میں وصال ہو جائے وُہ مجدّد نہیں ہوتا۔ عالم ہو سکتا ہے ولی ہو سکتا ہے لیکن مجدّد نہیں ہو سکتا۔

اِمام اہلسنّت اِمام احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو جس لحاظ سے بھی دیکھو گے مجدّدیت کا تاج آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر نُور کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا۔ اِمام احمد رضا خاں صاحب تاجدارِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے دو صدیاں پائیں۔ ۱۲۷۲ ہجری تیرہویں صدی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور ۱۳۴۰ ہجری ۱۴ اِویں صدی میں آپ رضی اللہ عنہ کا اِنتقال ہوا۔ یعنی اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھائیس سال تیرہویں صدی کے

حاصل کئے اور چالیس سال چودہویں صدی کے حاصل کئے۔ دونوں صدیاں پائیں ۔ اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ تاجدار بریلی چودہ سال کی عُمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فتوے کی مسند پر بیٹھے اور جس دِن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قلم لے کر پہلا فتویٰ لِکھا اُس دِن آپ رحمۃ اللہ علیہ بالغ ہوئے ۔ تیرہویں صدی کے آخر تک مُفتیِ اعظم بن کر ساری دُنیا میں اُنکی شہرت ہوئی اور جب چودھویں صدی آئی تو اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں۔ اَب صدی بدلی ہے ہمیں بھی اپنا نام بدلنا پڑے گا۔ تو تیرہویں صدی میں بحیثیت مُفتیِ اعظم تھے اور چودھویں صدی میں مجدّد کامل تھے ۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حج کرنے کیلئے گئے تو کوئی اِعلان نہیں، کسی کو خبر نہیں کی جارہی کہ عُلمار کا شہنشاہ آرہا ہے، عُلمار کا بادشاہ آرہا ہے لیکن جس وقت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ چودہویں صدی کا مجدّد مکّۃُ المکرّمہ اور مدینہ منورہ میں پہنچا تو بغیر کسی تعارف کے عُلمائے کاملین، محدِّثین مُفسّرین لاکھوں کے مجمع نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کو دیکھ کر پہچان لیا اور پکار اُٹھے وقت کا مجدّد آرہا ہے ۔ عُلمائے کرام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کررہے ہیں اور عرض کرتے ہیں حضور ہم نے آپکی پیشانی پر اللہ کا نور چمکتے ہوئے دیکھا ہے ۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس آنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سواری پر سوار ہوکر آرہے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کے ساتھ ساتھ مُحدّثین، مُفسّرین اور عُلمار دوڑتے ہوئے آرہے ہیں اور اپنی اپنی سندیں پیش کررہے ہیں۔ عرض کرتے ہیں حضور ہماری سند پر مہر لگائیں ۔ یہ ہے مجدّد کی نشانی جسے دُنیا کے عُلمار تسلیم کریں کہ یہ ہمارا شہنشاہ ہے ۔ اِمام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی صدی کے سارے عُلمار کے بادشاہ تھے ۔ اپنی صدی کے سارے ولیوں کے شہنشاہ تھے اور اس کی

دلیل یہ ہے :

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور والی سرکار جن کی نظر کسی گنہگار پر پڑ جائے تو ولی کامل بن جائے ۔ جن کی نظر کسی بے نمازی پر پڑ جائے تو تہجد گزار بنتا ہے ۔ جن کی نظر کسی داڑھی مونڈے پر پڑ جائے تو جب دوسرے جمعہ آئے تو اس کے چہرے پہ داڑھی آ جائے ۔ حضور میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل فرماتے ہیں "مجھے ایک رات خواب میں غوث پاک شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی ۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے فوراً عرض کی حضور اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نائب کون ہے ؟" معلوم ہوا حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے اگرچہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو فوت ہوئے سات آٹھ سو سال گزر چکے ہیں لیکن انکی غوثیت کے جھنڈے لہرا رہے ہیں اور قیامت تک لہراتے رہیں گے ۔ ولی مرتا نہیں، ولی کی ولایت قیامت تک جاری رہتی ہے اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس سوال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر صدی میں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نائب ہوں گے اور جو بھی غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نائب ہوگا وہ ولیوں کا مقتدا ہوگا ۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی حضور اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نائب کون ہیں ؟ تو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بریلی کے احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلی تشریف لے گئے ۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف پہنچے تو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسے خواب میں مجھے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا جب میں نے نائب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی جیسا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا میں نے ویسا ہی پایا ۔ یہ گواہی میاں شیر محمد صاحب کی ہے ۔ امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ غوث الورا ، مجدد اسلام ہیں اور مجدد وہ

ہوتا ہے جس کے پاس عِلم کا خزانہ بھی موجود ہو' عُلمار میں سب سے اُونچا ہو
اَور عمل میں بھی سب سے اُونچا ہو۔ یہ مجدّد کی نشانیاں ہیں۔ ہند و پاک کی تاریخ
میں انگریزوں کی آمد پر اسلام' ایمان اَور عظمتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے ہو رہے تھے
انگریز ایسے ایسے عُلمار پیدا کر رہا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے اَدبیاں
گستاخیاں کریں۔ عَلمار سو ر منبروں پر بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے اَدبیاں
گستاخیاں کرتے۔ انگریز خوش ہوتا اَور اُنہیں خزانے دیتا ۔شمسُ العُلمار کے
خطاب دیتا اَور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانیں بیان کرتے اُن کو پھانسیوں پر لٹکا دیا جاتا۔
دہلی کے چاندنی چوک میں سینکڑوں عَلمار کو پھانسیوں پر لٹکا دیا گیا۔ کئی کئی دِن ہفتے
اُن کی لاشیں چاندنی چوک میں لٹکتی رہیں۔ ہر گزرنے والا اُن لاشوں کو دیکھ رہا تھا
اَور بعض عَلمار کو کالے پانی کی سزا دی گئی۔ مولانا فضلُ الحق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ جو اہلسنّت
کے اِمام تھے اُنہیں کالے پانی کی سزا دی گئی۔ مَیں تاریخ کا طالب عِلم ہونے کی حیثیت
سے عرض کرتا ہوں تلاش کرو "شمسُ العُلمار" کس جماعت سے تھے اَور جن کی
لاشیں لٹک رہی تھیں اَور کالے پانیوں کی سزائیں دی گئیں۔ اُن کا عقیدہ کیا تھا
کھلی کتاب ہے۔ گورنمنٹ کا ریکارڈ آج بھی موجود ہے۔ شمسُ العُلمار یہ سب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے اَدب گستاخ تھے' سب درُود و سلام کے مُنکر تھے سب یارسُول صلی اللہ علیہ وسلم
کے مُنکر تھے۔ سب انگریزوں کے وظیفہ خوار تھے۔ سب انگریزوں کے خوشامدی
عُلمار سو تھے اَور جن کی کئی کئی دِن لاشیں لٹکتی رہیں اَور کالے پانی کی جنہیں سزا
ہوئی اُن کو تلاش کرو۔ یہ مجاہدینِ اسلام کون تھے۔ جب آپ تلاش کریں گے
تو تاریخ کا ایک ایک صفحہ پکار اُٹھے گا وُہ سب یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے تھے

سب درود وسلام پڑھنے والے تھے، سب اولیاء کاملین کے غلاموں میں سے تھے۔ سب کے جسموں کے خون سے محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آرہی تھی۔ بے ادب علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی و گستاخی کا مظاہرہ کرر ہے تھے، کتابیں لکھ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کی خبر نہیں جیسا سُنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کہتے ہیں ایسا علم تو ہر بچے ہر مجنوں کو بھی حاصل ہے (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبیاں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ایمانوں پر حملے کرر ہے تھے۔ انگریز خوش ہو رہا تھا، خزانے دے رہا تھا، اعزاز اور انعام دے رہا تھا۔ اُدھر انگریز کے اشارے پر مرزا غلام احمد اپنی نبوت کے دعوے کر رہا تھا۔ ان ساری باطل قوتوں اور علماء کی فوجوں سے جو ٹکرا گیا اُس وجود کا نام امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ بڑے بڑے علماء ہندوؤں سے بغل گیر ہو رہے تھے انگریزوں کے خطبے پڑھ رہے تھے اُن سے خزانے حاصل کر رہے تھے لیکن پورے ہندوستان میں امام احمد رضا خاں تن تنہا اُن تمام قوتوں سے ٹکرار ہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے کوئی خزانہ نہیں چاہیئے میرا خزانہ تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے ۔

کروں مدح اہلِ دُوَل رضاؔ پڑے اِس بلا میں میری بلا
مَیں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

ہزاروں علماء سوء، بے ادب علماء چاروں طرف سے حملے کر رہے تھے اور جواب دینے والے تن تنہا امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مَیں صرف اشارہ کرتا ہوں جب اُنہوں نے لکھا " نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لایا جائے تو گدھے اور گھوڑے کا خیال لانے

سے بدتر ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ ۔ منبروں پر بیٹھ کر کہہ رہے ہیں۔ جب امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے سُنا تو فرمایا یہ تمہاری عبارت کفریہ عبارت ہے۔ اگر تم نے توبہ نہ کی تو تمہارا خاتمہ کفریہ ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فرماتے ہیں ظالمو تم نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانے کے متعلق کہتے ہو۔ ہم قرآن اور حدیث سے ثابت کرتے ہیں جس نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے وہ نماز ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ ”نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا ہر نماز پڑھنے والا نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو دیکھے ہر رُکن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے تو نماز ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نماز ہے ہی وہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں یاد آئیں۔ فرمایا اگر تم نے اپنے پلید عقیدے سے توبہ نہ کی تو جہنم رسید ہو جاؤ گے۔ ایسے بے ادبوں کیلئے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ جیسا عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی چاہیے تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اہلسنّت وجماعت کو ایسا عقیدے کا غیرت مند عالم عطا کیا ہے جو ہزاروں بے ادبوں اور گستاخ علماء پر قیامت تک اکیلا ہی غالب رہے گا۔

اب غور کریں باقی عقیدوں کے پاس بڑے بڑے مدرسے ہیں، کتب خانے ہیں، خزانے ہیں، اُن کے ہر سال ہزاروں طلباء فارغ ہوتے ہیں، کئی علماء بنتے ہیں اور ہمارے پاس چھوٹے چھوٹے مدرسے ہیں، بہت تھوڑے طلباء فارغ ہوتے ہیں بہت بڑا خطرہ تھا کہ اہلسنّت وجماعت دفن ہو جائیں گے ختم ہو جائیں گے۔ ہمارے

عُلمار ہی بہت تھوڑے ہیں اور جو بیچارے ہیں وہ بھی بہت کم وسائل رکھتے ہیں۔ اہلسنّت وجماعت کو بہت بڑا خطرہ تھا۔ باقیوں کے پاس عُلمار کی فوجیں ہیں خزانے ہیں بڑے اِنتظامات ہیں لیکن ہمارے پاس ایسا کوئی اِنتظام موجود نہیں۔ اِس کے باوجود اہلسنّت وجماعت کو کوئی خطرہ نہیں۔ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام کے کہتا ہوں ہر سال ہمارے عالم نہ بھی بنیں کوئی خطرہ نہیں۔ اس کی وجہ صِرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ کرم کے صدقے ہمیں ایک ایسا عالم ایسا امام عطا کردیا ہے جو قیامت تک اُن کے عُلمار کی فوجوں پر غالب ہے۔ اُس اِمام اور اُس عالم کا نام اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ان سب نے مِل کر وہ علم نہیں پڑھے جو امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے پڑھے ہیں۔ اِن بے اَدبوں کو تو اُن علموں کے نام ہی نہیں آتے جو اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہیں۔ کسی میں طاقت ہے تو تردید کرکے دکھائے

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ آپؒ نے تقریباً پچاسؔ علوم میں کتابیں لکھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پچاسؔ علوم کے عالم بلکہ ہر فن کے اِمام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ خُداداد حافظہ تھا۔ چودہ سو سالہ کتابوں کے آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ تھے۔ علمِ حدیث، عِلمِ تفسیر، علمِ فقہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کُتب خانے میں جتنی کتابیں تھیں سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زبانی یاد تھیں اور ہر کتاب کا صفحہ اور لائن یاد تھی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے چھؔ دِن میں قرآن پاک حِفظ کیا ہے۔ یہ اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ریکارڈ ہے اور اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دوسرا ریکارڈ اِمام احمد رضا خان تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

ایک مہینے میں قرآن پاک حفظ کیا ہے۔ ابھی تک اس ریکارڈ کو کسی نے نہیں توڑا۔ اتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل میں محبت ہے کہ قرآن پڑھتے جاتے ہیں دل میں چھپتا جاتا ہے نقش ہوتا جاتا ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ لندن کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اُن کا بے ادب قسم کے علماء سے زیادہ رابطہ تھا لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جو عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آرہا ہے یہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو کہاں سے ملا۔ علم تو یورپ کی یونیورسٹیوں سے ملا ہے لیکن عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں سے ملا۔ لوگ تو تلاش نہیں کرتے۔ میں تو واقعات پڑھ کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں جو عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں ہوئی اُس کا مرکزی حصہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مطالعہ کیا اور آپ کی کتابیں پڑھیں تو حیران رہ گئے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسا جہاں دیدہ انسان فرمارہا ہے "اللہ تعالےٰ نے امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم و حکمت کے وہ خزانے عطا فرمائے ہیں جہاں عقلوں کی انتہا ہوتی ہے وہاں امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدا ہوتی ہے" اور آگے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں اور حالات پڑھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں اگر امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں سختی نہ ہوتی جلال نہ ہوتا تو امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں ابوحنیفہ ثانی ہوتے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بالکل صحیح کہا ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ کی طبیعت میں سختی

ہے جلال ہے۔ لیکن ہم علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے اُس جلال اُس سختی کا نام ہی تو عشقِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَیں سب کچھ برداشت کرسکتا ہوں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بے اَدبی برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جتنی سختی کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں سے کی ہے۔ اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا با اَدب غلام ہوجاتا تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس سے مُحبّت سے پیش آتے، اُسے سینے سے لگا لیتے۔ مولانا نعیمُ الدّین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ عُلمار کے بادشاہ اور اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ اُنہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں سختی دیکھ کر عرض کی حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی سی نرمی فرمائیں فائدہ پہنچے گا تو اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا نعیمُ الدّین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا میرے ہاتھ میں کون سا ہتھیار ہے، کون سا ایٹم بم ہے۔ میرے ہاتھ میں قلم ہی تو ہے۔ جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے اَدب دیکھتا ہوں تو مَیں کوئی اَسلحہ نہیں چلاتا صِرف تھوڑی سی قلم ہی کو تو حرکت دیتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کِسے چارا جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

نیزے کو قلم بھی کہتے ہیں اَور نیزہ ویسے ہی نیزہ ہے۔ لوگ لوہے کے نیزے سے دُشمنوں کو زخمی کرتے ہیں اَور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قلم کے نیزے سے کام لیتے ہیں۔ دُشمن اسلحے سے وُہ کام نہیں لیتا جو اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے قلم سے لیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں سختی ضرور تھی لیکن یہ

بے اَدبوں اور گستاخوں کے لئے تھی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے ٹکرا جاتے تھے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدار سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں۔

فرماتے ہیں میرے ہاتھ میں جو قلم ہے دیکھنے میں قلم ہے لیکن دشمنوں کیلئے خونخوار خنجر ہے ۔ بجلیاں چمک رہی ہیں ۔ دشمنانِ ایمان، دشمنانِ اسلام سے کہہ دو بے اَدبیاں مت کرو وگرنہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا قلم تمہارے لئے بجلیاں گرا دے گا اور تمہارے لئے خونخوار خنجر ثابت ہوگا ۔ ایٹم بم وہ کام نہیں کرتا جو اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے قلم نے کیا ہے ۔

اَب غور کریں قرآن کی آیت ہے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یہ آیت رب تعالیٰ نے منافقوں کے لئے نازل فرمائی ۔ فرمایا ان کے دِلوں میں بخار ہے ان کے دِلوں میں بیماری ہے ۔ جس کے دِل میں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی ہے وہ منافق ہے اُوپر سے بڑا عالم بنتا ہے، بڑی حدیثیں بیان کرتا ہے اور اندر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے وہ منافق ہے ۔ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں کی بصیرت پر قربان جائیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیماری کی بھی نشاندہی کی ہے اور اُس کا علاج بھی بتایا ہے ۔ فرمایا ایسے بیمار کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں اس کا علاج دوزخ کی آگ ہے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر تیرے دِل میں کس سے بخار ہے
وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اشارہ کرنا چاہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب تجھے دوزخ کی آگ کھائے۔ ظالم اُس ذات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرتا ہے جس نے زندگی بھر ہاتھ اُٹھا کر تیرے لئے دُعائیں مانگی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر بے ادبی سے باز آجاؤ تو بہتر ہے اگر باز نہ آئے تو ؎

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے اُن کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اوّل گیا آخر گیا

مجدّد کی زبان سے نِکلے ہوئے یہ جُملے صِرف شعر ہی نہیں حقیقت ہے۔ دیکھ لو بستر اُٹھائے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں' دربدر پھر رہے ہیں صُبح کہیں' شام کہیں۔ بیچاروں کو کہیں بھی سکُون نہیں آتا۔ جہاں سکون ملتا ہے وہاں جاتے نہیں۔ یہ ساری دُنیا میں جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پاک پر نہیں جاتے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دِل کو جو عقل دے خُدا تیری گلی سے جائے کیوں

غور کریں باقی نعت خواں حضرات نے نعتیں لکھی ہیں کوئی نعت مہینہ چلتی ہے کوئی نعت دو مہینے چلتی ہے کوئی تین مہینے چلتی ہے' پرانی ہو جاتی ہے۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو اسیٔ سال ہو چکے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی بھی نعت پڑھو یہی معلوم ہوتا ہے نئی موجود ہے۔ یہ قبولیّت کی نشانی ہے اور جو ساری دُنیا میں سلام پڑھا جاتا ہے وُہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سلام ہے ؎

مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

یہ سلام ساری دُنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ امریکہ میں، یورپ میں، فرانس میں، جرمن میں، جاپان میں، چین میں، ہندوستان میں، پاکستان میں، سعودی عرب میں، ایران میں، تہران میں۔ ساری دُنیا کے گوشے گوشے میں جس کے سلام کی آواز بلند ہوتی ہے وُہ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا سلام ہے۔ یہ وُہ سلام ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبول ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بڑا مشہور تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف شاعر ہیں صرف نعت خواں ہیں۔ اِس سے زیادہ آپکی کوئی حیثیت نہ تھی جو غیر اہلسنّت ہیں وُہ اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو نہیں مانتے تھے اور جب اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ کی بارہ ۱۲ جلدیں اُن کے سامنے آئیں اور ہر جلد ایک ایک ہزار صفحے پر۔ اور ہر فتویٰ قرآن و حدیث کی مضبوط بنیادوں کے ساتھ۔

فتاویٰ رضویہ جب منظر عام پر آیا تو سب کی آنکھیں کھُل گئیں، زبانیں گُنگ ہوگئیں۔ غیر اہلسنّت کے بڑے بڑے عُلماء کو تسلیم کرنا پڑا جیسے علم کے چشمے اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے پھوٹے ہیں ہم تو اُنکی گرد راہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ فتاویٰ رضویہ کے سامنے جتنے فتوے لکھے گئے۔ فتاویٰ دیوبند، فتاویٰ رشیدیہ فتاویٰ ثنائیہ۔ یہ تمام بڑے بڑے فتاویٰ جو اُن کے عُلماء نے لکھے ہیں اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کے سامنے کئے جائیں تو یُوں معلوم ہوتا ہے باقی فتاویٰ پرائمری کلاس کے طالب علموں کی تحریر ہے اور فتاویٰ رضویہ علم کے کسی شہنشاہ کی تحریر ہے۔ فتاویٰ رضویہ کا جواب نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے دریا بہا دیئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہِ ولایت سے آنے والے زمانے اور جو بعد میں پیدا ہونے والے مسائل تھے اُن سب کا حل فتاویٰ رضویہ میں لکھدیا ہے۔

ہمارے بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگوں نے اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شان کو کس شان سے پہچانا ہے۔ پاکستان کا مایہ ناز سائنسدان ایٹم بنانے والا ڈاکٹر قدیر احمد خاں اعلیٰ حضرت کا معتقد اور غلام ہے۔ ڈاکٹر قدیر احمد خاں نے کہا۔ مَیں تو سمجھتا تھا عُلماء کو سائنس نہیں آتی لیکن مَیں نے جب اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پڑھیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں سائنس کے تجربے موجُود ہیں۔ سائنس کے کمالات موجود ہیں بڑے بڑے گریجوایٹ پڑھا کو کہتے ہیں مولویوں کو سائنس نہیں آتی، مولویوں کو جغرافیہ نہیں آتا، حساب نہیں آتا۔ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے سارے داغ دھو دیئے ہیں۔ ساری یونیورسٹیوں کے پروفیسروں میں ایسا حساب داں کوئی نہیں جیسے اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی کا پرنسپل ضیاءُالدِین ایک حساب کے سوال میں پھنس گیا۔ بڑے بڑے حساب دانوں کے سامنے سوال پیش کیا سوال حل نہ ہوا۔ آخر ضیاءُالدِین صاحب نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سے سوال حل کرانے کیلئے لندن جانے کا ارادہ کیا۔ ہوائی جہاز کا ٹکٹ خریدا، روانگی کا ارادہ کیا۔ پروفیسر سُلیمان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور غُلام تھے۔ اُنہوں نے جب اپنے پرنسپل کا یہ ارادہ دیکھا تو عرض کی حضور لندن جانے سے پہلے میرے پیر کی زیارت ہی کرلیں۔ اپنا سوال پیش کریں شاید مسئلہ حل ہو جائے۔ ضیاءُالدِین صاحب

نے کہا کہ بڑے بڑے پرنسپل یہ سوال حل نہیں کر سکے مولوی صاحبان کیا کر سکتے ہیں ۔ پروفیسر سُلیمان نے عرض کی حضور چلو تو سہی زیارت ہی ہو جائے ۔ سُلیمان اپنے پرنسپل کو لے کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ۔ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں بیمار تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ بستر علالت پر لیٹے ہوئے تھے ۔ سُلیمان نے عرض کی حضور ہمارے پرنسپل آپکی زیارت کرنے کیلئے آئے ہیں ۔ اعلیٰ حضرت فراست کے شہنشاہ تھے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کیسے آئے کوئی وجہ ہے تو آئے ہیں، زیارت تو پہلے بھی ہو سکتی تھی آج کیسے آئے ۔ سُلیمان نے عرض کی حضور حساب کا ایک سوال ہے بڑی کوشش کی حل نہیں ہو رہا ۔ اَب یہ ہمارے پرنسپل سوال حل کرانے کیلئے لندن آکسفورڈ یونیورسٹی میں جا رہے ہیں ۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لیٹے لیٹے کہا سوال کیا ہے پرنسپل نے سوال پیش کیا ۔ ابھی اُس کی عبارت ختم نہیں ہوئی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِس کا جواب یہ ہے ۔ وُہ حیران رہ گیا کہ ہمارے تو قلم گھس گھس کر ختم ہو گئے کاپیاں ختم ہو گئیں ۔ ہم لکھ کر یہ سوال حل نہیں کر سکے اِنہوں نے انگلیوں سے ہی حل کر دیا ۔ ضیاءالدّین صاحب علی گڑھ یونیورسٹی کا پرنسپل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اَیسا مُعتقد ہوا اُس نے اِعلان کیا ۔ کِسی مُلک میں کِسی انگریز کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہمارے پاس تو حساب کا امام اَور شہنشاہ لیٹا ہوا ہے ۔

اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسا وجود اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں عطا کیا ہے جِس نے ہمیں خطرناک بیماریوں سے بچا لیا ہے ۔ چودھویں صَدی عقائد کے لحاظ سے بڑی خطرناک صَدی ہے

حدیث پاک کے اندر موجود ہے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ اردگرد شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا یا اللہ ہمارے یمن میں برکت نازل فرما اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا یا اللہ ہمارے مُلکِ شام میں برکت نازل فرما اور یہ برکت قیامت تک جاری وساری فرما۔

اَب کوئی بے اَدب کہہ سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مُلک شام کیلئے دُعا مانگی ہے اَور وہاں تو کئی سال سے حکومت بے دین حاکموں کی ہے تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو ہوا دے رکھیں گے۔ تُم بے دِین حاکموں کو دیکھتے ہو اَور ہم چالیس ابدالوں کو دیکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مُلکِ شام میں قیامت تک چالیس ابدال ہمیشہ قائم رہیں گے۔ ایک فوت ہو جائے گا تو دوسرا اَبدال مقرّر کردیا جائے گا۔ اُن اَبدالوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی ہے اَور اُن اَولیا اللہ کی شان اَور مقام یہ ہے۔ وُہ چالیس ابدال اللہ کے ایسے مقبول اَور محبوب بندے ہیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُن چالیس ابدالوں کے ذریعے اِسلام کی مدد کی جاتی ہے مُسلمانوں کو فتح دی جاتی ہے۔ اُن کی وجہ سے بارشیں نازل ہوتی ہیں، اُن کی وجہ سے بُھوکوں کو رِزق دیا جاتا ہے۔ دُنیا دار بادشاہوں کو دیکھتے ہیں اَور نبوّت کی نِگاہ ولیوں کو دیکھتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کیلئے دُعا مانگی۔ یمن میں اویسِ قرنی رحمۃ اللہ علیہ شام کے لئے دُعا مانگی شام میں چالیس ابدال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُعا مانگ رہے ہیں، نجد کے بھی کُچھ نمائندے بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کیلئے بھی دُعا مانگیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے لئے دُعا نہیں مانگی ۔ رَب تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں وہ وہی کہتا ہے جو مَیں کہتا ہوں ۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کیلئے دُعا نہیں مانگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی وجہ بتائی ۔ فرمایا ؛ نجد میں زلزلے آئیں گے، نجد میں فتنے برپا ہوں گے اور یہ زلزلے زمین اور پہاڑ کے زلزلے نہیں ہوں گے ۔ یہ زلزلے عقیدوں کے زلزلے ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَطْلَعُ فِیْهَا قَرْنُ الشَّیْطَانِ نجد کی سرزمین سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا ۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ شامی کے اندر فرماتے ہیں جس وجود کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے نجد کیلئے دُعا نہیں مانگی، اور اُسے قرنُ الشّیطان کہا وہ ابن عبدالوہاب نجدی ہے جس کے نام پر وہابی نام رکھا گیا ہے ۔ یہ بھی یاد رہے مسیلمہ کذاب جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد رسالت کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی نجد کا رہنے والا تھا ۔ مسیلمہ کذّاب پہلا فتنہ اور عبدالوہاب نجدی آخری فتنہ ۔ ان فتنوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے لئے دُعا نہیں مانگی ۔ فرمایا وہاں زلزلے فتنے آئیں گے اور جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا ۔

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے جو نکلی وُہ بات ہو کے رہی

اَب انہوں نے نجد کا نام بدل کر اَلرِّیاض رکھ دیا ہے تاکہ سب کو پتہ نہ چل جائے کہ دُشمن ہم ہی ہیں ۔ مَیں کہتا ہوں ہزار پردے ڈالو ۔ میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نشاندہی کی ہے ہزار پردوں کے باوجود تم بے پردہ ہو ۔ تُم نے نجد نام بدل لیا ہے، بوتل کے اندر جو چیز ہو لیبل بدلنے سے چیز نہیں

بدل جاتی ۔ میرا مشورہ ہے نام بدلنے سے حقیقت تو نہیں بدلتی۔ اگر بدلنا ہے تو اپنا عقیدہ بدلو جس کی وجہ سے تمہارا نام بدنام ہوا ہے۔

عبدالوہاب نجدی اِسلام کے خلاف ایک ناسُور ہے، ایک پُوری بیماری ہے اور ہر بیماری کا علاج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نجدی وہابی بیماری کیلئے جس کو منتخب کیا ہے اُس وجُود کا نام اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہے جلال الدّین اکبر جیسی بیماری کیلئے مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ علاج بن کر آئے اور نجدی بیماریوں کے لئے اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ علاج بن کر آئے۔

اَب اِن کا عقیدہ سُنو ۔ اِن بے اَدبوں، گُستاخوں کی کتابوں کے اندر موجود ہے یَارَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بہت بڑا جرم ہے ۔ جو یَارَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے وُہ مُشرک ہو جاتا ہے، کافر ہو جاتا ہے، اُس کا نِکاح ٹُوٹ جاتا ہے اَور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت کیجئے
دُشمنِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ شِدّت کیجئے

اگر کوئی یَارَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے ناراض ہوتا ہے تو جائے جہنّم میں۔ ہم تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے رہیں گے۔ اِن کا ایک بہت بڑا مولوی بہت بڑے جلسے میں کہہ رہا تھا جو یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے مُشرک ہو جاتا ہے ۔ اُس کا نِکاح ٹُوٹ جاتا ہے ۔ اُس بے ادب مولوی نے اپنی تقریر میں دس بارہ مرتبہ کہا جو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے اُس کا نِکاح ٹُوٹ جاتا ہے تو وہاں کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غُلام بیٹھا ہوا تھا اُس نے کھڑے ہو کر کہا

مولوی صاحب آپ کا کتنی بار ٹوٹا ہے ۔ غور کریں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کا معجزہ ہے جو بے ایمان انکار کرتا ہے رب تعالٰے اُسی کی زبان سے کہلوا تا ہے ۔ مَیں ان بے وقوفوں سے پُوچھتا ہوں بتاؤ کون ساصحابی ہے جس نے یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہا ہو ۔ جو چاہو حدیث پاک کی کتاب کھولو ہم صفحے صفحے پہ دکھائیں گے جو بھی صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتا ہے یہی کہتا ہے یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ابوجہل نے زندگی بھر یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا ۔ ابولہب نے زندگی بھر یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا ۔ اگر کہہ دیتے صحابی ہو جاتے ۔ یہ جتنے یارسُول اللہ کے مُنکر ہیں سب ابوجہل اور ابولہب کے پیروکار ہیں اور یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے سب حضرت ابوبکر صدّیق اور فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہم کے پیروکار ہیں ۔

ہمارا عقیدہ وُہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے ۔ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت ہوئے چودہ سَو سال ہو گئے ہیں تُم اَب تک یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہو ۔ معلُوم ہوتا ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہیں مانتے اور ہمارا عقیدہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو رسُولوں کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ ہم تو ولیوں کو زندہ مانتے ہیں جس کے غُلام زندہ ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہوگا ۔

حدیث پاک کے اندر موجُود ہے جب کوئی کہیں جائے گھر میں یا مسجد میں تو جا کر گھر والوں کو السّلام علیکم کہے ۔ مسجد میں جائے تو مسجد والوں کو السّلام علیکم کہے ۔ گھر میں اور کوئی نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کریں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ جہاں کوئی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہیں ۔ ہم یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس لئے کہتے

ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ بھی ہیں حاضر و ناظر بھی ہیں' سُنتے بھی ہیں' دیکھتے بھی ہیں ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو قیامت تک کیلئے نبی ہیں۔

امام اہلسنّت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ تاجدار بریلی سے کسی نے قرآن کے ترجمے کے متعلق پوچھا تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔قرآن کی ہر آیت نعتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ معلوم ہوتا ہے دِل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور عشق ہو تو ہر آیت نعتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اِرشاد فرماتا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ' محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم فرما دو اللہ ایک ہے اللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے لَمْ يَلِدْ اُس نے کسی کو نہیں جنا وَلَمْ يُولَدْ نہ وُہ کسی سے جنا گیا نہ اُس کی کوئی اولاد ہے نہ اُس کے ماں باپ ہیں۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ نہ اُس کا کوئی ہمسر نہ شریک ہے ۔یہ اللہ تعالےٰ کی کھُلی حمد ہے لیکن اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ شریف اللہ کی حمد و ثنا ہے لیکن لفظ قُل نے پُوری سُورۃ کو نعتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اَور کہے نہ کہے لیکن تم فرما دو وُہ اللہ ایک ہے۔

ے قُل کہہ کے اپنی بات بھی مُنہ سے تیرے سُنی
اللہ کو ہے تیری کِتنی گفتگُو پسند

بات اللہ کی ہے زبانِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔رَب تعالےٰ نے اپنی توحید کا ڈنکا بجایا ہے تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بجایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن کی سُورتوں پر نظر پڑتی ہے تو صُورتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حقیقتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے پکے عاشق تھے۔ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں

اگر میرے سینے کو چیرا جائے اور دل کو دو ٹکڑے کیا جائے تو دل کے ایک ٹکڑے پہ لکھا ہوگا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے پہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اتنے بڑے عاشق تھے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سب بے ادب گستاخ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام برداشت نہیں کرتے۔ صرف اس لئے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں کیوں پڑھی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانیں کیوں بیان کی ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ نجد میں جانے کی اجازت نہیں۔ سعودی حکومت اسے پھاڑ دیتے ہیں، جلا دیتے ہیں۔ ایمان سے اگر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کا اُردو میں ترجمہ نہ کیا ہوتا تو پتہ نہیں مولوی الٰہی بخش کیا ہوتا۔ ہم بھی کوئی بدعقیدہ بے ادب گستاخ ہی ہوتے۔ یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہے جس نے ہمارے عقیدے کی حفاظت کی ہے۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ جیسے طالب علموں پر بڑے احسان کئے ہیں کہ مجھ جیسے طالب علموں کے ایمانوں کو محفوظ کیا۔ قرآن پاک کا ترجمہ کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ قرآن پاک کا ترجمہ کرنا بڑی بات ہے بڑے خطرناک موڑ آتے ہیں۔ بہت سے ترجمہ کرتے ہیں خود بھی جہنم رسید، سننے والے بھی جہنم رسید۔ لیکن امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس شان سے ترجمہ کیا ہے میرا ایمان کہتا ہے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کیا ہوگا جنتوں کے دروازے کھل گئے ہوں گے۔ میں صرف ایک اشارہ کرتا ہوں ان کا ترجمہ ہے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اب بتاؤ اگر نبی گمراہ ہو جائے تو نبی اور اُمتی میں فرق باقی کیا رہا۔ اُن سب گمراہوں نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ اشرف علی تھانوی، ابوالاعلیٰ مودودی، عبدالماجد، خیر محمد

دریاآبادی، فتح محمد جالندھری، محمود الحسن، عبدالقادر صاحب۔ اِن سب نے اِس کا ترجمہ یہی کیا ہے یا اِس کے قریب قریب کیا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اُن سب کا ترجمہ پڑھو گے ایمان ختم ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ پڑھو گے تو ایمان کے باغوں میں بہاریں آجائیں گی۔ دوسروں نے ترجمہ کیا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اور جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ لکھا تو عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شجرِ طوبیٰ کی قلم بنا کر، حوضِ کوثر سے سیاہی لے کر، صداقتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر، عدالتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے لے کر، غیرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے لے کر، شجاعتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر، جذبہ بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ لے کر، عشقِ اُویسِ قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر اور حضرت جبرئیلِ امین کا ہاتھ تھام کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ لکھا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنی محبت میں وارفتہ پایا اور راہ دِکھائی۔ وارفتہ کے معنیٰ فنا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنی محبت میں وارفتہ پایا۔ تم محبتِ خدا میں فنا ہو اور راہ دِکھائی۔ اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اَیسا اِیمان افروز ترجمہ فرمایا کہ قرآن بھی قیامت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دُعا کرتا رہے گا۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بریلی تشریف لے گئے، زیارت کی گفتگو کی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے بعد اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب مَیں نے اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تو مجھے یوں

محسوس ہوا پردے کے پیچھے کوئی اور بول رہا ہے اور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں ۔ یہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پردے کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بول رہے تھے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے تھے ۔ اب بتاؤ جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی فرمائیں کیا اُس کا قلم کبھی غلطی کھا سکتا ہے ؟ نہیں ۔ بڑے بڑے عُلماء نے قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے ۔ سارے ترجمے تاج کمپنی میں موجود ہیں جو صاحبِ علم حضرات ہیں وہ سب ترجمے پڑھیں اور آخر میں اِمام احمد رضا خاں اِمام اہلسنّت وجماعت تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ پڑھیں اور پھر دِل سے پوچھیں ، باقی ترجموں اور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں فرق کیا ہے ۔ باقی ترجمے پڑھو گے تو معلوم ہوگا لفظوں کی کتابیں دیکھ کر ترجمے کئے ہیں ۔ اور امام احمد رضا خان تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کنز الایمان پڑھیں گے تو معلوم ہوگا اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جو ترجمہ کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ عاشقِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نظر قرآن کی سُورت پر تھی اور دوسری نظر جمالِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی ۔ مَیں تو اِس نتیجے پر پہنچا ہوں ۔ اِن بے ادبوں کے عُلماء کی فوجیں ، اِن کی ساری دولتیں ، ساری کتابیں سارے مدرسے ، ساری کوششیں ۔ قیامت تک سب ایک طرف اور ہماری طرف سے تنِ تنہا اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہی ان سب پر غالب ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکیلے ہی وہ کام کیا ہے جو قیامت تک اِن کی فوجیں نہیں کر سکتیں ۔

اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کالج یا یونیورسٹی

ہیں جا کر سائنس نہیں پڑھی لیکن علمِ دین پڑھنے والے اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مصلّے پر بیٹھے ارضیات اور فلکیات کی سیر کر رہے ہیں۔ ارضیات و فلکیات کی پیمائش کر رہے ہیں ۔ سُورج، چاند اور ستاروں کی گردشوں سے واقف ہیں۔ مصلّے پر بیٹھے فرما رہے ہیں سُورج کی رفتار یہ ہے، سُورج وہاں سے گزر رہا ہے، چاند وہاں سے گزر رہا ہے ۔ جب نماز کا وقت دیکھنا ہوتا تھا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ گھڑی نہیں دیکھتے تھے، سُورج کو دیکھ کر بتا دیتے کہ وقت کیا ہے۔ رات کو چاند کو دیکھ کر بتا دیتے کہ وقت کیا ہے ۔ستاروں کی گردشوں کو دیکھ کر بتا دیتے کہ وقت کیا ہے ۔

یہ چودہویں صدی کا مجدّد چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ ایک مرتبہ صُبح کی نماز کا وقت ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود نماز پڑھاتے تھے ابھی آپ مسجد میں تشریف نہیں لائے ۔ بڑے بڑے بزرگ نمازی مسجد میں آ کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ روشنی نِکل آئی ہے ۔ نمازیوں نے سمجھا آج دیر ہو گئی ہے، خطرہ پیدا ہوا کہ نماز قضا نہ ہو جائے ۔ اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف لائے اور بڑی آہستہ آہستہ دو سُنّتیں ادا کیں۔

سلام پھیرا اور جس وقت سُنّتوں سے فارغ ہوئے تو دو تین منٹ کے بعد فرمایا تکبیر پڑھو ۔ مکبر نے تکبیر پڑھی ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مُصلّے پر آئے نماز پڑھائی جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام پھیرا تو سارے نمازیوں کی طرف اپنا رُخ کر کے فرمایا۔ ابھی سُورج نِکلنے میں دس منٹ باقی ہیں ۔ یہ ہیں اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ تاجدار بریلی ۔ جب غُلام کی شان یہ ہے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

کیا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ط وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ

امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

محترم معزز حاضرین و سامعینِ کرام اِس وقت جو آیت مقدسہ تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ کافر یہ چاہتے ہیں وہ اللہ کے نُور کو بجھا دیں اپنے مُنہ کی پھونکوں سے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ اللہ تو اپنے دِین کو مکمل کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناپسند کیوں نہ ہو۔

یہودی، عیسائی، ہندو، سِکھ تمام کافر اِسلام کے دُشمن یہ چاہتے ہیں کہ اِسلام کو ختم کر دیا جائے۔ وہ اِسلام کی روشنیوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن اللہ تعالٰے دِین کے نُور کی حفاظت خود فرمائے گا۔

اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں تین چیزوں کا اعلان کیا ہے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وہ اپنے دِین کو مکمل کرے گا۔ اِس سے مُراد دِینِ اسلام۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ اِس کے محافظ ہم ہیں اور اِس کی حفاظت ہم کریں گے۔ اِس سے مُراد قرآن پاک ہے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرا محافظ تو تیرا خدا ہے اِس سے مُراد سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ بھی خُدا۔ قرآن کا محافظ بھی خُدا۔ اِسلام کا محافظ بھی خُدا۔ اِن تینوں کے ساتھ جو ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا۔

ہم جو کچھ بیان کرتے ہیں اپنی محبت کا مظاہرہ کرتے ہیں ورنہ ہماری تقریروں سے عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اسلام کی اور قرآن کی حفاظت نہیں ہے حفاظت کا اعلان تو خود خدا نے کیا ہے۔ چودہ سو سال سے قرآن اسی طرح موجود ہے زیر زبر میں فرق نہیں آیا۔ چودہ سو سال سے اسلام کی رونقیں موجود ہیں۔ اذانیں، نمازیں، مسجدوں کی رونقیں آباد ہیں اور قیامت تک اسی طرح رہیں گی اور عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے اور خطبے قیامت تک پڑھے جاتے رہیں گے۔ یہ تین چیزیں وہ ہیں جن کی حفاظت کا قدرت نے اعلان کیا ہے۔ بڑے بڑے کافر بے ایمان۔ کوئی چاہتا ہے اسلام ختم ہو جائے۔ کوئی چاہتا ہے عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے ختم ہو جائیں، کوئی چاہتا ہے قرآن کی تلاوتیں ختم ہو جائیں۔ ہر دور میں کوئی نہ کوئی ایسا باطل نظام آتا رہا جو ان تینوں میں سے کسی نہ کسی چیز سے ٹکراتا رہا۔ جلال الدین اکبر ہمایوں کا بیٹا، بابر کا پوتا، جہانگیر کا باپ، شاہجہاں کا دادا اور اورنگ زیب کا پڑدادا جلال الدین اکبر مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہے لیکن آمنا سامنا علماء سوء سے ہوا۔ ابوالفضل اور فیضی یہ بہت بڑے عالم تھے اور اتنے بڑے عالم تھے کہ ابوالفضل فارسی میں فقرہ لکھتا تھا آٹھ آٹھ دس دس صفحے ختم ہو جاتے تھے اس کا فقرہ ختم نہیں ہوتا تھا اور فیضی اتنا بڑا عالم تھا اس نے قرآن کی تفسیر لکھی جس میں کوئی نقطے والا حرف نہیں۔ ابوالفضل اور فیضی یہ دونوں بہت بڑے عالم تھے لیکن علماء سوء بن گئے۔ دنیا کی دولت کی خاطر جہنم کے خنزیر بن گئے۔ ہر آنے والی حکومتوں کو خوش آمدید کہتے تھے، دروازے کھٹکھٹاتے تھے۔ ابوالفضل اور فیضی جتنے بڑے عالم تھے اتنے

بڑے خنزیر تھے۔ آج جو کہتے ہیں عورتوں کو حجاب کی ضرورت نہیں ہے۔ مرد عورت سب برابر ہیں۔ یہ جتنے مولوی اور جتنے علماء ایسے ننگے اور گندے پروگراموں کا ساتھ دیتے ہیں یہ سب ابوالفضل اور فیضی کے جراثیم ہیں۔ ہمیں ٹیلی ویژن کے ایسے پروگرام چاہیئے کہ اِدھر پروگرام ہو رہا ہو اُدھر ہندوستان کے ہندو کلمہ پڑھ رہے ہوں۔ پاکستان کا ریڈیو ٹیلی ویژن بڑا پاک ہونا چاہیئے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ عالم ہو کر بگڑ جائے تو بہت بڑا خطرہ ہے۔ داتا صاحب ؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں: لوگو ہر دور میں تین قسم کے لوگوں سے بچو۔

(۱) غافل بے دین۔ علماء سوء اور بدعمل قسم کے علماء سے بچو۔

(۲) بناوٹی صوفیوں سے بچو۔ (۳) ظالم حاکموں سے بچو۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے غلاموں کو متنبہ کیا ہے کہ غافل عالم مل جائے بناوٹی صوفی مل جائے، ظالم حاکم مل جائے تو اُن ظالموں کے سائے سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔

ہندوستان کی سرزمین پر آج سے تقریباً چار سو سال پہلے جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ اُس کی کابینہ ہندوؤں پر مشتمل تھی۔ ہندو اس کا وزیراعظم تھا، ہندو اس کا وزیرِ خزانہ تھا۔ راجہ مان سنگھ فوجوں کا کمانڈر انچیف تھا اور مسلمانوں میں ابوالفضل اور فیضی جیسے علماء سوء تھے۔ جلال الدین کو گمراہ کرنے میں اُن علماء نے مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ جلال الدین خود جاہل تھا۔ جیسا کسی نے پہاڑا پڑھایا یاد کرلیا۔ ابوالفضل اور فیضی جیسے علماء سوء نے اکبر کو غلط قسم کے پہاڑے پڑھانے شروع کر دیئے۔ اُنہوں نے مشورہ دیا

کہ پہلی اُمتوں میں ایک ہزار سال کے بعد نیا رُسول آتا تھا۔ نئی کتاب آتی تھی۔ پہلا دین ختم ہوجاتا تھا۔ اُنہوں نے قرآن و حدیث کے حوالے دیئے اور کہا۔ اب ایک ہزار سال ہو چکے ہیں' قرآن پرانا ہوچکا ہے' اسلام پُرانا نظام ہوچکا ہے' اب ہمیں نیا دین چاہیئے' نئی کتاب چاہیئے۔ جلالُ الدین اکبر کو اشارہ چاہیئے تھا اُس نے خُوب توجہ سے عُلمائے سُوء کی باتوں کو سُنا اور کہا ہم دینِ اِسلام کو منسوخ کردیں گے۔ ہم نیا نظام لائیں گے' نیا دین لائیں گے جس کا نام دینِ اکبری ہوگا۔ ہماری تعلیمات ہوگی۔ اَبُوالفضل اور فیضی نے فوراً ایک کتاب تیار کی۔ ہندو بے ایمانوں کو خوش کرنے کیلئے اُس نے کہا اب گائے ذبح نہیں ہوگی۔ خنزیر کے گوشت کی دُکانیں عام لگیں گی' شراب کی دُکانیں عام کھلیں گی۔ ہندو مُسلمانوں کے ہاں سے شادی کریں' مُسلمان سِکھوں سے شادی کریں۔ جلالُ الدین اکبر نے یہ نیا نظام دینِ اکبری کے نام سے شروع کرنے کا اعلان کیا جس میں ہندوؤں اور سِکھوں کو تو کوئی خطرہ نہ تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو تو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ خطرہ تھا تو صِرف مُسلمانوں کو خطرہ تھا۔ جب بھی جھوٹے اور سچّے میں ملاوٹ ہوتی ہے تو سچّے کو خطرہ ہوتا ہے جھوٹے کو تو کوئی خطرہ نہیں۔ اب ہندو سکھ' عیسائی تو بڑے خوش ہو رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے:

ہندو مُسلم سِکھ عیسائی سب آپس میں بھائی بھائی

اِسلام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش۔ جلالُ الدین اکبر نے دِن مقرر کیا۔ کہا ہم فلاں دن اعلان کرنے والے ہیں جو بھی دربارِ اکبری میں آئے گا اُس

کی ضیافت کی جائے گی، اُسے اِنعامات و اِعزازات سے نوازا جائے گا۔ یہ نوابوں کی بارش اسی وقت سے ہوئی ہے۔ جب بھی کوئی بے ایمان آ کر اپنا دِین ایمان بیچتا تھا تو حکومت اُنہیں علاقے کا نواب بنا دیتی۔ تو فلاں علاقے کا نواب ہے اور تو فلاں علاقے کا۔ یہ جتنے جن ناموں کے ساتھ نواب کا لفظ آتا ہے یہ سارے کے سارے غدار قِسم کے لوگ ہیں اِنہوں نے پلاٹوں کی خاطر، جاگیرداروں کی خاطر، انعامات کی خاطر۔ ہر دَور میں اِسلام کے ساتھ دُشمنی کی ہے۔ دربارِ اکبری سجایا گیا۔ دُور دُور میلوں تک شاہی قناتیں لگا دی گئیں۔ کھانے پینے کا شاہی وافر اِنتظام۔ ہر قِسم کے قیمتی اور بہترین کھانے۔ اور دربارِ اکبری کے شاہانہ اِنتظام کے مقابلے پر ایک پھٹا پُرانا خیمہ لگا دیا گیا۔ ٹُوٹی ہوئی صفیں بچھا دی گئیں۔ مٹی کے ٹُوٹے ہوئے کُوزے اور لوٹے رکھ دیئے گئے۔ اُن میں گرم پانی، باسی دال اور سُوکھی ہوئی روٹیوں کے ٹکڑے رکھ دیئے گئے اور جلال الدّین اکبر کی سب سے بڑی بے ایمانی اور بدقسمتی یہ کہ اُس نے اُس کے اُوپر لِکھ دیا دربارِ محمدی ﷺ جس کی طرف کوئی نظر بھی اُٹھا کر دیکھنا برداشت نہ کرے۔ پھٹے ہوئے خیموں کے نیچے اور ٹُوٹی ہوئی صفوں پہ کون بیٹھے گا۔ سُوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑے اور باسی دال کون کھائے گا۔ گرم پانی کون پیئے گا۔ دربارِ محمدی ﷺ کے ساتھ مذاق۔ اور دربارِ اکبری کا شاہانہ اِنتظام۔ یہ ریکارڈ ہے۔ روضۃ القیومیہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں یہ سارا ذِکر موجود ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں اِسلام کے ساتھ یہ مذاق ہوا ہے۔ اور اِسلام کے ساتھ یہ مذاق کِسی ہندو سِکھ یا عیسائی نے نہیں کیا۔ نام نہاد مُسلمانوں نے مذاق

کیا ہے۔ اِن کے ناموں کو مت دیکھا کرو کہ کتنے شاندار ہیں۔ اِن بے ایمانوں کی حرکتوں کو دیکھا کرو۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یُوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اِسلام کے ساتھ بڑے ظُلم ہوئے ہیں بڑی زیادتی ہوئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔ اللہ کی ذات وُہ ہے جس نے اپنا عظیم الشّان رَسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ اور اِس دین کو سارے دینوں پر غالب رکھے گا۔

اِسلام دُشمنوں نے اِسلام کو مٹانے کی کوششیں کیں لیکن اِسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے۔ یہ اُتنا ہی اُبھرے گا' بلند ہو گا جتنا کہ اِسے دبانے کی کوشش کی جائے گی۔ جب جلال الدّین اکبر نے اپنے دربارِ اکبری کا شہانہ اِنتظام اور دربارِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ مذاق کیا تو اِنتقامِ قدرت جوش میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ادا کی بے اَدبی برداشت نہیں کر سکتا۔ پہلی اُمتوں میں جب بھی کوئی خطرناک بیماری آتی تھی تو اللہ کے رَسُول اُس بیماری کا علاج بن کر آتے۔ نمرود جیسی بیماری آئی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آئے۔ فرعون جیسی بیماری آئی تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام آئے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن بیماریاں پیدا ہوتی رہیں گی اور اِن بیماریوں کے لیے اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

لیکن بیماریاں پیدا ہوتی رہیں گی اور ان بیماریوں کے لئے اب قیامت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آئیں گے۔ جیسی بیماری ہوگی ویسا علاج ہوگا۔

جلال الدین اکبر اسلام کے خلاف بڑا زبردست خطرہ تھا۔ اللہ جل شانہ نے اِس خطرے اور بیماری کا علاج بنا کر جس ہستی کو بھیجا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ایک ہزار سالہ مجدد۔ جیسی بیماری ویسا علاج۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چند درویش ساتھی ساتھ لئے۔ فرمایا چلو چل کر دیکھیں کیا حال ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ چند مخلص مریدوں کو لے کر آئے تو دیکھا کہ دربارِ اکبری کے شاہانہ قسم کے انتظامات۔ زرنگار کرسیاں، بہترین قالین، اور شاندار قسم کے کھانے ہیں اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑا سا آگے قدم بڑھا کر دیکھا تو ٹوٹی ہوئی صفوں، پھٹے ہوئے خیموں اور سوکھے ہوئے روٹی کے ٹکڑوں کا نام دربارِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ تڑپ گئے۔ ہندو، سکھ اور دنیادار قسم کے لوگ سارے کے سارے باہوں میں باہیں ڈال کر ناچتے ہوئے گاتے ہوئے دربارِ اکبری کی طرف دوڑے جارہے ہیں اور نعرے بلند کر رہے ہیں:

ہندو مسلم، سکھ عیسائی سب آپس میں بھائی بھائی

مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہِ مجددیت سے جب یہ ہولناک اور خطرناک منظر دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں کو دربارِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوٹی ہوئی صفوں پہ بٹھا دیا جہاں

بیٹھتے ہوئے بھی شرم آتی تھی ۔ دُنیا دار زردے پلاؤ اور مُرغ مُسلّم کو دیکھ رہے تھے اور مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ دامنِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے تھے ۔ فرمایا دُنیا دار کمینے قسم کے لوگو وُہ مزہ تمہارے مُرغ مسلّم میں نہیں ہے جو مزا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی سُوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑے کھالینے میں ہے ۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؛

اے طائر لاہوتی اُس رِزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

وُہ رِزق جو تیری پرواز کو روک دے وُہ رزق اِس قابل نہیں کہ تُو کھائے ۔ ایسا رزق کھا کہ تیری پرواز مدینے تک ہو جائے ۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے غلاموں کو ٹوٹی ہوئی صفوں پہ بٹھادیا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی تلوار نہیں ، کوئی ہتھیار نہیں ، کوئی اسلحہ نہیں صرف ہاتھ میں ایک چھڑی ہے ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چھڑی سے اپنے مریدوں کے اِردگرد ایک لکیر کھینچ دی اور لکیر کھینچنے کے بعد اپنے غلاموں کو کہا ۔ اَب یہیں بیٹھے رہنا اِس دائرے سے باہر نہ نکلنا ، لکیر کے اندر رہنا اور دیکھو آج اِن دِین کے دُشمنوں کا دِین کے ایکٹروں کا اور اِن دِین کے لیٹروں کا تماشہ کیا ہوتا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے جس تماشے کو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجددیت کی نگاہ سے اکیلے دیکھ رہے تھے ۔ اَب غلاموں کو دِکھانے کا وقت آگیا ہے ۔ فرمایا میرے غلامو آج اِن خرمستوں اور اِن نجس اور پلید رُوحوں کا تماشہ دیکھو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی ۔ معلوم ہوتا ہے دُشمنوں کی توپوں

اَور بموں سے وُہ کام نہیں ہوتا جو اللہ والوں کی نگاہوں اَور دُعاؤں سے ہوتا ہے ۔ مجدّد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اُٹھائے اَور دربارِ اکبری کی طرف دیکھ کر ربّ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ اِس دُنیا دار کمینے بے ایمان نے اِسلام کا مذاق اُڑایا ہے یا اللہ تیری بارگاہ میں دُعا ہے ہمیں اِس ظالم سے نجات عطا فرما ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر سی دُعا مانگی ۔ آسمان بالکل صاف تھا ۔ جب مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا مانگ کر چہرے پہ ہاتھ پھیرا ۔ چہرے پہ ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی کہ آسمان پر خوفناک قسم کی آندھیاں پورے جوش کے ساتھ چلنی شُروع ہوگئیں ۔ اندھیرا چھا گیا ۔ معلُوم ہوا دُعا قبُول ہو چکی ہے ۔ آسمان پر بادل اَور بجلی والا طوفان آندھیاں پورے جوش کے ساتھ چل رہی ہیں ۔ دربارِ اکبری کے قالین اُڑ رہے ہیں ۔ قناتیں اُڑ رہی ہیں ۔ کھانے پینے کے اِنتظامات مُرغ مُسلّم دُودھ اَور شربت سب مٹّی میں خُرد بُرد ہو رہے ہیں ۔ کھانے اُڑ رہے ہیں اَور کھانے والے بھی اُڑ رہے ہیں ۔ وزیر، گورنر جان بچانے کے لئے دوڑے ۔ سب آپس میں ٹکرا رہے ہیں، کوئی گِر رہا ہے کوئی مَر رہا ہے کوئی زخمی ہو رہا ہے ۔ چیخ و پُکار پڑی ہوئی ہے ۔ یہ مسخرے اِسلام کا تماشہ دیکھنا چاہتے تھے ۔ قدرت نے اُن کا تماشہ دِکھا دیا ۔

تماشہ دیکھنے والو تماشہ خود نہ بن جانا

جلالُ الدّین اکبر نے جب اپنے دربار کا یہ حشر دیکھا ، خوفناک منظر دیکھا تو یہ اِسلام کا دُشمن اِسلام کا بازی گر جو اِسلام کو مٹانے آیا تھا ۔ فرعونِ وقت

اَپنے تخت فرعونی سے نیچے اُترا اَور جان بچانے کے لئے محل کی طرف دوڑا جارہا ہے۔ تیرِ قضا چل گیا۔ لکڑی کی چوبی میخ جو زمین میں گاڑ کر جِس کے ساتھ خیموں کی رسیاں باندھ دی گئی تھیں طوفانوں اَور ہواؤں کے پریشر سے اُس نے حرکت کی اَور ہوا کے زور سے ہی رسّی نے اُس چوبی میخ کو کھینچا۔ جلالُ الدّین اکبر بھاگا جارہا تھا۔ وُہ سات آٹھ کلو کی چوبی میخ جلالُ الدّین اکبر کی پیشانی پر آکر تیرِ قضا بن کر پیوست ہوگئی۔ تیرِ قضا عین نشانے پر بیٹھا اَور جلالُ الدّین اکبر اِسلام کا بہروپیا چکرا کر زمین پر گر گیا تاریخ کے اندر موجود ہے۔ جلالُ الدّین اکبر کو تین دِن تک ہوش نہیں آیا اور ایک روایت میں مَیں نے پڑھا ہے سات دِن تک اُس بدبخت اَور بدمست کو ہوش نہیں آیا۔ ساتویں دِن اُٹھا ہے تو اُس کا جنازہ ہی اُٹھا ہے۔ اذانوں کو بند کرنے والا، تلاوتوں کو بند کرنے والا، مسجدوں کو شہید کرنے والا، اِسلام کی رونقیں ختم کرنے والا، ذِلّت کی موت مرگیا اَور اُس ظالم کو دینِ اکبری کا کفن پہنا کر دفن کر دیا گیا۔ آج اُس کی قبر پر لعنت اور نحوست برس رہی ہے کوئی وہاں جا کر قرآن نہیں پڑھ سکتا۔

ایک حافظ صاحب کہتے ہیں: مَیں جلالُ الدّین اکبر کی قبر پر پہنچا۔ مَیں نے قُرآن پڑھنا چاہا۔ غیب سے کِسی نے میری زبان کو کھینچا اَور آواز آئی خبردار یہاں قُرآن نہ پڑھو۔ یہ قرآن پڑھنے والی جگہ نہیں ہے۔ قُرآن پڑھنا ہے تو سرہند میں جا کر مجدّد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پڑھو۔

اِمامِ ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ دامنِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تھام کر

جلال الدین اکبر اور اُس کے وزیروں، گورنروں، جرنیلوں سے ٹکرا گئے۔ جلال الدین اکبر کے ہاتھ میں فوجیں تھیں، اسلحہ تھا اور مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ یہ جو آج ہندو پاک میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان نظر آرہے ہیں یہ سب صدقہ ہے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گردِ راہ کا۔ جلال الدین اکبر بادشاہ تھا آج اُس کی قبر پر کوئی قرآن پڑھنا چاہے تو زبان ساتھ نہیں دیتی۔ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خاندان کے شہزادے حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر چوبیس گھنٹے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ قبر پہ انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حاضر ہوا مَیں شیخ مجدد کی لحد پر
وُہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کا باادب غلام۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَیں سرہند شریف میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا تو مَیں نے دیکھا سرہند شریف کی مٹی جہاں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے وُہ مٹی آسمان کے نیچے نُور کے طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ جلال الدین اکبر کے بعد اُس کا بیٹا جہانگیر تخت پر بیٹھا۔ جہانگیر پیدائشی طور پر شرابی ہے۔ ہر وقت شراب کے نشے میں رہتا ہے۔ اسلام کی عظمتوں سے ناواقف ہے۔ اُس نے بھی کہا۔ میرے اَبّا جی کا دین، دینِ اکبری چلے گا۔ وزیروں، مشیروں نے مجدد صاحب کے متعلق جہانگیر کے کان بھرے کہ مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ دینِ اکبری میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ پہلے اُن سے حساب کتاب کر لینا چاہیئے۔ جہانگیر نے کہا اُسے بلاؤ میرے

دربار میں۔ وزیروں، مشیروں نے جہانگیر کو کہا۔ حضور آپکے دربار کا دستور ہے جو بھی آئے اپنی پیشانی جھکا کر آئے۔ سجدہ تعظیمی کرے۔ لیکن مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی صورت میں بھی آپ کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے۔ جہانگیر نے حکم دیا۔ میرے تخت کے سامنے ایک ایسی کھڑکی تعمیر کی جائے جو بھی اِس کھڑکی سے داخل ہو اُس کا سَر خود بخود میرے سامنے جُھک جائے۔ کھڑکی تعمیر کی گئی اور کھڑکی کے بالکل سامنے جہانگیر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دربار میں بلایا گیا۔ وزیروں گورنروں کا یہی خیال تھا اور یقین تھا کہ جب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اِس کھڑکی سے داخل ہوں گے تو اُن کا سَر خود بخود جہانگیر کے سامنے جُھک جائے گا۔ لیکن اُن ظالموں کو کیا پتہ کہ یہ فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خاندان کا شہزادہ ہے۔ سَر جُھکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ میں سارا معاملہ دیکھ لیا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے

" اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ "

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مومن کی فراست سے بچو اِس لئے کہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھ لیتا ہے۔ غور کریں مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غُلام کو کہتے ہیں تو جس کا غُلام نورِ ایمان سے دیکھ لیتا ہے جس کے غلام کی نگاہ یہ ہے' آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔ بالکل سادی حدیث، بڑی آسان حدیث لیکن اِن بے اَدبوں گُستاخوں کو اَبھی یہ حدیث سمجھ میں نہیں آئی۔ دِن رات یہی پہاڑے پڑھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کی خبر نہیں۔ اِن بے وقُوفوں کو کون سمجھائے کہ جب غُلام کی نِگاہ کے سامنے کوئی پردہ نہیں رہتا اور غلامِ اللہ کے نُور کی روشنی سے دیکھ لیتا ہے تو

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا کیا ہوگا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب اُس کھڑکی کو دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ میرا اِمتحان ہے اگر پہلے سر داخل کروں گا تو بادشاہ کے سامنے سر جُھک جائے گا۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سر داخل کرنے کے بجائے پاؤں داخل کئے۔ سامنے جہانگیر بیٹھا ہوا تھا۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر کو جُوتی دکھائی۔ اِس میں ایک اشارہ یہ بھی ہے۔ بادشاہ میری جُوتی تیرے تخت و تاج سے بہتر ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جُھوم کر کہا ؎

گردن نہ جُھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ مِلّت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

جہانگیر کا دربار سجا ہوا تھا۔ جب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے پاؤں داخل کئے جہانگیر کو جُوتی دکھائی تو سارے درباری حیران رہ گئے۔ اندازہ کریں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیسی بہادری ہے اُس وقت کے بادشاہ تو ننگی تلوار ہوتے تھے اُن کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا تھا۔ اگر جہانگیر کہہ دیتا اِس کو قتل کردو تو کردیا جاتا لیکن کیسے کر سکتے تھے۔ مجدد صاحب تو مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے غُلام ہیں۔ جہانگیر نے حُکم دیا اِسے گرفتار کرلو۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے قید خانہ میں بھیج دیا

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ جیل خانہ میں گئے تو نماز کا وقت تھا۔ مجدد صاحب رضی اللہ عنہ نے جاتے ہی اذان دی اور ایسے انداز سے اذان دی جو ہندو، سکھ اور مسلمان قیدی تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اذان نے اُن سب کی کایا پلٹ دی۔ جب اُن قیدیوں نے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اذان سنی تو جو مسلمان گنہگار تھے اُن کے گناہ صاف ہو رہے تھے اور جو ہندو سکھ اور عیسائی تھے اُن کے کفر دُھل رہے تھے۔ سب نے آکر مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گھیر لیا اور عرض کی حضور ایک اذان اور دیں۔ فرمایا اذانیں تو ہوتی رہیں گی۔ پہلے تم میں سے جو گنہگار ہیں وہ توبہ کریں، آئندہ نافرمانی نہیں کریں گے اور جو ہندو سکھ عیسائی ہیں وہ اپنے کفر سے توبہ کریں، مسلمان ہو جائیں۔ مسلمانوں نے توبہ کی، کافروں نے کلمہ پڑھا مسلمان ہو گئے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو گنہگار تھے اُنہیں متقی بنادیا اور جو کافر تھے اُنہیں صاحب ایمان کر دیا۔ سارا جیل خانہ نمازی ہو گیا۔ سارے کے سارے تہجد گزار ہو گئے۔ جلال الدین اکبر نے مسجدیں شہید کر دی تھیں، اذانوں کو بند کر دیا تھا۔ نمازوں کو روک دیا تھا۔ ہندو مسلم سب کو ایک کر دیا تھا۔ اُسی دینِ اکبری پر جہانگیر نے عمل کیا۔ تقریباً ایک سال کے بعد جہانگیر بیمار ہوا۔ اُسے دورہ پڑا۔ بڑے بڑے ڈاکٹر، حکیم بلائے گئے۔ وہ جب جہانگیر کو دوا دیتے ہیں اُسے اور زیادہ دورہ پڑتا ہے۔ یعنی ڈبل دورہ پڑتا ہے، کوئی دوا اثر نہیں کرتی کسی نے کہا۔ بادشاہ صاحب امام احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اگر تیرے لئے دعا کریں تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ تم صحت یاب ہو جاؤ گے۔ جہانگیر نے فوراً مجدد صاحب کو ایک شاہی خط لکھا حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ آزاد ہیں۔ جب جہانگیر کا یہ پیغام مجدد

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا تو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہانگیر کو جا کر کہہ دو جتنی مسجدیں تیرے باپ نے شہید کی ہیں وہ ساری مسجدیں تعمیر کر دی جائیں اذانیں شروع ہو جائیں، مسجدیں آباد ہو جائیں۔ ہر مسجد میں قرآن کا مدرسہ کھول دیا جائے۔ گائے کے گوشت پر پابندی اٹھائی جائے اور خنزیر کے گوشت کو بند کر دیا جائے۔ اسلام کے خلاف تمام احکام کو ختم کرنے کا اعلان کر کے دینِ اکبری کو دفن کر دیا جائے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر کو شرائط بھیجیں۔ فرمایا جا کر اسے کہہ دو اگر میری شرطیں مانو گے تو ہم جیل سے باہر آئیں گے ورنہ نہیں۔ اُدھر جہانگیر کو دورے پہ دورے پڑ رہے تھے اُس نے فوراً لکھا حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ جو چاہتے ہیں مجھے منظور ہے۔ جہانگیر نے حکم دیا مسجدیں تعمیر کر دو۔ مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں اذانیں ہو رہی ہیں، گھر گھر تلاوتیں ہو رہی ہیں۔ دینِ اکبری کو دفن کر دیا گیا۔ اکبر کو دینِ اکبری نافذ کرتے ہوئے دیر لگی تھی لیکن مجدد صاحبؒ کو اسلام کا جھنڈا لہراتے ہوئے ایک رات بھی نہیں لگی۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیل خانے سے باہر آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سارے قیدی بھی باہر آرہے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے عرض کی حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے آزاد ہیں اِن قیدیوں کو آزادی نہیں۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اکیلا نہیں جاؤں گا یہ سارے قیدی بھی ساتھ جائیں گے۔ جیلر نے کہا حضور یہ بڑے بڑے مجرم ہیں، ظالم ہیں، کوئی قاتل ہے کوئی چور ہے کوئی ڈاکو ہے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اب اِن میں ظالم چور اور ڈاکو نہیں ہیں یہ سب ولی ہیں، کوئی غوث ہے، کوئی قطب ہے

مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی نظر پڑی کہ سب کو ولی بنا دیا ۔ جب مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیل خانے سے باہر آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جس راستے سے گزرتے ہیں اذانوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ قرآن کی تلاوتوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ یہاں میں مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کی ہوا دے کر عرض کرنا چاہتا ہوں یہ جتنی پاک و ہند میں اذانیں ہوتی ہیں، قرآن کی تلاوتیں ہوتی ہیں یہ جتنی اِسلام کی رونقیں نظر آرہی ہیں یہ سب صدقہ ہے سرہندوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ۔ مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور جہانگیر کو کہا ہم بھی دُعا کرتے ہیں تُو بھی ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگ لیکن روکر دُعا مانگ ۔

جہانگیر بادشاہ تھا اُس کا باپ بادشاہ تھا اُس کا دادا بادشاہ تھا۔ جہانگیر کو تو زندگی میں رونے کا موقع ہی نہیں آیا تھا۔ اُس نے عرض کی حضور مجھے رونا نہیں آتا ۔ مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تجھے رونا نہیں آتا تو رونے کی صُورت ہی بنالے ۔ جہانگیر نے رونے کی صُورت بنائی ۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے ۔ اِدھر جہانگیر رویا اُدھر آسمان پر شفا کی ہوا چلی ۔ رَبِّ کائنات نے جہانگیر کو شفا عطا فرمائی ۔

جلالُ الدِّین اکبر کے دَور میں اِسلام پر حملہ ہوچکا تھا اور اَب جہانگیر کے دَور میں اہلسنّت کو ختم کرنے کی سازش ہو رہی تھی ۔ یہ جِتنا شیعہ مذہب پھیلا ہے جہانگیر کے دَور میں پھیلا ہے ۔ نُورجہاں جہانگیر کی بیوی ہے اور آصف جاہ جہانگیر کا سالا ہے۔ نُورجہاں اور آصف جاہ دونوں بہن بھائی شیعہ مذہب ہیں۔ آصف جاہ جہانگیر کا وزیرِاعظم تھا جس کا مقبرہ جہانگیر کے

مقبرے کے بالکل سامنے ہے ۔ آصف جاہ شیعہ مذہب تھا۔ مجھ سے اگر کوئی پوچھے شیعہ سُنّی کی پہچان کیا ہے تو میں کہوں گا شیعہ کو دیکھنا ہے تو مقبرہ آصف جاہ دیکھ لو اور سُنّی کو دیکھنا ہے تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لو۔ آصف جاہ جہانگیر کا وزیرِ اعظم تھا' شیعہ مذہب تھا اُس کے مقبرے پر لعنت پھٹکار سی نظر آتی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے وہاں کوئی پہاڑ پھٹا ہوا ہے' عِبرت کا نشان ہے' جسے شوق ہے جا کر دیکھ لے۔ خوف پیدا ہو جائے گا اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچو گے تو معلوم ہو گا نُور کی بارش ہو رہی ہے

برادرانِ مِلّت آصف جاہ اور نُور جہاں نے ایران سے اپنا ایک مجتہد ہندوستان بلوایا کہ تُم یہاں آکر شیعہ مذہب کی تبلیغ کرو ۔ جب اُن کا مجتہد آیا تو نُور جہاں نے مجتہد سے کہا ' حکومت اپنی ہی ہے' جہانگیر تو میرے اشارے کے بغیر قدم نہیں اُٹھا سکتا ۔ تمہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں کھلی چھٹی ہے تم ہندوستان میں شیعہ مذہب کو پھیلا دو ۔ خزانے کُھلے ہیں جو کہو گے ملے گا۔ اُس مُجتہد نے آتے ہی ایک کتاب لکھی جس کا ایک فِقرہ یہ تھا۔

زعمرِ خویش بیزارم کہ ایں نامِ عُمر دارد

مَیں اپنی عُمر سے بیزار ہوں کہ اِس کا نام عُمر ہے' یہ فِقرہ نُور جہاں کے مُجتہد نے لکھا کہ مَیں اپنی عُمر سے بیزار ہوں اِس لئے کہ جو بھی آتا ہے وُہ پُوچھتا ہے مجتہد صاحب تمہاری عُمر کتنی ہے ۔ جب کوئی عُمر کا نام لیتا ہے تو میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے کہ اِس نے عُمر کا نام کیوں لیا ہے۔ شیعہ حضرات عُمر سے پکڑے گئے ۔ اَب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا کتنا بھی بڑا دُشمن ہو اُسے عُمر تو کہنا ہی پڑے گا۔

اِسی طرح یہ بے اَدب گستاخ، پیر پر پکڑے گئے' چاہے کوئی کتنا ہی بزرگوں پیروں کا دشمن ہو اُسے پیر کہنا ہی پڑتا ہے۔ بیٹی کی شادی پیر کے دن ہوگی۔ فلاں کام پیر کے دِن ہوگا۔ رَبّ تعالےٰ کی شان پہ قربان جائیں فرمایا تم بزرگوں کو پیر نہیں مانتے تمہیں پیر پیر کی گردان کرنی پڑے گی۔ کسی کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطرہ، کسی کے لئے پیر خطرہ۔ اور اہلسنّت وجماعت کیلئے دونوں نام خطرے کا علاج۔ پیر کہو وہ بھی ہماری جان، عمر کہو وہ بھی ہمارا تاج ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دشمنوں اور بزرگوں کے دشمنوں کے لئے دونوں نام خطرہ ہیں، برداشت نہیں کرسکتے۔

نورجہاں کے اُس مجتہد نے فقرہ لکھا کہ میں اپنی عمر سے بیزار ہوں کہ اِس کا نام عمر ہے۔ یہ فقرہ اور یہ خبر اور مولویوں نے سُنی پیروں نے سُنی سب نے سُنی اَن سُنی کردی۔ جب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فقرہ سُنا تو تڑپ گئے، چہرے پہ جلال آگیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جہانگیر کے محل کی طرف جارہے ہیں، نہایت سادہ لباس اور بادشاہ کے محل کے اِردگرد قدم قدم پر پہرے ہیں، تلواریں ہی تلواریں ہیں۔ بہترین قسم کے قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں بڑی بڑی شان وشوکت کے انتظامات ہیں لیکن مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ سب کو پاؤں کی ایڑیوں سے روندرہے ہیں۔ پامال کررہے ہیں۔ آپؒ بادشاہ کے محل میں پہنچے اور جہانگیر پر صور اسرافیل بن کر برسے۔ آپ اندازہ لگائیں مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اٹھتیسویں ۳۸ پشت میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خاندان کے صاحبزادے ہیں اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خون کی غیرت کا جوش اور

نمونہ ہیں۔ جب اٹھتیسویں پشت میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خون کا جذبہ ایمانی یہ ہے تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنا جذبۂ ایمانی کیا ہوگا۔ اُن کو تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے مانگ کر لیا ہے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جہانگیر تمہیں کوئی خبر ہے۔ جہانگیر نے عرض کی حضور کیا خبر۔ فرمایا۔ اُس شخص نے میرے جدِ اعلیٰ عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں بے اَدبی کی ہے کہ میں اپنی عُمر سے بیزار ہوں کہ اِس کا نام عُمر ہے۔ جہانگیر نے عرض کی حضور کس نے یہ فقرہ کہا ہے۔ فرمایا نور جہاں سے پُوچھ جس نے ایران سے اَپنا مُجتہد بلایا ہے۔ جہانگیر دربار میں پہنچا نورجہاں کو بلایا فرمایا یہ تمہارا کون مُجتہد ہے۔ نُورجہاں نے کہا آپ بادشاہ ہیں، بادشاہوں والا کام کریں، آپ کو اِن باتوں میں حصہ نہیں لینا چاہیئے ہم سنبھال لیں گے۔ جہانگیر نے کہا میں تُمہارے مُجتہد صاحب کی صِرف زیارت کرنا چاہتا ہوں مُجھے اُس کی زیارت تو کرا دو۔ نورجہاں سمجھی جہانگیر بھی میرے مُجتہد کا مرید ہو جائے گا۔ نورجہاں نے اپنے مُجتہد صاحب کو کہا کل آپ پُوری شان و شوکت کے ساتھ آئیں کوئی خطرہ نہیں۔ جہانگیر نگاہ اُٹھا کے نہیں دیکھ سکتا۔ وُہ میرے بغیر سانس نہیں لے سکتا، آپ کی عزت افزائی ہوگی۔ کل ہماری فتح ہو جائے گی مُجتہد نور اللہ شوستری بڑا خوش ہوا۔

دوسرے دِن جہانگیر تخت پر بیٹھا۔ دربار لگا ہوا ہے۔ نورجہاں، آصف جاہ اَور تمام وزیر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جہانگیر نے کہا نورجہاں ہم تمہارے مُجتہد صاحب کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ نورجہاں نے عرض کی حضور میرے مُجتہد صاحب تشریف لانے والے ہیں۔ دیکھا تو مُجتہد صاحب آ رہا ہے۔ بڑا جبہ، قبہ، عمامہ کئی گز کا

مجتہد صاحب نے سیاہ جُبّہ پہنا ہوا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے جہاز آرہا ہے جب وُہ دربار میں پہنچا تو نورجہاں، آصف جاہ سب ادب کے لئے کھڑے ہو گئے ۔جہانگیر تخت پر بیٹھا رہا ۔ نورجہاں نے جہانگیر کو کہا حضور مجتہد صاحب آ گئے ہیں ۔ جہانگیر نے اُس مجتہد سے پوچھا یہ تم نے لکھا ہے ؎ زعمرِ خویش بیزارم کہ ایں نام عُمر دارد ۔ مَیں اپنی عُمر سے بیزار ہوں کہ اِس کا نام عُمر ہے ۔ مجتہد نے نورجہاں کی طرف دیکھا۔ نورجہاں نے اشارہ کیا ۔ کہہ دو کوئی بات نہیں ۔

جب نورجہاں نے اشارہ کیا تو اُس مجتہد نے کہا ہاں یہ مَیں نے لکھا ہے ۔ جب جہانگیر کو یقین ہو گیا کہ مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح رپورٹ دی ہے تو جہانگیر اپنی کُرسی سے اُٹھا ، تلوار کو بے نیام کیا اور نوراللہ شوستری کی طرف شہباز کی طرح لپکا ۔ نُورجہاں درمیان میں حائل ہو گئی ۔حضور یہ میرا مُقتدا ہے، میرا پیشوا ہے، میرا اِمام ہے، میرا پیر ہے ۔ جہانگیر نے کہا جانِ من جاں دادہ ام ایماں نہ دادہ ام۔ نورجہاں مَیں نے تمہیں جان دی ہے، ایمان نہیں دیا ۔ جہانگیر نے نورجہاں کے اس مجتہد کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ۔

مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ سے جہانگیر کو یہ جذبہ ایمانی نصیب ہوا۔ تاریخ میں ریکارڈ موجود ہے ۔اِس شان سے اِسلام ہم تک پہنچا ہے ۔ جہانگیر تو اِسلام سے بے خبر تھا وُہ تو ہر وقت شراب کے نشے میں رہتا تھا۔ مجدّد پاک رحمۃ اللہ علیہ کی جہانگیر پر ایسی نظر پڑی نشہ بھی گیا اور اِیمان کی دولت بھی نصیب ہو گئی ۔ اگر جہانگیر بھی نورجہاں کے عقیدے میں تبدیل ہو جاتا

اور شیعہ ہو جاتا تو سارا ہندوستان شیعہ ہو جاتا۔ پھر کوئی مسجد نہ ہوتی سب امام باڑے ہوتے۔ پاکستان میں ایران کی طرح شیعہ مسلک عام ہوتا۔ جس ہستی نے ہم کو شیعہ ہونے سے بچایا ہے وُہ مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہم اہلسنت وجماعت مجدد پاک کے قیامت تک مشکور اور احسان مند ہیں۔

نُورجہاں سمجھتی تھی میں بڑی عقل مند ہوں اور حقیقت بھی یہی تھی کہ جہانگیر بیچارہ نُورجہاں کے سامنے مغلوب تھا لیکن امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر پر ایسی نظر ڈالی کہ جہانگیر نُورجہاں پر غالب آگیا۔ اِس کے بعد جہانگیر اتنا راہ راست پر آیا کہ اُس کا بیٹا شاہجہاں تہجد گزار، نہ عصر کی سُنتیں قضا کرتا نہ عشار کی سُنتیں قضا کرتا اور جہانگیر کا پوتا اورنگ زیب قرآن لکھ لکھ کر زندگی بسر کرنے والا۔

مَیں نے مکتوبات شریف میں پڑھا ہے۔ مجدد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہانگیر عرض کی حضور لبیک۔ فرمایا ہم جنت میں نہیں جائیں گے جب تک تمہیں ساتھ نہ لے جائیں۔ یہ ہیں مجددؒ۔ اِسے مجدد کہتے ہیں۔

جہانگیر کے بیٹے شاہجہاں کے متعلق آتا ہے شاہجہاں پورے ہندوستان کا بادشاہ تھا اُس کے لئے تخت طاؤس بنایا گیا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب دو آنے کا سیر دیسی گھی مِل جاتا تھا۔ دو روپے کی چاول کی بوری مِل جاتی تھی۔ بڑا سستا دَور تھا۔ آپ اندازہ کریں اُس سستے دور میں ۷ کروڑ روپیہ سے تخت طاؤس تیار ہوا تو اعلان ہوا فلاں دِن اِس تخت کا افتتاح ہوگا۔ تخت کے افتتاح کے دِن تمام وزیر گورنر رعایا لاکھوں کی تعداد میں موجود

ہیں۔ شاہ جہاں تخت طاؤس پر آیا۔ آتے ہی اُس نے کہا۔ لوٹے میں پانی لاؤ۔ جس نے تخت طاؤس بنایا تھا اُس نے عرض کی حضور پانی کیا کرنا ہے۔ شاہ جہاں نے کہا وضو کرنا ہے۔ اُس نے عرض کی حضور تخت سے نیچے اُتر کر وضو کریں۔ مَیں نے تخت بنایا ہے مجھے پتہ ہے اگر اِس تخت پہ پانی بہہ گیا تو اِس کی آب و تاب ختم ہو جائے گی۔ شاہ جہاں نے کہا۔ آپ کا کام تھا تخت بنانا' اِستعمال کرنا میرا کام ہے۔ فرمایا میں تخت دیکھوں کہ اللہ کی رضا کو دیکھوں۔ پانی لایا گیا شاہ جہاں نے تخت کے اُوپر ہی بیٹھ کر وضو کیا اَور وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل کی نِیّت باندھ لی سب دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا بادشاہ نماز پڑھ رہا ہے' اِفتتاح ہو رہا ہے آج ناچنے سے اِفتتاح' گانے سے اِفتتاح' بدمعاشی اور عیاشی سے اِفتتاح ہے

لوگ آسان سمجھتے ہیں مُسلماں ہونا

آج خُدا اَور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر کے اِفتتاح کئے جاتے ہیں۔ شاہجہاں نے نماز پڑھ کر اِفتتاح کیا۔ جب سلام پھیرا تو وزیروں گورنروں نے عرض کی حضور نماز کا وقت نہیں تھا آپ نے کون سی نماز پڑھی ہے۔ فرمایا مَیں نے شکرانہ پڑھی ہے۔ مَیں جب تخت طاؤس پہ بیٹھا تو مجھے فرعون کا انجام نظر آیا۔ وُہ چھوٹے سے مُلک مصر کا بادشاہ تھا اَور مَیں پُورے ہندوستان کا بادشاہ ہوں' اُس کے لئے ہاتھی دانت کا تخت۔ میرے لئے تخت طاؤس۔ ہاتھی دانت سے بدرجہا قیمتی تخت۔ مَیں نے سوچا کہیں وُہ کِیڑا میرے ذِہن میں نہ گھس جائے۔

جوفرعون کے ذہن میں آیا تھا فرعون تخت پر بیٹھا تو اُس نے کہا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا ربِّ اعلیٰ ہوں اور میں نے اُس جراثیم کو سپرے کرنے کے لئے کہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

غور کریں جس نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا وُہ فرعون ہوگیا اور جس نے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا وُہ اللہ کا فرمانبردار بندہ ہوگیا۔ جہانگیر کا بیٹا شاہجہاں بادشاہ بھی ہے ولی بھی ہے اور یہ سب مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کا اثر ہے۔

برادرانِ ملّت امامِ ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں نظامِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے ہوئے اور اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں عظمتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے ہوئے۔ اِمامِ ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں نظامِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم بلند کیا اور اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں مقامِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم بلند کیا۔ ہندو پاک میں جس ہستی نے اِسلام کو بچایا ہے وُہ مجدّد پاک رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور جس ہستی نے ایمان بچایا ہے وُہ اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مجھے تو یہ بات کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ آج جتنی اذانیں، نمازیں، خُطبے، تلاوتیں ہو رہی ہیں اِن سب کا ثواب مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح کو پہنچے گا اور یہ جو دُرود شریف پڑھے جا رہے ہیں، نعتیں پڑھی جا رہی ہیں۔ ذِکرِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میلادِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے جلوس ہو رہے ہیں اِن سب کا مجموعی ثواب اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو ملے گا۔ ولی کو، پیر کو عوام جانتے ہیں اور مجدّد کو علماء پہنچانتے ہیں۔ مجدّدیت کا اعلان عُلماءِ حق کرتے ہیں۔

حضرت عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ جو آپنے زمانے کے علماء کے شہنشاہ تھے۔ انہوں نے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجددیت کا اعلان کیا اور اعلیٰحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجددیت کا اعلان مکہ اور مدینے کے علماء نے کیا۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ حج کرنے کیلئے مکۃ المکرمہ رونق افروز ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کسی کے ساتھ کوئی ذاتی تعارف نہیں تھا۔ مولانا سید محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ جو اُس وقت مکہ میں کتب خانہ کے انچارج تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاندانِ سادات کے شہزادے بھی ہیں اور علماء کے شہنشاہ بھی ہیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مسجد حرام سے گزر رہے تھے، سید محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کی نظر جب اعلیٰحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر پڑی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی دیکھتے ہی عرض کی حضور مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی سے مجددیت کا نور طلوع ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔

اندازہ کریں یہ مقام نصیب نہیں ہوسکتے جب تک سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نہ پڑ جائے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رضا خاں تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ۔ اِن دونوں مجددوں کی ایک ہی مہینہ میں پیدائش ہوئی اور ایک ہی مہینہ میں وصال ہوا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ چودہ شوال ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور امام احمد رضا خاں آپ رحمۃ اللہ علیہ دس شوال ۱۲۷۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ درمیان تقریباً تین سو سال کا زمانہ ہے اور اِن دونوں کا وصال صفر کے مہینہ میں ہوا۔ پچیس صفر ۱۳۴۰ھ ہجری میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور اٹھائیس صفر ۱۰۳۴ھ ہجری میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔

اِمام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہندوستان میں سرہند شریف کے قریب پٹیالے کی سرزمین میں ہے جہاں اِسلام کا نام برداشت نہیں کیا جاتا۔ آج پاکستان بن جانے کے بعد مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ شایانِ شان سے عُرس منعقد ہوتا ہے اور اِن شاء اللہ قیامت تک اِسی شان سے منعقد ہوتا رہے گا۔ یہ مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندۂ جاوید کرامت۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے چاروں طرف سِکھ ہی سِکھ ہیں۔ کِسی بے ایمان میں طاقت نہیں کہ کوئی بے اَدبی کر جائے۔ وہاں سِکھ بھی آتے ہیں تو ڈرتے ہوئے آتے ہیں۔ اُنہیں پتہ ہے اگر بے اَدبی ہوگئی تو ہماری نسل ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے ہم سب کو اَولیاء کرام کا سچّا پکا باادب غلام بنائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ یَفْقَہُوْا قَوْلِیْ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ○ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاہِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ اللّٰہُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ○ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

عظمتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

محترم و معزز حاضرین و سامعینِ کرام! ربیع الاوّل شریف کا بابرکت مہینہ اہلسنّت و جماعت کی بہاروں اور عید کا مہینہ ہے جو اس مہینہ کی آمد پر خوش ہو جائے وہ اہلسنّت و جماعت ہے اور جو اس مہینہ کی آمد پر غمگین ہو جائے وہ اہلسنّت و جماعت سے خارج ہے۔

ربیع الاوّل شریف کا مہینہ جس کا ایک ایک لمحہ باعثِ برکت ہے۔ قرآن پاک کی جو آیاتِ مبارکہ تلاوت کیں ان کا لفظی ترجمہ یہ ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ وعدہ لیا لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا فرماؤں ثُمَّ جَآءَکُمْ پھر تمہارے پاس تشریف لے آئیں رَسُوْلٌ یہ عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم مُّصَدِّقٌ تصدیق کرنے والا لِّمَا مَعَکُمْ اس کی جو تمہارے پاس ہو لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ تو تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی لانا ہوگا اور ان کی مدد بھی کرنی ہوگی قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ اور اس پر میری ذمہ داری کو قبول کیا قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا سارے نبیوں نے عرض کی یا اللہ ہم نے اقرار کیا قَالَ فَاشْہَدُوْا فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ اِس کے بعد اگر کوئی پھر گیا فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ تو وہ فاسقوں میں سے ہو جائے گا۔

قرآن پاک کی ہر آیت نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور سارا قرآن نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ ہے۔ قرآنی نعتیں عرشی نعتیں ہیں اور یہ وہ نعتیں ہیں جو خدا نے بیان فرمائی ہیں۔ نبیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں بیان فرمائیں۔ فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں بیان فرمائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے۔ تابعین تبع تابعین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں بیان فرمائیں۔ ولیوں، غوثوں، قطبوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں بیان فرمائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں قیامت تک بیان ہوتی رہیں گی۔ باقی مخلوق نعتیں بیان کرتی ہے لیکن قرآن کی نعتیں وہ ہیں جو خالق نے خود بیان فرمائی ہیں۔ خود قرآن والا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ثنا خوان ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مداحِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

رضا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں کیسے بیان کر سکتے ہو جس کا نعت بیان کرنے والا خود خدا ہے۔ معلوم ہوا ساری آیتیں نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر سب علماء کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کی ڈیوٹی لگا دی جائے کہ قرآنی نعتوں کو ترتیب دو۔ سب سے افضل نعت کون سی ہے۔ پھر اس کے بعد کس کی شان اور پھر کس کی شان۔ ہر عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے عشق و محبت سے قرآنی نعتوں کو ترتیب دے گا۔ اگر رب تعالیٰ مجھ سے پوچھے مولوی الٰہی بخش قرآن کی ہر آیت نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو

سب سے پہلے کون سی آیت رکھے گا تو میں عرض کروں گا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ
مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ یا اللہ مجھ جیسے گنہگار کے نزدیک قرآنی نعتوں میں سب سے
عظیم نعت یہی آیت ہے۔ اللہ تعالٰی نے اِس قرآنی نعت میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ذِکر اِس شان سے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سُن کر دُشمنوں کی جانیں
نِکل جائیں اَور غلاموں کی جان میں جان آئے۔ مہربانی کر کے نعت کے مفہوم کو
یاد رکھیں۔ جِس نعت میں دو باتیں نہ ہوں وُہ نعت' نعت ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان بلند ہو اَور پتہ لگ جائے جو بے دِین ہیں اُن کے تن بدن میں آگ
لگ جائے۔ اَور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے غلاموں کے لئے جنتوں کے دروازے
کھُل جائیں۔ عالمِ میثاق میں ایک نُورانی جلسہ ہوا۔ جلسے کو بلانے والا خود
خُدا ہے اَور سُننے والے سارے اَنبیا علیہم السلام ہیں اَور اُس جلسے
کا عنوان عظمتِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اَب قیامت تک جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان میں جلسہ منعقد ہو گا یُوں سمجھو اُس کی جو بھی دعوت دینے والا ہے
وُہ سُنّتِ خُدا ادا کر رہا ہے اَور جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر سُننے آتا ہے وُہ
سُنّتِ انبیاء علیہم السلام ادا کرتا ہے۔ مَیں ثابت کر سکتا ہوں عظمتِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے جلسہ کرنا بھی ثابت ہے اَور عظمتِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جلوس نِکالنا
بھی ثابت ہے۔ جلسہ صِرف نبیوں نے دیکھا ہے اَور جو قیامت کے دِن
جلوس ہو گا اُس میں سب شامل ہوں گے اَور اُس جلوس کے دولہا خود
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ براتی سارے نبی علیہم السلام ہوں گے اَور نبیوں کے پیچھے
اُمتی ہوں گے اَور سب سے پیچھے ابوجہل، عُتبہ اَور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

کے منکر سب ہوں گے۔ ایمان سے مزا آجائے گا۔ منکر بھی ہوں گے اور جلوس نکال رہے ہوں گے۔ میں ان عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں کو کہتا ہوں عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ اور عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس ماننا ہے تو مرنے سے پہلے مانو۔ مرنے کے بعد تو سارے مانیں گے لیکن مرنے کے بعد کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا۔

اللہ تعالےٰ نے ایک جلسہ اپنی خاطر کیا تھا وہاں سب آئے مسلمان بھی، کافر بھی، نبیؑ بھی، اُمتی بھی، ملے جلے سب آئے لیکن اللہ تعالےٰ نے جو عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جلسہ بلایا اس میں صرف نبیوں کو دعوت دی۔ نبیوں کے سوا کسی کو اس محفلِ پاک میں آنے کی اجازت نہیں۔ جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں جا سکتے ہم جیسے کیسے جا سکتے ہیں۔ صرف نبیؑ۔ اندازہ کریں وہ محفل کتنی عظیم ہوگی۔ جس میں سارے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل مخلوق ہے اللہ تعالےٰ نے نبیوں اور رسولوں کو بلایا اُن کی روحیں شکلِ انسانی میں متشکل ہوکر آگئیں جیسے معراج شریف کی رات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مجسّم ہوکر انسانی شکل میں آگئی۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن اُن کی روح جسمانی شکل میں متشکل ہوکر سامنے آگئی۔ اگر اُمتی آ سکتے ہیں تو نبیوں کی شان کیا ہوگی۔ سارے پیغمبر علیہم السلام بیٹھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نُور کے منبر پر رونق افروز

ہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ جب اللہ تعالٰی نے نبیوں سے پختہ وعدہ لیا لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ فرمایا تمام پیغمبرو! سُن لو جب مَیں تمہیں کتاب اور حکمت کے خزانے عطا کر کے بھیجوں، نبوّت اور رسالت کا تاج عطا کر کے بھیجوں عین اُس وقت ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ تمہارے پاس یہ عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

یہاں ایک لطیف اشارہ یہ ہے خطاب کرنے والا، اِنتظام کرنے والا نظر نہیں آرہا صرف کلام آرہی ہے اور جس کا تعارف ہو رہا ہے وُہ نظر آرہا ہے۔ ربِ کائنات نے فرمایا پیغمبرو تم مجھے نہیں دیکھ سکتے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ اِس کا دیکھنا میرا ہی دیکھنا ہے۔ عہدِ میثاق میں اللہ تعالٰی نے سارے نبیوں کو محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرایا۔ سارے نبی علیہم السلام جمالِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے تھے ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ جب تمہارے پاس یہ عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اِس سے بہت سے نُکتے ثابت ہوئے۔

جب ہم یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن بے اَدب یہ دلیل دیتے ہیں کہ رسُول تو تین سو تیرہ ہیں۔ سُنّی بریلوی پتہ نہیں کس رسُول کو پُکارتے ہیں۔ جو اِس قسم کا مضمون بیان کرتے ہیں معلوم ہوا وُہ سب قرآن کی عظمتوں سے ناواقف ہیں۔ مَیں قرآن پاک کی اِس آیت کا ریفرنس پیش کر کے دستک دینا چاہتا ہوں۔ ربّ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک تین سو تیرہ رسُولوں کو بھی نبیوں میں شامل کیا اور رسُول صرف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا۔ ربّ تعالٰی سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔ ربّ تعالٰی نے باقی سب رسُولوں

کا نام لے لے کر پکارا ہے یا آدم علیہ السلام یا نوح علیہ السلام یا ابراہیم علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام یا داؤد علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام باقی سب رسولوں کا نام لیا ہے جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ اس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے جب کسی نبی رسول کا نام نہ لیا جائے صرف یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے تو اس سے مراد صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ بیوقوف ہمیں کہتے ہیں رسول تو کئی ہیں پتہ نہیں تم کس رسول کو پکارتے ہو میں ان بے وقوفوں کو کہتا ہوں تمہیں پتہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہم جس رسول کو پکارتے ہیں انہیں پتہ ہے ۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہو

فرمایا تمام نبیو سن لو جب یہ میرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لے آئے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ یہ وہ رسول ہیں جو تصدیق کرنے والے ہیں اس کی جو تمہارے پاس ہے ۔ فرمایا پیغمبرو! تمہیں تاجِ نبوت، رسالت اور کتاب وحکمت کے خزانے میں نے دیئے ہیں لیکن تصدیق میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی ۔ تم صرف نبی اور رسول ہو اور میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رسولِ مصدق ہے نبوتیں عطا کرنے والا میں ہوں اور تصدیق کرنے والا میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

یہاں میں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ بات یاد رہے جو تصدیق کرتا ہے اس کے پاس مہر ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی رسول کو مہر نہیں دی ۔ مہر بھی عطا فرمائی ہے تو صرف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان تھوڑا سا گوشت ابھرا ہوا ہے اور نورانی بالوں کے ساتھ لکھا ہوا

ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہرِ نبوّت ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہرِ نبوّت دونوں کندھوں کے درمیان ہے اور حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کو مُہرِ ولایت عطا ہوئی ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قدم ہی مُہرِ ولایت ہے جس کے غُلام کا قدم مُہرِ ولایت ہو اِس کی اپنی مُہرِ نبوّت کی شان کیا ہوگی ۔

فرمایا پیغمبرو جب میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ تمہیں میرے محبوب پر ایمان لانا ہوگا ۔ کیا معنیٰ ۔ نبیؑ وہ ہیں جن پر اُمتیں ایمان لاتی ہیں اور ہمارے آقا وُہ ہیں جن پر نبیؑ بھی ایمان لاتے ہیں اِس کا ترجمہ صحیح عکاسی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ۔ نہایت پاکیزہ اشعار ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سَر تا بہ قدم اللہ کی شان ہیں یہ
اِن سا نہیں اِنسان وُہ اِنسان ہیں یہ
قُرآن تو ایمان بتاتا ہے اِنہیں
اِیمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اعلیٰ حضرت عظیمُ البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے کیسا حسین ترجمہ فرمایا ۔ قُرآن کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایمان ہیں اور اِیمان کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو میری جان ہیں ۔

رَبِّ کائنات نے فرمایا لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا ۔ جب ہم کہتے ہیں حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے ۔ حضرت عُمرِ فارُوق رضی اللہ عنہ ایمان لائے ۔ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ایمان لائے ۔ حضرت علیُ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو شیعہ صاحبان کہتے ہیں ایمان تو وُہ لاتا ہے جو پہلے کافر ہو ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو کعبے میں پیدا ہوئے ہیں ۔ آپ رضی اللہ عنہ تو پیدائشی

مومن ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ شیعہ بڑے بڑے ڈکوسلے مارتے ہیں۔ جو ڈھکوسلے نہ مارے وہ شیعہ مقرر بن ہی نہیں سکتا۔ اب مَیں اُن کے ڈھکوسلوں کو سامنے رکھ کر اُن سے پوچھتا ہوں بیوقوفو تم کہتے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایمان تو وہ لاتا ہے جو پہلے کافر ہو۔ مَیں قرآن کی آیت کا حوالہ دیکر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ رب تعالٰے نبیوں کو کہہ رہا ہے۔ "اے نبیو! تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا" تو مجھے بتاؤ نبی پہلے کافر تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

بیوقوفو! تمام نبی تو ایمان کے علمبردار ہوتے ہیں تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبی ایمان لاتے ہیں تو کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ جس لحاظ سے بھی دیکھو بالکل صحیح ہے فرمایا "تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا۔ کیا معنیٰ۔ پیغمبرو جب تمہارے زمانے میں میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے پھر کلمہ تمہارا نہیں ہوگا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ پھر دین تمہارا نہیں ہوگا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ پھر امامت تمہاری نہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی اور ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے تم سب مقتدی بن جاؤ گے، امام میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

غور طلب بات یہ ہے رب تعالٰے سارے پیغمبروں کو کہہ رہا ہے جب میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے جب کوئی نبی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے پونے چھ سو سال گزر چکے ہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمانوں پر گئے۔ اُس

سے پہلے نبی آئے ۔ بیک وقت دو دو نبی، تین تین نبی، دس دس نبی، بیک وقت سو سو نبی۔ کوئی علاقے کا نبی، کوئی شہر کا نبی، کوئی گاؤں کا نبی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا ساری خدائی کے نبی بلکہ نبیوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پونے چھ سو سال پہلے کوئی نبی نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نبی کوئی نہیں ۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کے زمانے میں تشریف لاتے تو ایک نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ۔ اگر دو نبیوں کے زمانے میں تشریف لاتے تو دو نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ۔ لیکن اللہ تعالےٰ سارے نبیوں کو کہہ رہا ہے ۔ "تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا ۔ قرآن کی اس آیت پر عمل کیسے ہوگا۔ عمل تو نہیں ہو سکتا لیکن قرآن ناول نہیں ۔ حقیقت ہی حقیقت ہے قرآن ڈرامہ نہیں ہے صداقت ہی صداقت ہے ۔ علماء، محققین، عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بڑی بڑی تحقیقات کر کے مجھ جیسے طالب علموں کے لئے راستہ ہموار کیا ہے ۔ فرمایا۔ ربّ کائنات نے اس آیت کے لئے معراج شریف کی رات کو منتخب کیا ۔ حکم ہوا سارے نبیو! آجاؤ تم سب مقتدی بن جاؤ اور امام میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا ۔ تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا اور تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنی ہوگی ۔

میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں ہر نبی نے اپنے زمانے میں محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے ۔ میں صرف ایک دو اشارے کرنا چاہتا ہوں ۔ ربِّ کائنات نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کر دو ۔ اگرچہ یہ کام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرا گھر تعمیر کرتا لیکن تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو ۔ میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

آنے سے پہلے بیت اللہ بنا دو۔ تمہارا کام بنانا ہے میرے محبوب ﷺ کا کام بسانا ہے۔ جنتیں بنانے والا میں ہوں اور بسانے والا میرا محبوب ﷺ ہے۔ معراج شریف کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چھٹے آسمان پر ڈیوٹی لگی فرمایا موسیٰ علیہ السلام تم پچاس نمازوں سے پینتالیس نمازوں کی معافی کرانے میں میرے محبوب ﷺ کی مدد کرو۔ میں اپنے محبوب ﷺ کو آتے جاتے دیکھتا رہوں اور قرآن کی آیت پر بھی عمل ہو جائے۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ تمہیں میرے محبوب ﷺ پر ایمان بھی لانا ہوگا اور میرے محبوب کی مدد بھی کرنی ہوگی قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا۔ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ اور اس پر میری ذمہ داری کو قبول کیا۔ سارے نبیوں نے عرض کی یا اللہ ہم نے اقرار کیا جب بھی تیرا محبوب آئے گا ہم ایمان لائیں گے۔ اور انکی مدد کریں گے، کلمہ تیرے محبوب ﷺ کا ہوگا تیرا محبوب ﷺ امام ہوگا ہم مقتدی بن جائیں گے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا خطبہ ختم نہیں ہوا۔ فرمایا تمام پیغمبرو ایک قطار میں کھڑے ہو جاؤ۔ اقرار کے ساتھ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام پر گواہ ہو جائے، شیث علیہ السلام ادریس علیہ السلام پر گواہ ہو جائے۔ یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام پر گواہ ہو جائے۔ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام پر گواہ ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام پر گواہ ہو جائے۔ تمام پیغمبر ایک دوسرے پر گواہ ہو گئے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا جلسہ برخاست نہیں ہوا۔ فرمایا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ پیغمبرو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ جب رب تعالیٰ نے اپنی خاطر جلسہ کیا تھا تو صرف اتنی بات اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سب روحوں نے مل کر

جواب دیا کیوں نہیں یا اللہ تو ہمارا رب ہے۔ فرمایا چھٹی۔ جلسہ برخاست ہوگیا لیکن محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر نبیوں سے کتنے وعدے، اقرار، گواہیاں ہوگئیں پھر بھی جلسہ برخاست نہیں۔ رب تعالیٰ خود گواہوں میں شامل ہوگیا پھر بھی عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ برخاست نہیں۔ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہمیں کہتے ہیں سنی بریلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھا دیتے ہیں۔ بیوقوفو ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہی نہیں کرسکتے۔ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرکے اپنی قسمت کو چار چاند لگانا چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پوچھنی ہے تو بنانے والے خدا سے پوچھو۔ فرمایا پیغمبرو تم نے میرے سامنے اقرار کیا گواہیاں دیں لیکن جانے سے پہلے میرا آخری اعلان سن لو۔ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے بعد اگر کوئی اپنے وعدے سے پھر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے منکرو غور کرو۔ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے بعد اگر کوئی اپنے وعدے سے پھر گیا۔ شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں رب تعالیٰ نبیوں کو کہہ رہا ہے، رسولوں کو کہہ رہا ہے جنہیں پھرنا آتا ہی نہیں، وہ تو معصوم مخلوق ہے ان کے ہاں تو گناہ، نافرمانیاں ناممکن ومحال ہیں نبیوں رسولوں کو تو اللہ کے حکم کو چھوڑنا آتا ہی نہیں لیکن عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر رب تعالےٰ پیغمبروں کو کہہ رہا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں بچتے ہوئے لفظوں میں میں یوں کہہ سکتا ہوں۔ کہا پیغمبروں کو جا رہا ہے اور سنایا ساری امت کو جا رہا ہے۔ فرمایا تمام پیغمبرو جلسہ برخاست ہونے سے

پہلے، جانے سے پہلے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے سلسلے میں میرا آخری اعلان سُن لو، اِس کے بعد اگر کوئی پھر گیا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وہ فاسقوں میں سے ہوگا۔

رَب تعالےٰ جب نبیوں کو کہہ رہا ہے تو اُمتیوں کی کیا حیثیّت ہے حالانکہ نبی فاسق نہیں ہوتے۔

یہ جتنے عظمتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنکر ہیں سب فاسقوں میں سے ہیں۔ نبی فاسق نہیں ہوسکتا۔ فٰسِقُوْنَ کا لفظ بتا رہا ہے کہ کہا تو پیغمبروں کو جا رہا ہے لیکن سُنایا ساری اُمّت کو جا رہا ہے۔ اُمتیو! ہوش کرو میرے محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ سی بھی بے اَدبی ہوگئی تو جہنّم کے خنزیرین جاؤ گے۔ مَیں تو اِس نتیجے پر پہنچا ہوں جتنے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِعزازات ہیں اِس آیت میں رَب تعالےٰ نے سب کا اعلان کردیا ہے۔

اہلسُنّت وجماعت بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں آیتیں پڑھنے، آیتیں سمجھنے اَور آیتوں پر عمل کرنے اَور ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

اَب پیغمبروں کے آنے جانے کا سِلسلہ شرُوع ہوگیا۔ ہر دَور میں، ہر زمانے میں ہر نبی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا اِنتظار کیا، اَپنی اَپنی اُمتوں کو آگاہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے خُطبے بیان کیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذِکر کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہزاروں پیغمبر دُنیا میں تشریف لائے، حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی

اور خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حرمِ محترم میں کھڑے ہوکر دامنِ نبوت پھیلا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کررہے ہیں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً یا اللہ ان میں وہ عظیم الشان رسول بھیج دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگ کر یہ راز فاش کردیا کہ ہزارہا پیغمبر آنے کے باوجود ابھی وہ رسولِ مصدق صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے اور آپ علیہ السلام کی دعا کے لفظ فِيهِمْ میں دوسرا اشارہ یہ ہے وہ عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی تشریف لائیں گے کسی اور ملک، کسی اور صوبے یا علاقے میں نہیں آئیں گے وہ جب بھی آئیں گے مکہ پاک میں آئیں گے۔ تمام محدثین و مفسرین اس بات کے گواہ ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبروں میں کوئی رسول مکے میں پیدا نہیں ہوا۔ مکے میں آمدورفت تو سینکڑوں پیغمبروں کی رہی ہے لیکن مکے میں پیدا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کرتے ہیں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً یا اللہ تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں وہ عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیج دے۔

کلامِ الٰہی ہے، دعا مانگنے والے خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور جس جگہ دعا مانگ رہے ہیں وہ بیت اللہ ہے اور جن کے لئے دعا مانگ رہے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کتنی حسین دعا ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ ساری کائنات کی ساری دعائیں مجموعی طور پر ایک طرف، خلیل اللہ علیہ السلام کی یہ دعا ساری خدائی کی دعاؤں پر غالب ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا یا اللہ اِن میں وہ عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیج دے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کے بعد پیغمبروں کے آنے کا سِلسلہ جاری رہا ۔ بڑے بڑے عظیم الشان رسول تشریف لاتے رہے ۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے ۔ صاحبِ مُعجزات ۔ مُردوں کو اللہ کے حُکم سے زندہ کرنے والے ' اندھوں کو اللہ کے حُکم سے بینا کرنے والے کوڑھیوں کو صحت یاب کرنے والے ۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ مُعجزات قوم نے دیکھے تو قوم پُکار اُٹھی حضور آپ ہی تو وہ رسول ہیں جن کے لیئے حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے دُعا مانگی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سُنو میں کون ہوں وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ فرمایا میں تو اُس عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دینے والا ہوں ۔ مَیں تو اُس عظیم الشان رسول کا اِعلان کرنے والا ہوں ، مَیں تو اُس کا منادی ہوں ۔ جِس کی بشارت دینے والا جِس کا اعلان کرنے والا مُردوں کو زندہ کر رہا ہو ' اندھوں کو بینا کر رہا ہو ' کوڑھیوں کو شفایاب کر رہا ہو ۔ جِس کے منادی کرنے والے کی شان یہ ہے تو جِس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اِعلان ہو رہا ہے وہ کِس شان کا ہو گا ۔

بڑا بدبخت ہو گا جو کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کر سکتے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں نے اِنتظار کیا اَور کئی ہزار سال اِنتظار رہتا رہا ۔ اَب مَیں تمہیں خوشخبری دینے والا ہوں ۔ اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں وہ عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعد تشریف لائیں گے اَور اُن کے بعد اَور کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ میرے بعد وُہی آئیں گے يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ اُن کا

نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نام بتا دیا تاکہ کوئی شک میں نہ رہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں آسمان والوں کے لئے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور زمین والوں کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ۔ کیا معنیٰ ۔ میرا ذکر عرشی بھی کرتے ہیں فرشی بھی کرتے ہیں ۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس طرح ذکر ہم یہاں فرش پہ کرتے ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرشتے بھی عرش پر کر رہے ہیں ۔

اللہ اللہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام ہیں اور دونوں ناموں کا ذکر قرآن پاک کے اندر موجود ہے ۔ عرش والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں اور ہم جب بھی ذکر کرتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں لوگو میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں ۔

بشارت تیری انبیاء دیتے آئے
ہوا ہر زمانے میں چرچا تمہارا

ہر نبی نے اپنے اپنے زمانے اپنی اپنی امتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور جلوہ نمائی کے خطبے دیئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے چرچے کئے ۔ اہلسنت وجماعت دلائل سے پیش کر سکتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر ہر دور میں ہوا ہے

اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ فرق صرف یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے سارے نبی ذکر کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد اب قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ذکر کرتے رہیں گے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے نبی خوشیاں مناتے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد اب قیامت تک اُمتی خوشیاں مناتے رہیں گے۔

میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنکر ہمیں کہتے ہیں تم ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔ مَیں اُن بیوقوفوں کو سمجھانے کی نیّت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں لَیلَۃُ القَدر کو تلاش کریں۔ لَیلَۃُ القَدر قرآن کے نُزول کی رات ہر سال آتی ہے اور ساری خُدائی میں منائی جاتی ہے۔ اب اِن ظالموں سے کوئی پُوچھے قرآن کے نزول کی رات ہر سال آتی ہے کیا قرآن ہر سال نازل ہوتا ہے۔ مَیں اِن میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنکروں کو کہتا ہوں بے وقوفو لَیلَۃُ القَدر قرآن کے نُزول کی رات ہر سال آتی ہے لیکن قرآن ہر سال نازل نہیں ہوتا یہ بالکل یقینی بات ہے کہ لَیلَۃُ القَدر میں قرآن ہر سال نازل نہیں ہوتا لیکن انوار وُہی آتے ہیں، برکات وُہی آتی ہیں، فرشتوں کا جلوس اُسی طرح آتا ہے جبرائیل علیہ السلام کی قیادت میں آتا ہے۔ باقی سارے اِنتظامات وُہی ہیں لیکن قرآن ہر سال نازل نہیں ہوتا۔ یہی فارمولا میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال پیدا نہیں ہوتے لیکن انوار وُہی آتے ہیں۔ برکات وُہی

آتی ہیں اور سن لو جب تک لَیْلَۃُ الْقَدْر آتی رہے گی عید میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آتی رہے گی۔ لَیْلَۃُ الْقَدْر قیامت تک آتی رہے گی اور عید میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیامت تک ہوتی رہے گی۔ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بڑی بڑی کوششیں کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں کہ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم بند ہو جائے، جلسے جلوس بند ہو جائیں، یہ چاہتے ہیں کہ ذکرِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بند ہو جائے اور ربّ کائنات نے قرآن میں اعلان کیا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تیرے ذکر کو بلند کر دیا۔ خدا چاہتا ہے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہو جائے اور یہ چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بند ہو جائے۔ ایمان سے ان بے ادبوں کی جنگ ہم سنیوں سے نہیں، ڈائریکٹ خدا سے ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

معلوم ہوتا ہے میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے پاس نہ ایمان ہے نہ عقل ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

ربّ تعالےٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرما رہا ہے وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی فرمایا میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرا ذکر بند کرنا تو درکنار، جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا تیری شان و شوکت بڑھتی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

یہ شاعرانہ کلام نہیں مجددانہ کلام ہے۔ مجددِ وقت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ میلاد اِس کائنات کے آخری دِن تک ہوتا رہے گا۔ اور مجددانہ اشارہ اِس میں یہ بھی ہے ایک تو قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ میلاد ہوتا رہے گا اور دوسرا یہ ہے کہ خاموشی سے نہیں ہوگا دھوم دھام سے ہوگا۔ ہم پاکستان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کا ذِکر کر رہے ہیں اور اِس کا اثر کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں سے سینکڑوں میلوں کے فاصلے پر نجد کے قِلعے کی دیواروں پر زلزلے آرہے ہیں۔ آگے اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں صاحب تاجدارِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ مشورہ دیتے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکرِ پیدائش سُن کر کوئی تڑپتا ہے تو تڑپنے دو، کوئی جلتا ہے تو جلنے دو، وُہ قابلِ رحم نہیں اُس کے ساتھ ہمدردی کی ضرورت نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فراست پہ قربان جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خاک ہو جائیں عَدُو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذِکر اُن کا سناتے جائیں گے

فرمایا جب تک ہمارے جسم میں جان ہے ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکرِ میلاد کرتے ہی رہیں گے۔ اَب یہ بے ادب اِس اِنتظار میں ہیں کہ پاکستان میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بند ہوجائے اور ہم اِس اِنتظار میں ہیں خُدا کرے کہ مکّے مدینے میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر سے شروع ہو۔ اِس صدی میں جب سے نجدیوں کی حکومت آئی ہے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بند ہے ورنہ تیرہ سو سالہ تاریخ میں ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہر دَور میں ہر زمانے میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائشِ مقدسہ ہوئی۔ بارہ رَبیعُ الاوّل کو

شایانِ شان محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتی رہی۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سارے دیوبندی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا اُستاد مانتے ہیں۔ ہمارے بھی
اُستاد ہیں لیکن پتہ چلے گا شاگرد صحیح یہ ہیں یا ہم ہیں۔ فیوضُ الحرمین کے
اندر شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں حج کرنے کیلئے گیا تو
مجھے مکّۃ المکرمہ میں رہنے کا کچھ موقع نصیب ہوا۔ یہاں تک کہ ربیعُ الاوّل شریف
کا مہینہ آ گیا۔ بارہ تاریخ آ گئی۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس جگہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی وہاں محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوئی۔ اُس محفل میں
زمانے کے بڑے بڑے غوث، قطب، محدثین مفسرین آئے۔ بڑے بڑے
علماء، اولیاء آئے اور مجھے بھی اُس نورانی محفلِ میلادُالنبی میں حاضری کا موقع
نصیب ہوا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنی نگاہوں سے اُس
میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انوار کی بارش ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں انوار برس رہے ہیں اور شاگرد کہتے ہیں شرک ہو رہا ہے۔ بیوقوفو
یہ شرک اور کفر کی محفل نہیں ہے۔ یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت کی محفل
ہے۔ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع سے ہی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے
گی۔ علامہ امام جلالُ الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی کے مجدّد ہیں۔ حدیث کے
بھی حافظ ہیں۔ قرآن کے بھی حافظ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے بڑے عاشق
ہیں۔ ۷۵ مرتبہ جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ امام جلالُ الدّین
پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۵ مرتبہ کرم فرمایا اور اپنا دیدار کرایا۔ امام جلالُ الدّین سیوطی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیرِ جلالین سب مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے، منکر بھی پڑھتے

ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے جس مسجد میں، جس گھر میں اور جس آبادی میں محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتی ہے اُس مسجد کو، اُس گھر کو اور اُس آبادی کو فرشتے نور کے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں ۔ یہ بے وقوف فرشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذِکر پر فتوے لگاتے ہیں اور عرشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر سُننے آتے ہیں ۔ ذِکر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی غذا ہے اور فرشتوں کا آنا اِس بات کی نشانی ہے کہ ذِکر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میلادِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل نورانی محفل ہے
شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے عاشق ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی مدینے شریف جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کے اِردگرد کی زمین کو رومال یا چادر سے صاف نہیں کرتے بلکہ اپنی داڑھی کے بالوں سے صاف کرتے ہیں ۔ اپنی داڑھی کے بالوں سے جھاڑو دیتے ہیں ایسی شمع کے لئے ایسا ہی پروانہ چاہیئے ۔ اب غور کریں اُن کا عقیدہ کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دِن میری ساری نیکیاں، عبادات اور اعمالِ صالح کے ردّ ہوجانے کا خطرہ ہے لیکن ایک ایسا وظیفہ ہے جس کے ردّ ہونے کا خطرہ نہیں اور جس کے صدقے یقیناً میری بخشش ہوگی اور وہ وظیفہ ہے کہ میں محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتا ہوں اور اُس میں کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں چیزوں کو ذِکر کیا ہے محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کھڑے ہوکر سلام پڑھنا ۔ (اخبار الاخیار)

یہ بیوقوف دونوں چیزوں سے روکتے ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کھڑے ہوکر درود وسلام پڑھنا یہ شروع سے ہی ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہے ۔ حاجی

امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سارے دیوبندیوں کے پیر ہیں۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "ہفت مسئلہ" کے اندر یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقیر ہر سال محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتا ہے اور اُس میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے میں لذت پاتا ہے۔ معلوم ہوا محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختتام پر سلام پڑھنا بڑا مقبول عمل ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ہر سال محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم شایانِ شان طریقے سے مناتے اور اُس محفل کے اختتام پر بہترین شیرینی مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کا انتظام فرماتے۔ معلوم ہوا محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ نشانیاں ہیں۔ ایک تو اُس میں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے اور دوسرا محفل کے اختتام پر شیرینی تقسیم کی جاتی ہے ہم نے کوئی نیا طریقہ اِستعمال نہیں کیا۔ یہ سلسلے شروع ہی سے جاری ہیں۔

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایسا ہوا حالات بڑے نازک تھے کسی مجبوری کی وجہ سے مٹھائی وغیرہ کا انتظام نہیں ہو سکا تو محفلِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختتام پر الصلوٰۃ والسلام کے بعد بُھنے ہوئے چنے تقسیم کئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے پریشانی رہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں آج مٹھائی کے بجائے بُھنے ہوئے چنے تقسیم کئے گئے۔ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَیں بڑا پریشان تھا اور اُسی پریشانی میں میری آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ لگ گئی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَیں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ اُن کی جھولی میں کوئی چیز ہے

بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی محبت سے مسکراتے ہوئے اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں ۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا کہ دیکھوں یہ کون سی خوش نصیب چیز ہے جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں ۔ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں آگے بڑھا ۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم اُٹھی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عبدالرحیم یہ وُہی چنے ہیں جو تم نے بھیجے ہیں ۔

معلوم ہوا محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں بھی کرو حاضری سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لگتی ہے اور تبرک جو بھی تقسیم کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچتا ہے ۔ یہ بزرگوں کے فرمان ہیں، بزرگوں کے اقوال ہیں ۔ بڑے بڑے مُحدثین اور مُفسرین نے میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم جس نیت سے کی جائے اور محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو دُعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کے صدقے اُس دُعا کو قبول کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے لاکھوں کروڑوں کی پریشانیاں دُور فرمائیں اور لاکھوں کروڑوں بے اولادوں کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا کیے جو بے اولاد ہے وہ نیت کرے میں محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کروں گا اللہ مجھے بیٹا عطا فرمائے ۔ اِن شاءاللہ محفلِ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ بیٹا نہیں بیٹے عطا فرمائے گا ۔ میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنکروں کا ہم پر ایک یہ بھی بہت بڑا اعتراض ہے ۔ کہتے ہیں عید میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تم جھنڈیاں لگاتے

ہو، دیگیں پکاتے ہو، اِتنے پیسے خرچ کرتے ہو، یہ سب فضول خرچی ہے اور فضول خرچی اللہ کو پسند نہیں۔ مَیں اُن کی خدمت میں اِلتماس کرتا ہوں فضول خرچی کا مسئلہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے آیا ہے اور یہ مسئلہ بھی حل ہو چکا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے۔ حضرت عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لَاخَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ فضول خرچی میں بھلائی نہیں۔ فضول خرچی اچھی چیز نہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا اُستاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سُنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے عظیم صحابی جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی گٹھڑی کہا ہے۔ جب حضرت عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا فضول خرچی اچھی چیز نہیں تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سُنتے ہی فرمایا لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ" نیک کاموں میں فضول خرچی ہوتی ہی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے اللہ اور اس کی رضا کے لئے پیسہ خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔ مسجد میں لاکھوں، کروڑوں روپیہ خرچ کر دو فضول خرچی نہیں ہے۔ سینما ہال بنانے میں ایک اینٹ تو درکنار کھوٹا پیسہ لگا دو، دوزخ کی آگ کے لئے پٹرول کا کام دے گا۔ فلم، ڈرامے یا کسی شیطانی مرکز کے لئے ایک پیسہ بھی خرچ کرو گے تو فضول خرچی ہے اور مسجد اور دینی مدرسے کی تعمیر اور ضروریات کیلئے کروڑ ہا روپیہ بھی خرچ کر دو، فضول خرچی نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیکیوں میں فضول خرچی ہوتی ہی نہیں۔ اب مجھے بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بڑھ کر کون سی نیکی ہو سکتی ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ خدا کا ذکر

کرنا سنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا تو سنّتِ خدا ہے۔

حضرت علامہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں اور سیّد التابعین ہیں، تابعین کے سردار ہیں۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے دو زمانے دیکھے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین دونوں کا زمانہ۔ علامہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد پر کتنے پیسے، درہم یا دینار خرچ کئے جائیں تاکہ فضول خرچی نہ ہو۔ میرا ایمان کہتا ہے کہ اگر میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ کرتے، اگر میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم تابعین رحمۃ اللہ علیہ نہ کرتے تو کبھی یہ سوال نہ ہوتا۔ سوال کے اندازِ سے معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے دور میں محفلِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تھی اور دوسرا فائدہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شاہانہ اور شاندار طریقے سے مناتے تھے۔ اگر معمولی انتظام ہوتا تو کبھی بھی یہ سوال نہ ہوتا۔ جب امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حضور محفلِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنے پیسے خرچ کئے جائیں تاکہ فضول خرچی نہ ہو تو علامہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگو! سنو میرا فتویٰ یہ ہے میں اِس بات کو پسند کرتا ہوں کہ لَوْ کَانَ لِیْ جَبَلُ اُحُدٍ ذَھَبًا لَاَنْفَقْتُہٗ عَلٰی قِرَاءَۃِ مِیْلَادِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ تعالےٰ اُحد پہاڑ کو میرے لئے سونا بنا دے تو وہ تمام سونا اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں قربان کردوں۔ معلوم ہوتا ہے میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا بھی خرچ کیا جائے کم ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خاں تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فِدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فِدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کروڑوں جہاں بھی ہوں تو ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت میں قربان کردیں۔ میں ان شرک اور بدعت کے فتوے لگانے والوں کو مشورہ دیتا ہوں میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رونقیں دیکھ کر خواہ مخواہ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کرکٹ کا میچ ہو، ہاکی کا میچ ہو اور کوئی پروگرام ہوں ہندوستان کا ویزا مل جاتا ہے۔ جنہیں میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رونقیں پسند نہیں ایک مہینے کا ویزا لو اور گیٹ آؤٹ ہو جاؤ۔ اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ۔ امرتسر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رونقیں تو قیامت تک اسی طرح رہیں گی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گی۔

آج کی تقریر کے آخر میں یہ حفاظتی انتظام سُن لیں۔ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے جلوس میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے دشمن فائدہ اُٹھائیں اور ہم پر اعتراض کریں کہ لوجی اس میں چمٹے بجائے جاتے ہیں، ڈھول بجائے جاتے ہیں ناچ ہوتا ہے۔ مہربانی کر کے میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں ایسی کوئی حرکت نہ کریں جو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے منافی ہو۔ میں سب نوجوانوں کو بتا دینا چاہتا ہوں عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس سیاسی جلوس نہیں ہے۔ یہ لیڈروں کا جلوس نہیں کہ تم خرمستیاں کرتے پھرو۔ یہ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس ہے یہاں ذراسی بھی بے ادبی ہوگئی تو بہت بڑا خطرہ ہے۔ اسی واسطے پنجابی کے ایک بڑے شاعر نے بڑی قیمتی بات بیان کی ہے ؎

خدا جنوں پکڑے چھڑائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جسے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکدا

خدا کے احکام میں کوئی کمی رہ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم درخواست کریں گے یا اللہ میرا گنہگار اُمتی ہے بخش دے، رب تعالےٰ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بخش دے گا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی یا بے ادبی ہوگئی تو بخشائے گا کون؟ رب تعالےٰ سب کچھ برداشت کرسکتا ہے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے اَدبی برداشت نہیں کرتا۔ دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے اَدبی کی معافی بہت ہی مشکل ہے۔ یہ میرا فرض تھا جو میں نے آپ سب حضرات کے سامنے بیان کیا ہے۔ آپ سب کی خدمت میں التماس ہے عیدمیلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں شرکت ضرور فرمائیں اور اس کے کچھ آداب ہیں۔ گھر سے غسل کرکے باوضو ہوکر پاک صاف کپڑے پہن کر نکلیں اور دُرود شریف پڑھتے ہوئے نکلیں۔ جب عیدوں کے لیے ہم گھر سے نکلتے ہیں تو تکبیرات پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں اور یہ عیدمیلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس دن جب آپ گھر سے عیدمیلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں شامل ہونے کیلئے جاؤ تو دُرود وسلام پڑھتے ہوئے جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں پڑھتے ہوئے جاؤ ایسے عظیم اور بابرکت جلوس میں اَدب کے ساتھ جاؤ۔ انشاءاللہ عرشِ مُعلیٰ سے انوار کی بارش ہوگی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو مقامِ عیدمیلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ

مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْمُطْمَئِنِّيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰى فِيْ شَانِ حَبِيْبِهٖ مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محترم و معزز حاضرین و سامعینِ کرام قرآن کریم کی جو آیت مبارکہ تلاوت کی اِس کا لفظی ترجمہ : اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر مبارک اِرشاد فرمایا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ اور سلام ہو مجھ پر جس دِن میں پیدا ہوا ۔ وَیَوْمَ اَمُوْتُ اور جس دِن مجھ پر موت آئے گی وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اور جس دِن میں زندہ کر کے اُٹھایا جاؤں گا ۔

اہلسنّت وجماعت پر اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا کرم ہے، بہت بڑا فضل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا با ادب غلام بنایا ۔ ہم اپنی قسمت پہ جتنا بھی ناز کریں کم ہے ۔ ساری خدائی میں عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں اگر کسی کو مِلتی ہیں تو وہ صِرف اہلسنّت وجماعت ہیں ۔

ہوئے برباد وہ گھر جس میں تیری یاد نہ ہو — اُجڑے وہ شہر جہاں محفلِ میلاد نہ ہو
آسمان پر کیوں نظر آتے ہیں یہ ستاروں کے چراغ — قدسیوں میں تو کہیں یہ محفلِ میلاد نہ ہو
یہ تمنا ہے قیامت میں کہ میں سب کچھ بھولوں — نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ بھی مجھے یاد نہ ہو
ہوئے برباد وہ گھر جس میں تری یاد نہ ہو — اُجڑے وہ شہر جہاں محفلِ میلاد نہ ہو

کائنات میں سب سے بڑی خوشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ نمائی ہے کائنات کو جتنی

خوشیاں ملی ہیں اِس خوشی کے صدقے ملی ہیں۔ اہلسنّت و جماعت کی سب سے بڑی عید عیدِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے عید میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں کہتے ہیں عیدیں تو دو ہیں یہ تیسری عید تم نے کہاں سے بنالی۔ میں اُن کی خدمت میں اِلتماس کرتا ہوں۔ اُن عیدوں میں سارے عقیدے والے شامل ہوتے ہیں لیکن عید میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اہلسنّت وجماعت کے ساتھ اور کوئی شامل نہیں، اِس لئے کہ یہ صرف غلامانِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ اِس عید کا درجہ اور مرتبہ کیا ہے۔ اگر یہ عید نہ ہوتی تو وُہ عیدیں بھی نہ ہوتیں۔ ہمیں وُہ عیدیں ملی ہیں تو اِس عید کی بدولت ملی ہیں۔ عیدِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی عید ہے اور ساری عیدوں کی عید ہے۔ اِس دِن جس کو زلزلہ آیا وُہ شیطان ہے۔ شیطان رو رہا تھا۔ جنگلوں میں اپنے سَر میں مٹی ڈال رہا تھا، پیٹ رہا تھا۔ شیطان یہ سمجھتا تھا کہ میرے سارے منصوبے فیل کرنے والے آج تشریف لائے ہیں۔ عیدِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دِن شیطان کیلئے سب سے خطرناک دِن ہے۔ آج بھی جن کے جسم میں شیطان کارفرما ہے وُہ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے ہیں، بھاگتے ہیں، لرزتے ہیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر باطل کو ایسا زبردست دھچکا لگا جس کا اثر قیامت تک رہے گا۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے ایران کے آتش کدہ میں ایک ہزار سال سے مسلسل آگ جلتی رہی ایرانی اُس وقت آتش پرست تھے آگ کی پُوجا کرتے تھے، آگ کو خُدا کہتے تھے۔ اُن کا ایک حفاظتی محکمہ تھا جو ہر وقت آگ کی حفاظت کرتا تھا۔ تیز

ہوا چل جائے یا بارش کا امکان ہو تو ایرانیوں کو فکر پڑ جاتی تھی
کہ ہوا اور بارش ہمارے خدا کو بجھا نہ دے اِس لیے آگ کو بچانے کیلئے
اُن کے پاس بڑے حفاظتی اِنتظامات تھے۔ ایک ہزار سال مسلسل آگ
جلتی رہی۔ حدیث پاک میں ہے جس دن سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف
لائے تو تمام اِنتظامات کے باوجود ایران کے آتش کدہ کی آگ اپنے
آپ ہی بجھ گئی۔ بادشاہ کو خبر ملی ہمارا خدا بجھ گیا ہے۔ بادشاہ نے حکم
دیا محکمے کو سزا دو۔ محکمے نے صحیح ڈیوٹی نہیں دی جس سے ہمارا خدا ہم سے
ناراض ہوگیا ہے۔ قریب تھا کہ بے گناہوں کو پھانسیاں دی جاتیں، نجومی دوڑ کے
ہوئے آئے۔ اُنہوں نے کہا۔ بادشاہ ہم نے علمِ نجوم سے دیکھا ہے آج
ایک ایسی ہستی دُنیا میں تشریف لائی ہے جس کے تشریف لانے سے صِرف
آتش کدہ ایران کی ہی آگ نہیں بجھی دُنیا کی ساری آگ ٹھنڈی کردی گئی
ہے۔ حدیث میں موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر دوزخ کی آگ
کو بھی ٹھنڈا کر دیا گیا۔ مَیں نے پڑھا ہے۔ سات دِن تک دُنیا کی آگ میں
حرارت اَور تپش نہیں آئی۔

اِمامِ ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس دِن
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارکہ ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے ساری خدائی سے نحوستیں
ہی ختم کردیں، برکتیں ہی برکتیں ہیں، رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔ قرآن وحدیث
سے ثابت ہے پیغمبروں کے دِن بڑے مبارک، بڑے بابرکت دِن ہوتے ہیں
سُورۃ مریم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں "سلام ہو مجھ پر جس دِن مَیں پیدا ہوا۔ میری

پیدائش کے دن مجھ پر سلام ۔معلوم ہوا پیغمبروں کی ولادت کا دن بڑا سلامتی والا ہوتا ہے ۔جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے اُس دن سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہورہی ہیں تو جس دن اِمامُ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اُس دن کا عالم کیا ہوگا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میری پیدائش کے دن مجھ پر سلام ہو ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم پیدائش میں امتیازی فرق ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پیدائش کے دن خود اپنے اُوپر سلام بھیج رہے ہیں اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن خدا اور خدا کی ساری خدائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ سلام بھیج رہی ہے اور قیامت تک بھیجتی رہے گی ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی میری موت کے دن بھی مجھ پر سلام ۔ نبی کی پیدائش کے دن بھی سلام، نبی کی وفات کے دن بھی سلام ۔ جو کہتے ہیں ۱۲ ربیع الاوّل تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن ہے اُس دن خوشیاں نہیں کرنی چاہئیں ،غم کرنا چاہیئے میں اُن کی خدمت میں اِلتماس کرتا ہوں خواہ بارہ ربیعُ الاوّل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سمجھو خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۔ دونوں صورتوں میں سلام تو پڑھنا ہی پڑے گا ۔ ہم میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر درود شریف پڑھتے ہیں تم وفاتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر پڑھو، سلام تو پڑھنا ہی پڑے گا ۔ تم بھاگ نہیں سکتے ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اور جس دن میں زندہ کرکے اُٹھایا جاؤں گا اُس دن بھی مجھ پر سلام ۔ تین دن آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ میری پیدائش کے دن بھی مجھ پر سلام، میری

وفات کے دِن بھی مجھ پر سلام اور میری بعثت کے دِن بھی مجھ پر سلام۔ نتیجہ کیا نِکلا نبی کی ہر ادا پر سلام۔ اور یہی نشانی اہلسنّت وجماعت کی ہے۔ ہمارا عقیدہ قرآن وحدیث کے بالکل مطابق ہے۔
کہتے ہیں پاکستان بننے کے بعد میلا دُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوا ہے مَیں اُن کی خدمت میں نرمی اور عاجزی سے عرض کرنا چاہتا ہوں ہم تو چودہ سو سالہ تاریخ سے ثابت کرسکتے ہیں میلا دُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع سے ہورہا ہے اور یہ بھی ثابت کرسکتے ہیں کہ تمہارے دادے' پڑدادے اور تمہارے اُستاد سب میلا دُالنبیؐ مناتے رہے ہیں لیکن تم نے پھر بھی نہیں مانا کیونکہ اللہ نے مُہر لگادی ہے۔
ایمان سے اگر جبرائیل علیہ السلام بھی آکر اِن کو کہہ دے کہ میلا دُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمادیں کہ میری پیدائش کا ذکر کرنا صحیح ہے تو یہ پھر بھی نہیں مانیں گے۔
ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آقا صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر پیر کو روزہ کیوں رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِس لئے کہ اِس دِن میں پیدا ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے میلاد کا خود ذِکر کیا ہے۔ ہم سال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منائیں تو انہیں برداشت نہیں فوراً کفر و شرک کے فتوے لگانا شروع کردیتے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس حدیث پاک سے تو یہ ثابت ہوا کہ سال تک اِنتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہر پیر کو میلاد منانا چاہیئے۔ پیر کا دِن بڑا مقدّس دِن ہے۔ پیر کے دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی' پیر کے دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ پیر کے دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ پیر ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور پیر ہی کے دِن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دفات پائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی ہر بات بے مثل اور بے مثال ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے غلامو!
ہر پیر کو روزہ رکھا کرو، اس لئے کہ پیر کے دن میں پیدا ہوا ہوں ۔ میری
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ ہر پیر کو میرے میلاد پاک کا ذکر ہو۔ بہت سے
خوش نصیب لوگ ہیں جو پیر کو روزہ رکھتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میلاد بھی
کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے
تو نے ہمیں اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا ۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں کروڑہا نعمتیں
عطا فرمائی ہیں ۔ ہم کسی ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتے ۔

رب تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا تم اللہ کی نعمتیں گننا شروع
کردو تمہاری گنتیاں ختم ہو جائیں گی میری نعمتیں ختم نہیں ہو سکتیں ۔ ہم تو اپنے
جسم کی مشینری کے ایک پرزے کا شکر ادا نہیں کر سکتے ۔ منہ میں جو تھوک پیدا
ہوتا ہے ہم اسے روز تھوک دیتے ہیں اور تھوک سے کئی بیماریاں پیدا
ہوتی ہیں لیکن اگر تھوک بند ہو جائے تو دنیا بھر کے خزانے خرچ کردو کوئی
ڈاکٹر تمہارا تھوک نہیں بنا سکتا ۔

امریکہ کا ایک امیر ترین آدمی تھا اس کا تھوک بند ہو گیا اس نے منتیں سماجتیں
کرنی شروع کر دیں میرا کوئی تھوک پیدا کر دے میں اسے اپنے سارے ڈالر
دے دوں گا۔ اندازہ لگاؤ کروڑوں ڈالر تھوک کی قیمت پڑ رہی ہے جو ہم روز
تھوک دیتے ہیں اور یہ تھوک اتنا قیمتی ہے اگر منہ میں تھوک نہ ہو تو روٹی
کا کوئی لقمہ گلے سے نیچے نہیں اتر سکتا ۔ لعاب روٹی کے لقمے کو تر کرتا ہے
پھر گلے کے نیچے اترنے کے قابل ہوتا ہے ۔ اگر منہ میں تھوک نہ ہوتا تو لقمہ

شروع میں ہی اٹکا رہتا۔ رب تعالیٰ کی نعمتوں پر غور کرو ہم تو تھوک کی قیمت ادا نہیں کر سکتے ۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی معمولی سی معمولی چیزوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے کائنات میں سب سے بڑی نعمت تو ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو نعمتِ عظمیٰ ہے ۔ ہم تو چھوٹی سی چھوٹی نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتے نعمتِ عظمیٰ کا شکر کیسے ادا کر سکتے ہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عطا کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ بیشک اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا یہ کہ ان میں عظیم الشان رسول بھیجا ۔

معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے جو احسان فرمایا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے لئے اللہ کا احسان نہیں ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافروں بے ایمانوں پر احسان نہیں ۔ اب دیکھنا ہے احسان کن پر ہوا ہے یعنی مومن کون ہیں تو جن پر احسان ہوتا ہے وہ خوش ہوتے ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں' یہی مومنین ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری یہ احسان ہے صرف ایمان والوں پر اور جو اس احسان کو مانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے یا اللہ تیرا لاکھ شکر ہے کہ تو نے ہم پر احسانِ عظیم کیا ہمیں اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا ۔ یہ شکر کرنا ہی ان کے ایماندار ہونے کی نشانی ہے ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی کرتا ہے وہ مومن ہے اور جو خوشی کا اظہار نہیں کرتا ہے بے ایمان ہے ۔ پیغمبر دعائیں مانگتے رہے یا اللہ اپنا محبوب بھیج دے ۔ جب دریائے رحمت جوش میں آیا تو وہ رحمتِ

کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہم اُمتیوں کو بِن مانگے عطا کردی ۔ ایمان سے ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر جتنی بھی خوشی کریں کم ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں ' عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کے وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھے ہیں۔ غور کرو خواب والدہ نے دیکھے ہیں اور تعبیریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا ساری کائنات میں ساری ماؤں سے خوش نصیب ماں ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا امانت رکھنے والی ۔ جس کی گود میں دو جہاں کی امانت ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے شکم اطہر میں تھے ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے کچھ دِن پہلے خواب دیکھا ۔ نہایت مقدس خواب ۔ نہایت پاکیزہ خواب ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں ' نورانی چہرہ ' انوار کی بارش ہو رہی ہے اور جھومتے ہوئے خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور اُس بزرگ نے آتے ہی کہا ۔ اے آمنہ رضی اللہ عنہا تجھے مبارک ہو ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلا موقع ہے ' پہلی مرتبہ زیارت کی ہے ' آپ کون ہیں ؟ فرمایا ۔ آمنہ رضی اللہ عنہا میں ابو البشر آدم علیہ السلام ہوں میں خلیفۃ اللہ ہوں ۔ میں مسجود الملائکہ ہوں ' تمام انسانوں کا آبا جی ہوں اور تجھے مبارکباد دینے آیا ہوں ۔ میں ابو البشر ہوں اور رب تعالیٰ نے جو تجھے صاحبزادہ عطا کرنا ہے وہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی تعبیر ان لفظوں میں بیان فرمائی حضرت آدم علیہ السلام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہیں ؂

ظاہر میں میرے نخل حقیقت میں میری اصل

حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر میں میرے پھول اور پھل ہیں حقیقت میں میری جڑ ہیں۔

ظاہر میں میرے نخل حقیقت میں میری اصل
اُس گل کی یاد میں یہ صدا بُو البشر کی ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کچھ دِن کے بعد ایک اور بزرگ میرے خواب میں آئے اور اُس نورانی اور رُوحانی شخصیت نے بھی خوشیوں کا اِظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے آمنہ رضی اللہ عنہا تجھے مبارک ہو۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔ حضور آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جدالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوں۔ میں تجھے مبارکباد دینے آیا ہوں۔ رب تعالےٰ نے تجھے جو فرزندِ جلیل عطا کرنا ہے وُہ حبیبُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اعلیٰ حضرت عظیمُ البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ فرمایا خلیل اور حبیب میں فرق کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا نہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوتے نہ اسمٰعیل ذبیح اللہ ہوتے نہ کعبہ ہوتا نہ صفا و مروہ ہوتا۔ کائنات میں جو کچھ ہے یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے در کی ہے

پیغمبر آ کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ اے آمنہ رضی اللہ عنہا تجھے مبارک ہو تیری خوش نصیبی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ہم نبی اور رسول ہو کر تجھے مبارکباد دیتے ہیں اِس لئے کہ وُہ تشریف لا رہے ہیں جن کے صدقے ہمیں یہ سب کچھ مِلا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لا و ربِّ العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

پیغمبروں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکباد دی' خوشخبری دی۔

کسی ماں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ میرا بچہ مستقبل میں کیا ہوگا۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی والدہ کو نہیں پتہ تھا کہ میرا بچہ بانیِ پاکستان ہوگا۔ علامہ اقبال کی ماں کو بچے کی پیدائش پر یہ پتہ نہیں تھا کہ میرا بچہ مصورِ پاکستان اور شاعرِ مشرق ہوگا۔ بچے کی پیدائش پر ماں کو پتہ نہیں ہوتا کہ میرا بچہ مستقبل میں کیا بنے گا لیکن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب ماں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی پتہ لگ گیا کہ میرا بیٹا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات ساری رات میں نے خانہ کعبہ میں گزاری۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا آج میرے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ جو فوت ہو چکے ہیں اُن کی نشانی آئے گی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ساری رات بیت اللہ شریف میں رہے اور دعا مانگتے رہے یا اللہ ایسی اولاد عطا فرما جو میرے خاندان کے لئے عزت کا سبب بنے۔ قدرت کہہ رہی تھی عبدالمطلب رضی اللہ عنہ یہ صرف تیرے خاندان کی عزت کا سبب نہیں بنے گا بلکہ یہ تو میری ساری خدائی کی رحمت کا سبب بنے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب صبح صادق کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا کہ اچانک بیت اللہ میں تبدیلی آ گئی۔ بیت اللہ جھوم

رہا ہے اور جھوم جھوم کر اپنی پیشانی کو بیتِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف جھکا رہا ہے، دیواروں میں وجد ہے اور جو دیواروں کے ساتھ بُت لٹکے ہوئے تھے وہ گر رہے ہیں۔ انقلاب آگیا، بیتُ اللہ خوش ہو رہا ہے اور بُت گر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کا ترجمہ فرمایا

تیری آمد تھی کہ بیتُ اللہ مجرے کو جھکا
اور تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھرتھرا کے گر گیا

معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت خانہ کعبہ میں دو عمل ہو رہے تھے۔ بیتُ اللہ جھوم رہا تھا خوش ہو رہا تھا اور بیتُ اللہ کی دیواروں کے ساتھ جو بُت لپٹے اور چمٹے ہوئے تھے وہ زمیں بوس ہو رہے تھے۔ اس سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشیوں کا اظہار کرنا بیتُ اللہ کی سُنت ہے اور رنج و غم کرنا بتوں کا کردار ہے۔

اس دُنیا میں سب سے پہلے جس گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی منائی گئی وہ بیتُ اللہ شریف ہے۔ اللہ کا گھر۔ یہ نہیں کہ اللہ وہاں بیٹھتا، لیٹتا، سوتا ہے۔ اللہ بیٹھنے، لیٹنے اور سونے سے پاک ہے۔ بیتُ اللہ، اللہ کا گھر کیا معنیٰ۔ انوار و تجلیات کا مرکز۔ کائنات میں سب سے پہلے جس گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشیوں کا اظہار کیا گیا وہ تیرا میرا گھر نہیں تھا خدا کا گھر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں موجود تھے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بچی پیدا ہوتی تو باپ جلاد بن جاتا

بچّی کو ماں کی گود سے چھین کر چیختی چلاتی بچّی کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔
بچّی کی پیدائش پر گھر میں صفِ ماتم بچھ جاتی تھی۔ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا
میں تشریف لائے قُدرت کی طرف سے حکم ہوا فرشتو جاکر میری ساری خدائی
میں اعلان کردو آج کسی گھر میں لڑکی پیدا نہیں ہوگی۔ لڑکے پیدا ہوں گے
آج میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات ہے۔ آج کسی گھر میں صفِ ماتم نہیں
بچھے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہی ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر آئی۔
ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا آغاز نہیں کیا۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے
لیکن سُورج طلوع ہورہا ہو تو روشنی پہلے ہی آجاتی ہے۔ آفتابِ نبوّت
طلوع ہورہا ہے۔ کائنات میں نُور ہی نُور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت
رحمت کا آفتاب بن کر آئی۔ انوار و برکات کا عظیم الشّان سامان لے کر آئی۔
نُور ہی نور آگیا، اِنقلاب ہی اِنقلاب آگیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بے مثل
اور بے مثال ہے۔ اِس کی بہت سی مثالیں ہیں لیکن میں صرف اِشارہ کرنا چاہتا
ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بچّے ذبح کئے جارہے تھے،
خُون ہی خُون تھا۔ ہر دروازے پر نمرودی قاتلوں کے پہرے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی پیدائش کے وقت بچّے ذبح کئے جارہے تھے۔ گھر گھر فرعونی قاتلوں کے
پہرے تھے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت بیتِ آمنہ رضی اللہ عنہا
کے دروازے پر فرشتوں کے نُورانی پہرے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش
کے وقت والدہ غمگین ہے، غاروں کی تلاش میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش
کے وقت والدہ غمگین ہے پریشان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت

والدہ غمگین ہے جنگلوں کی تلاش میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں بلکہ مقدس خواتین دایاں بن کر آپکی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔

حدیث پاک کے اندر موجود ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لئے قدرت کی طرف سے چار جنتی خواتین تشریف لائیں ان میں حضرت حوا رضی اللہ عنہا، حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی والدہ محترمہ جن کی شان میں قرآن پاک میں سورۃ مریم نازل ہوئی، حضرت مریم رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لئے آئیں تو جس کی خادمہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا ہیں مخدومہ کا مقام کیا ہوگا۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو مجھے کوئی درد محسوس نہیں ہوا اور بچے کی پیدائش کی جو نشانیاں ہوتی ہیں ان میں سے کوئی نشانی موجود نہیں تھی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ مجھے یوں محسوس ہوا کہ مجھ سے نور طلوع ہوا ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بے مثل اور بے مثال۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو ناف قدرتی خوبصورت ہے۔ نار ٹو کاٹنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیا معنیٰ۔ باقی سب کی پرورش ماں کے پیٹ میں خون سے ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش خون سے نہیں۔ نور سے ہوئی ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مکۃ المکرمہ کی چار دیواری میں رونق افروز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مقدس
سے نُور طلوع ہوا۔ نُور کے جلوے فروزاں ہوتے اَور اِتنی نُور کی روشنی پھیلی
اَضَاءَتْ لِیْ قُصُوْرُ الشَّامِ میں نے اُس روشنی میں مکہ سے مُلکِ شام کے قلعے دیکھ
لئے۔ ہر طرف نُور ہی نُور کی شمع فروزاں تھی۔ ہر طرف نُور ہی نُور چھا رہا تھا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی رات نُور کہاں تھا جب حضرت جبرائیل
سے پُوچھیں تو حضرت جبرائیل زبانِ حال سے پُکار اُٹھے کہ فرش سے لے
کر عرش تک نُور ہی نُور تھا۔

معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں چراغاں کرنا سُنّتِ خدا
ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ابھی اُمّت بنی نہیں تھی۔ بجلی بنانے
والے سائنسدان ہی نہیں تھے۔ ابھی بلب ٹیوبیں بنانے والی مشینیں
ہی نہیں روشنیوں کا کوئی اِنتظام نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دِن
چراغاں کرنے والا کوئی اُمّتی نہیں۔ قدرت کی طرف سے اِعلان ہوا میرے
محبُوب نہ تُو بجلیوں کا محتاج نہ اُمّتیوں کا محتاج۔ اگر کوئی چراغاں کرنے والا
اِس وقت موجُود نہیں تو مَیں خُدا ہو کر چراغاں کا اِنتظام خود کرتا ہوں حضورِ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات فرش سے لے کر عرش تک نُور ہی نُور تھا۔
روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔

مہربانی کر کے فِقرہ نوٹ کر لو ربیعُ الاوّل شریف کی بارہ تاریخ کو جس گھر
میں روشنی نہیں اس کی قبر میں قیامت تک اندھیرا ہی رہے گا۔ اگر اپنی
قبروں کو منور کرنا چاہتے ہو تو میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چراغاں کر کے سُنّتِ خدا

ادا کیا کرو۔ ایمان سے مَیں تو کہتا ہوں یہ بجلی اور بلب تو در کنار۔ یا اللہ ہماری دُعا قبول فرما، ہمارے دِلوں کو چراغ بنا دے تاکہ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشی میں قربان کردیں۔

میلادُالنّبی کے مُنکر ہمیں سمجھاتے ہیں، کہتے ہیں سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں میلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو جاتا ہے، میلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر علیحدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر ہی کر لینا چاہیئے۔ مَیں دلائل کی روشنی میں دستک دینا چاہتا ہوں۔ سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق یہ ہے۔ میلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذِکر پاک ہے اور سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبّہ میں جو کام کیئے اُن سب کو اکٹھا کر لیا جائے تو سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم بنتی ہے۔ سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بڑی کتابیں اور کئی کئی ہزار صفحوں پر کئی کئی جلدوں میں بے شمار کتابیں بازار میں موجود ہیں، سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی کتاب اُٹھا کر پڑھو گے تو اُس کا پہلا باب ہی میلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ مَیں حیران ہوتا ہوں یہ مُنکر ساری کتاب مانتے ہیں پہلا باب نہیں مانتے۔ یہ اِسی طرح ہے جس طرح کوئی سارا قرآن ملنے سُورۃ فاتحہ نہ مانے۔ سُورۃ فاتحہ کا انکار سارے قرآن کا اِنکار ہے۔ میلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اِنکار پوری سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اِنکار ہے۔ اِن بے وقوفوں کو کون سمجھائے سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبّہ ہے۔ میلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وسلم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہی نہ ہوتے تو سیرت کہاں سے ملتی۔ ہمیں تو سیرتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملی ہے

تو میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملی ہے ۔

حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ آج سے تقریباً ساڑھے آٹھ سو سال پہلے کے محدّث ہیں اور یہ وُہ ہستی ہیں جنہوں نے تقریباً دو لاکھ یہودیوں کو کلمہ پڑھایا ہے۔ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر کرنے کا رب تعالےٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص ملکہ عطا کیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد شریف کی سرزمین پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کا ذِکر کرتے تھے تو مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ اِردگِرد یہودیوں اور عیسائیوں کی بستیاں ہوتی تھیں۔ جب وُہ مسلمانوں کا یہ جذبہ دیکھتے تھے تو وُہ یہودی اور عیسائی بھی آکر دائیں بائیں کھڑے ہوجاتے سُنیں کہ مُسلمان بیان کیا کرتے ہیں۔ جب علامہ امام محدث اِبن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اُن تاریخی محافل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکرِ میلاد کرتے تھے تو مسلمانوں کا ایمان تازہ ہوتا تھا اور جو یہودی اور عیسائی آکر سُنتے تھے وُہ کلمہ پڑھ پڑھ کر مُسلمان ہوتے تھے ۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد میں اِتنی قوت ہے ایمان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر سُن کر کئی یہودی مسلمان ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر سُن کر کئی عیسائی، ہندو اور سِکھ مسلمان ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر سُن کر ناراض ہونے والوں کا پتہ نہیں خمیر کہاں کا ہے۔ اَب سنو حضرت امام محدّث ابنِ جوزیؒ کے تبرکات تاکہ آپ سب کو معلوم ہو جائے۔ ہمارے محدّثین اور مُفسّرین کس شان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکرِ میلاد کرتے تھے۔ علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَلِدَ الْحَبِیْبُ وَمِثْلُہٗ لَا یُوْلَدُ ۔ جِس شان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کوئی

بھی اِس شان سے پیدا نہیں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بے مثل اور بے مثال ہے۔ اِمام محدّث اِبن جوزی فرماتے ہیں۔

وُلِدَ الحَبِیبُ وَخَدُّہٗ یَتَوَرَّدُ　حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخسار گُلاب کے پھولوں کی طرح تھے۔ کلام محدّث کا اور ترجمہ مجدّد کا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ فرماتے ہیں ؎

سرتا بقدم ہے تنِ سُلطانِ زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول بدن پھول

حضور سَر سے لے کر پاؤں تک پھول ہی پھول ہیں۔ اِمام محدّث اِبن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وُلِدَ الحَبِیبُ مُکَحَّلاً وَّ مُطَیَّباً

جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوا تھا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی کا نُورانی سُرمہ آنکھوں میں چمک رہا تھا۔ قدرت نے کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دھونے کی ضرورت نہیں ہم نے آبِ رحمت سے دھو کر بھیجا ہے وَمُطَیَّباً اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

اِمام محدّث اِبن جوزی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں وَالنُّورُ مِنْ وَّجَنَاتِہٖ یَتَوَقَّدُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دُنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخساروں سے نُور برس رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا وقت آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی موجود ہیں آپ فرماتی ہیں ہم نے عام دستور کے مطابق غسل دینے کا اِنتظام کیا، پانی وغیرہ تیار کہ حضور کو غسل دیا جائے، غیب سے آواز آئی خبردار عام بچّوں کی طرح میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی ضرورت نہیں۔ غسل اُسے دیا جاتا ہے جو ناپاک پیدا ہو یہ تو پاک ہیں ؎

ملا ہے آمنہ رضی اللہ عنہا کو فضلِ باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحرِ ہستی میں کوئی دُرِ یتیم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا

ایمان سے غور کرو جس ہستی کی پیدائش پاک ہے اُس کی باقی زندگی کا مقام کیا ہوگا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہوئے پیدا نہیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور دُعا مانگی رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ۔ یا اللہ میری اُمت بخش دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میلاد کے دِن ہی دُعا مانگی اور صِرف اُمت کے لئے مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا یا اللہ ساری دُنیا کو بخش دے۔ معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی منائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے بخشا جائے۔ ان ظالموں کو کیا خبر حقیقتِ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مانتے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا ہوتے ہی نبی نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں چالیس سال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوّت ملی ہے۔ چالیس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوّت نہیں ملی۔ لیکن چالیس سال ابوجہل ابولہب اور تمام مُشرکینِ مکہ مانتے رہے کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا لال امین ہے صادق الوعد ہے سچا ہے۔ چالیس سال تک میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے اور چالیس سال کے بعد ابوجہل، ابولہب اور مشرکینِ مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے معلوم ہوتا ہے ان کا آپس میں کوئی گہرا تعلق ہے اور ہم اہلسنّت وجماعت میلاد النبی منا کر اعلان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بلکہ پیدا ہونے سے پہلے بھی نبی تھے۔ اب میں ایک حوالہ دیتا ہوں۔ یہ بھی شکر ہے اِس کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔ مشہور

حدیث ہے ۔ ترمذی شریف کی کتاب میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا قیمتی سوال پوچھا ۔ عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم
مَتیٰ وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ ط آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کب کے ہیں ۔ اب غور کریں ۔ ہر صحابی کو
پتہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں اپنی نبوّت کا اعلان کیا ہے ،
اس کے باوجود پوچھ رہے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کب کے ہیں ۔ سوال سے
معلوم ہوتا ہے نبوّت کا ملنا اور ہے نبوّت کا اعلان کرنا اور ہے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
عرض کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر پاک میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت
کا اعلان کیا ہے ۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں کب کے ۔ جب
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُنْتُ نَبِیًّا میں اُس وقت
بھی نبی تھا وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کی منزلوں
کو طے کر رہے تھے ' اور ایک روایت میں ہے کُنْتُ نَبِیًّا میں اُس وقت بھی
نبی تھا وَاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کی منزلوں کو
طے کر رہے تھے ۔ ابھی آدم علیہ السلام بنے نہیں تھے میں نبی تھا۔

اہلسنّت و جماعت ویسے ہی نہیں میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ۔ ہم میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم
منا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کے وقت بھی نبی تھے '
پیدائش سے پہلے بھی نبی تھے اور پیدائش کے بعد بھی نبی ہیں ۔ ہر طرف
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا سورج طلوع ہے اور نبوّت کی نورانیت سے کائنات
چمک اور دمک رہی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی دعا مانگی اور یہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دعا ہے ۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ یا اللہ میری امّت کو بخش دے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے دُعا مانگی ہے اور اُمت اُس کی ہوتی ہے جو بنی ہوتا ہے۔ اُمت ابھی بنی نہیں گناہ کئے نہیں دُعا پہلے ہو رہی ہے کیا معنیٰ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا ہوتے ہی پتہ تھا میری اُمت بڑی گنہگار ہو گی۔ بڑی سیاہ کار ہو گی۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں یا اللہ ان کے گناہوں کو نہ دیکھ، اِن کی سیاہ کاریوں کو نہ دیکھ، میرے دامن کو دیکھ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اُمت کی بخشش کی دُعا مانگی۔ جس آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی ہمیں یاد کیا ہم اُس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکرِ میلاد کیوں نہ منائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارکہ کی خوشی میں ہم جھنڈیاں لگاتے ہیں، مُنکر فتوے لگاتے ہیں۔ قمقمے ہم لگاتے ہیں، دورے اُن کو پڑتے ہیں، مرچیں ہم لگاتے ہیں، لگتی اُن کو ہیں۔ عجیب قسم کا اِنتظام ہے۔ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُنکر ایک مولوی سپیکر میں بڑے زور وشور سے کہہ رہا تھا سُنّی بڑی فضول خرچی کرتے ہیں، بڑی بجلی خرچ کرتے ہیں، جھنڈیاں لگاتے ہیں دیگیں پکاتے ہیں، یہ سب فضول خرچی ہے کچھ دِنوں کے بعد اُس کی بیٹی کی شادی تھی، اُس نے اپنی بیٹی کی شادی پر پورے محلّے میں بجلی لگائی، خوب دیگیں پکائیں، شاندار اِنتظام کیا۔ ایک غیرت مند نوجوان اُس مولوی صاحب کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہا مولوی صاحب ہم نے میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں چراغاں کیا تو آپ نے کہا فضول خرچی ہے اور تم نے اپنی بیٹی کی شادی پر پورا محلّہ ہی بجلی سے سجادیا ہے۔ کیا یہ فضول خرچی نہیں ہے اُس مولوی صاحب نے نوجوان کو غُصّے سے کہا خاموش ہو جا۔ میری ایک ہی تو بیٹی ہے مجھے اُس سے بہت زیادہ محبّت ہے۔ یہ جو میں نے شاندار اِنتظام کیا ہے

میں نے تو اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔

نوجوان نے کہا ہم جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چراغاں کرتے ہیں، کیا دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے تمہیں بیٹی سے محبت ہے ہمیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے ؎

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہ جو جان فدا کرتے ہیں
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں کچھ تو دیا کرتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سلسلے میں حدیث پاک کے اندر موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات فرشتوں کے سردار اور فرشتوں کے امام حضرت جبرائیل علیہ السلام کو قدرت کی طرف سے حکم ہوا۔ فرمایا جبرائیل۔ ثَلٰثَۃَ اَعْلَامٍ یہ تین نور کے جھنڈے لے جاؤ۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہمیں کہتے ہیں جھنڈیاں لگانا شرک ہے بدعت ہے۔ منکرو تم جھنڈیوں کی بات کرتے ہو رب تعالےٰ جھنڈوں کی بات کرتا ہے۔ اگر میں حدیث نہ دکھاؤں تو مجرم ہوں، موت کی سزا دے دو اور اگر جبرائیل علیہ السلام کو جھنڈے دیئے گئے ہیں تو تمہارا خانہ ہی خراب ہو جائے تمہارا بیڑہ ہی غرق ہو جائے۔ ظالمو نہ تمہیں خدا پر یقین، نہ تمہیں جبرائیل پر یقین، نہ تمہیں قرآن پر یقین، نہ تمہیں حدیث پر یقین۔ پتہ نہیں شیطان نے کہاں بیٹھ کر تم پر جادو کیا ہے۔ میں نے خود کتابوں میں پڑھا ہے۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی لگائی۔ فرمایا جبرائیل علیہ السلام یہ تین نور کے جھنڈے لے جاؤ۔ ایک جھنڈا بیتِ آمنہ رضی اللہ عنہا پر لہرا دو، ایک جھنڈا بیت اللہ کی چھت پر لہرا دو اور ایک جھنڈا آسمانوں کی بلندیوں پر لگا دو۔ اس میں ایک اشارہ

یہ بھی ہے جس کا جہاں جھنڈا ہوتا ہے وہاں تک اُس کی حکومت ہوتی ہے تو صاف معلوم ہوا سلطنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرش سے لے کر عرش تک ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اللہ اللہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین نور کے جھنڈے لئے۔ ایک جھنڈا بیتِ آمنہ رضی اللہ عنہا پر لہرا دیا، ایک جھنڈا بیت اللہ کی چھت پر لہرا دیا اور ایک جھنڈا آسمانوں کی بلندیوں پر لہرا دیا۔ وہ نور کا جھنڈا مشرق و مغرب تک لہرا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

اے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری عظمت کا جھنڈا تو عرشِ معلیٰ کی بلندیوں پر لہرا رہا ہے، ہم فرشی ہیں، ہم کاغذ اور کپڑے کی جھنڈیاں لہرا رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نور ہیں نور کے جھنڈے لہرا رہے ہیں، ہم گھروں میں جھنڈیاں لگاتے ہیں۔ جہاں تک ہماری پہنچ ہے۔ حضرت جبرائیل کو وہاں جھنڈے لہرانے کا حکم ہوا جہاں تک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پہنچ ہے۔ میں تو اِس نتیجے پر پہنچا ہوں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مقدسہ پر قدرت کی طرف سے چراغاں کا انتظام نہ ہوتا تو ایمان سے اُمتیوں کے

تصور میں بھی نہ آتا کہ چراغاں کرنا چاہیئے۔ اگر قدرت کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام کو جھنڈے نہ دیئے جاتے، حضور ﷺ کی پیدائش پر حضرت جبرائیل جھنڈے نہ لہراتے تو قیامت تک کوئی امتی بھی جھنڈی نہ لگاتا۔

معلوم ہوتا ہے چراغاں کرنا سنتِ خدا ہے، جھنڈیاں لگانا سنتِ جبرائیل علیہ السلام ہے اور قدرت کی طرف سے ہمیں یہ پیغام مل رہا ہے کہ تم بھی میرے محبوب ﷺ کی خوشی میں چراغاں بھی کرو اور جھنڈیاں بھی لگاؤ۔ ہم اہلسنت وجماعت حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں چراغاں کرکے سنتِ خدا ادا کرتے ہیں اور جھنڈیاں لگا کر سنتِ جبرائیل علیہ السلام ادا کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری پر نبی علیہ السلام مبارک باد دے رہے ہیں، فرشتے مبارکباد دے رہے ہیں، سمندر کی مچھلیاں دوڑ دوڑ کر ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہی ہیں، ہواؤں میں پرندے ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہیں۔

بخاری شریف کے اندر موجود ہے جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جاکر ابولہب کو خوشخبری دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ جو فوت ہو چکے ہیں ان کے ہاں یتیم بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب کو بڑی خوشی ہوئی کہ میرے بھائی کی نشانی آگئی۔ جب اس نے بھتیجے کی خوشخبری سنی تو اس نے ہاتھ کی انگلی سے لونڈی کو اشارہ کرکے کہا۔ جا تجھے اس خوشی میں میں آزاد کرتا ہوں، اب تو آزاد ہے۔ میلادالنبی ﷺ کے منکروں نے نتیجہ نکالا۔ کہتے ہیں حضور ﷺ کی پیدائش پر خوشی کرنا کافروں کا کام ہے۔ ان بے ایمانوں

کو پتہ نہیں ہے کہ اُس وقت تو اِسلام اَور کُفر کا سبق ہی نہیں تھا۔ ابھی تو ابولہب کو بھی نہیں پتہ کہ پیدا ہونے والا کون ہے، اُس نے صِرف بھتیجا سمجھ کر خوشی منائی ہے۔ وقت گُزرتا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر پاک چالیس سال ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِعلانِ نبوّت فرمایا، بُتوں کی تردید فرمائی۔ ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دُشمنی کی اَور اُسی دُشمنی میں ابولہب کا خاتمہ ہوگیا۔ جب ابولہب حالتِ کُفر میں مرگیا تو ابولہب کا سگا بھائی اَور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو ایمان لائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ابولہب کے مرنے کے کچھ دِنوں کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ ابولہب کا بڑا منحوس چہرہ ہے، بگڑی ہوئی صُورت ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پُوچھا ابولہب بتا کیسے گُزر رہی ہے تو ابولہب نے کہا۔ بھائی عباس رضی اللہ عنہ میں تو بھتیجا ہی سمجھتا رہا، مرنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ وُہ تو واقعی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ واقعی امامُ الأنبیا ہے۔ ابولہب کو مرنے کے بعد احساس ہوا۔ اِسی لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

مرنے کے بعد تو سارے مانیں گے لیکن وُہ ماننا کام نہیں آئے گا۔ ماننا ہے تو آج مانو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خواب میں ابولہب نے کہا چونکہ میں نے کلمہ نہیں پڑھا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا اُس کُفر کی وجہ سے مجھے جہنم رسید کردیا گیا۔ پیر کے دِن کے سوا باقی دِنوں میں مجھے شدید عذاب ہوتا ہے لیکن جب پیر کا دِن آتا ہے تو میری سزا میں کمی ہوجاتی ہے اَور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں جِن اُنگلی

سے مَیں نے اشارہ کر کے لونڈی کو آزاد کیا تھا اُس اُنگلی سے پیر کے دن پانی کے قطرے بہتے ہیں جس سے مَیں ہفتے بھر کی پیاس بجھاتا ہوں۔

اِس سے ایک نتیجہ یہ بھی نِکلا کہ ہم تو سال کے بعد حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں رب تعالےٰ کی بارگاہ میں تو ہر پیر کو خوشی منائی جاتی ہے۔

ہم مِیلادُالنّبی ﷺ کے مُنکروں کو کہتے ہیں تفسیر اُٹھا کر دیکھو جس کا خاتمہ کُفر پر ہو اُس کی ساری نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ کِسی کافر کی سزا میں کمی نہیں۔ ابولہب تو بہت بڑا کافر ہے اُس کی سزا میں کمی ہو رہی ہے۔ صرف یہی ایک واقعہ ہے جِس سے کافر کی سزا میں کمی ہو رہی ہے۔ اِس روایت سے معلوم ہوا کُفر ساری نیکیوں کو کھا جاتا ہے لیکن حضور پاک ﷺ کی مِیلاد پاک کی خوشی والی نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔ ابو لہب نے جِس اُنگلی سے اشارہ کر کے لونڈی کو آزاد کیا تھا وُہ اشارہ بھی خالی نہیں گیا۔ اُس اُنگلی سے ہر پِیر کو پانی کے چشمے بہتے ہیں جسے وُہ چُوس چُوس کر اپنی ہفتے بھر کی پیاس بجھاتا ہے۔ جِس نے حضورِ اکرم ﷺ کی پیدائش پر یتیم بھتیجا سمجھ کر خوشی منائی کافر ہونے کے باوجود اُسے دوزخ میں اِنعام مِل رہا ہے۔ تو جو حضور ﷺ کا کلمہ پڑھ کر حضور ﷺ کا اُمّتی ہو کر، صاحبِ ایمان ہو کر، حضور ﷺ کو اِمامُ الانبیاء مان کر حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منائے اُس کا مقام کیا ہوگا۔ ابولہب کو تو اُنگلی سے پانی چُوسنا پڑتا ہے ہمارے لئے تو اِن شاء اللہ حوضِ کوثر کے جام ہوں گے اور وُہ لونڈی ثُوَیبہ جس نے جا کر ابولہب کو حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی، اندازہ کریں اُن کو کیسا اِنعام ملا۔ وُہ لونڈی حضور ﷺ کی رضاعی ماں بن گئی۔ اِمامُ الانبیاء حضورِ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر پاک میں اعلانِ نبوت فرمایا حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور صحابیہ بن گئیں۔

برادرانِ ملت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی یہ خوشی کبھی ضائع نہیں جائے گی بلکہ مرنے کے بعد یہ خوشی درجات کی بلندی کا سبب بنے گی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقتوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ اللّٰہُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

بچپنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محترم و معزز حاضرین و سامعینِ کرام قرآن پاک کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ: اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیا تجھے یتیم نہیں پایا اور جگہ دی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یتیم تھے بلکہ دُرِّ یتیم تھے۔ مَیں نے لغت کی کتاب میں پڑھا ہے۔ دُرِّ یتیم کو "قیمتی ہیرا" کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کو قرآن کی آیت بنا کر بھیجا۔ حالانکہ یتیم بچے کو لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن رب تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کو بطورِ شان بیان کیا ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیا تجھے یتیم نہیں پایا اور جگہ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یتیمی کی حالت میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے اُس یتیمی کا ذکر قرآن پاک میں کیا اور یہ بات یاد رہے بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام اُولُوالعزم رسول یتیم پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یتیم پیدا ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام یتیم پیدا ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو قدرتی یتیم پیدا ہوئے اور ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھی یتیم پیدا ہوئے۔ اکثر بڑے بڑے اولیاء، کاملین محدثین یتیم پیدا ہوئے۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ یتیم پیدا ہوئے، داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ یتیم پیدا ہوئے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ یتیم پیدا ہوئے، بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ یتیم پیدا ہوئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ یتیم پیدا ہوئے۔ خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ یتیم پیدا ہوئے معلوم ہوتا ہے جو یتیم ہوتا ہے اُس پہ دُرِ یتیم کا ہاتھ ہوتا ہے۔ بچے کے پیدا ہونے سے پہلے یا بچے کے بچپن میں جس کا باپ فوت ہو جائے اُسے یتیم کہتے ہیں۔ بالغ ہونے سے پہلے اُس بچے کو یتیم کہا جاتا ہے، جب بالغ ہو جائے تو یتیمی ختم۔ ہمارے پاکستان میں کئی ستر ستر سال کے یتیم ہیں وہ ساری عمر اپنے آپ کو یتیم ہی کہتے رہتے ہیں۔ یتیم صرف اُس بچے کو کہتے ہیں جس کے بچپن میں والد کا سایہ اُٹھ جائے۔ بالغ ہونے سے پہلے وہ یتیم ہے۔ جس بچے کی ماں فوت ہو جائے اُسے مسکین کہتے ہیں اور ماں باپ دونوں فوت ہو جائیں تو وہ مکمل یتیم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یتیمی میں بھی مکمل یتیم ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حسن و جمال کے پیکر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مکہ سے کسی تجارتی سفر کیلئے نکلے۔ تجارتی سفر میں آپ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور مدینہ شریف میں آپ رضی اللہ عنہ اپنے سسرال تشریف لے آئے۔ مدینہ منورہ میں تقریباً ایک مہینہ بیمار رہے اور ایک مہینے کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے کچھ ہفتے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

مہربانی کر کے یہاں ایک نکتہ نوٹ کرلیں۔ جب بھی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو گا

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کا بھی ذِکر ہوگا اُور جو میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں وُہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو جنّتی مانتے ہیں ۔ جو میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مانتے وُہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو جنّتی نہیں مانتے ۔ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کے ایمان کے قائل نہیں ہیں نَعُوذُ بِاللہِ مِن ذٰلِک اُور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوّت سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے ' ایمان نہیں لائے جنّتی کیسے ہوسکتے ہیں ۔ مَیں سمجھانے کی نیّت سے عرض کرتا ہوں ' ہمارا کام ہے سمجھانا ۔ سمجھ میں آنا یا نہ آنا یہ اپنا اپنا نصیب ہے ۔ دو نبیوں کے درمیانی زمانے کو قرآن نے فَترَت کا دَور کہا ہے ۔ ایک نبی تشریف لے گیا ہو اُور دوسرا نبی آنے والا ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لے جانے کے بعد اُور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں تشریف لانے تک درمیان میں تقریباً پونے چھ سَو سال کا زمانہ نبی سے خالی زمانہ ہے ۔ جِس زمانے میں کوئی نبی موجُود نہ ہو اُسے فَترَت کا دَور کہتے ہیں اُس فَترَت کے دَور میں اللہ کی توحید کو ماننا ہی کافی ہے ۔ اللہ کی توحید کو ماننا ' اُس پہ قائم رہنا اُور کُفر و شِرک نہ کرنا ہی مومن اُور جنّتی ہونے کی نشانی ہے اُور یہ فَترَت کا دَور ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ ' دادا ' دادیوں پر اپلائی (APPLY) ہوتا ہے ۔ اُس دَور میں اُنہوں نے کسی بُت کی پُوجا نہیں کی ۔ پُوجا نہ کرنا ہی اُن کے ایماندار اُور جنّتی ہونے کی نشانی ہے ۔ مَیں نے حدیث اُور تفسیر کی بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے ۔ میرا چیلنج ہے کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے ثابت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ نے کبھی بُت کو پُوجا ہو ۔ جب

کتابوں سے ثابت نہیں ہے تو ان ظالموں کو شرم آنی چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو جہنمی کہنے والے ظالمو تم خود جہنمی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ تو موحّد ہیں، مومن ہیں اور جنّتی ہیں۔ فترت کے اُس دور میں بتوں کے نام پہ نام رکھے جاتے تھے۔ عبدالقنم، عبدیغوث، عبدالعزیٰ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ اللہ کا بندہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا۔ امانت رکھنے والی۔ جس کی گود میں دونوں جہان کی امانت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کے نام بھی شرک سے پاک رکھّے ہیں۔ اُن کے نام بھی شرک سے پاک ہیں، اُن کے کام بھی شرک سے پاک ہیں اور یہی عقیدہ ہے اہلسنّت وجماعت کا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کی شان کسی جہنمی کُتّے سے مت پُوچھو، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَم اَزَل اُنقَلُ مِنۡ اَصۡلَابِ الطَّاهِرِيۡنَ اِلٰی اَرۡحَامِ الطَّاهِرَاتِ

میں پاک پُشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ پُشت باپ کی ہوتی ہے، رحم ماں کا ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پُشت۔ حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا رحم۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پُشت، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا رحم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک۔ حضرت حوّا رضی اللہ عنہا سے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جہاں جہاں سے میرا نُور گزرا ہے وُہ سارے کے سارے شرک اور کُفر سے پاک ہیں۔ بعض ایسے ایسے جاہلیّت کے دور گزرے ہیں کہ نکاح کا تصوّر بھی نہیں تھا۔ لوگ زانی

ہوتے تھے۔ بغیر نکاح کے بچے پیدا ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک میری پانچ سو مائیں ہیں اور میری ساری مائیں نکاح میں آئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ماؤں کی تعداد کا بھی پتہ ہے اور اُن کے کردار کا بھی پتہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک تقریباً پانچ سو نسلوں کی شہادت اور ضمانت دی ہے۔ اِن ظالموں کو جن کا کلمہ پڑھتے ہیں اُن کی ضمانت بھی قبول نہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اور تم پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی صدی کے بہت بڑے مجدد اور لاکھوں حدیثوں کے حافظ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے عاشق تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کے جنتی ہونے کے متعلق دس رسالے لکھے۔ ایک رسالہ لکھا۔ کسی نے اعتراض کیا کہ حدیث ضعیف ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے مقابلے میں ایک اور رسالہ لکھا۔ پھر کسی نے اعتراض کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر رسالہ لکھا۔ پھر اعتراض پھر رسالہ' پھر اعتراض پھر رسالہ۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کے جنتی ہونے کے بارے میں تقریباً دس رسالے لکھے۔ دسویں رسالے کے آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فیصلہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو جنتی نہیں مانتے اُن کا عقیدہ

جہنمی ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو جنتی نہیں مانتا اُس کا خاتمہ خراب ہوگا۔ وہ قبر کی دہلیزوں پہ جا کر تڑپے گا اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو جنتی مانتا ہے وہ خود اپنے لئے جنتوں کے دروازے کھولتا ہے۔

جب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کے جنتی ہونے کے متعلق دس رسالے لکھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھتر مرتبہ اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جاگتے ہوئے پچھتر مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کل قیامت کے دن حضرت یونس علیہ السلام جب جنت میں جانے لگیں گے تو قدرت کی طرف سے حکم ہوگا۔ یونس علیہ السلام اس مچھلی کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ جس مچھلی کے پیٹ کو آپ علیہ السلام کے قدم لگے ہیں، آپ علیہ السلام کے قدموں کے طفیل اس مچھلی کو ہم نے جنتی بنا دیا ہے۔ اب میں بڑی عاجزی اور سادگی سے پوچھتا ہوں جس مچھلی کے پیٹ کو حضرت یونس علیہ السلام کے قدم لگ جائیں وہ مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کے قدم پاک کی حرمت اور عزت کی وجہ سے جنت میں جا رہی ہے تو جن شکم اطہر کو محبوب خدا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگ جائیں اس کا مقام کیا ہوگا۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی والدہ ہیں جن کے بطن اطہر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں اور کچھ ماؤں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں دودھ پلایا ہے امام اہلسنت امام احمد رضا خاں تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ تحقیقات کا شہنشاہ اسلام کے چودہ سو سالہ تمام کتابوں پر جس کی نظر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام کتب کا

مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ رضاعی مائیں ہیں جن خوش نصیب ماؤں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں دودھ پلایا تھا وہ ساری کی ساری کلمہ پڑھ کر صاحبِ ایمان ہوئی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ رضی اللہ عنہا بنی ہیں۔

غور کریں کتنی کوشش سے اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے نتیجہ عکس کیا ہے فرماتے ہیں جن ماؤں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں دودھ پلایا وہ مومنہ ہوگئیں، جنتی ہوگئیں تو جس ماں کے پیٹ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۹ ماہ رہے ہیں اُس ماں کا مقام کیا ہوگا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں تھیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی ماں ہیں۔ جہاں سے ایمان ملتا ہے ان بے ادبوں گستاخوں کو یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے جس کے پاس ایمان کی دولت نہیں اُس کے پاس عقل بھی نہیں۔ عقل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ملتی ہے ورنہ ابوجہل بڑا عقلمند تھا وہ بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کو کہتا تھا اِسے عقل نہیں۔ اِس کی زبان ٹھیک نہیں۔ ابوجہل بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کو بے وقوف کہتا تھا اور ساری قوم ابوجہل کو سب سے زیادہ عقل مند کہتی تھی لیکن ابوجہل ایمان نہیں لایا ابوجہل ہوگیا، جاہلوں کا باپ ہوگیا۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کے بھی اُستاد ہوگئے۔ عقل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے آتی ہے۔

برادرانِ ملت اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کا ذکر کیا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو قرآن و حدیث میں محفوظ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک ادا محفوظ ہے۔ اِس دور میں ہر چیز

کی حفاظت کا انتظام موجود ہے۔ صدر، وزیر تقریریں کرتے ہیں، جو کام کرتے ہیں ایک ایک خبر اخبار میں چھپ جاتی ہے۔ رائٹرز، رپورٹرز، فوٹو گرافروں کی فوجیں ہر وقت بادشاہوں، وزیروں کے ساتھ ہیں۔ اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ محفوظ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن ہم دعوے سے ثابت کر سکتے ہیں کہ ان تمام انتظامات کے باوجود ساری دُنیا کے بادشاہوں، وزیروں کی زندگیاں غیر محفوظ ہیں ناقص ہیں اور ہمارے آقا ﷺ اُس وقت تشریف لائے جب کوئی انتظام نہیں تھا کوئی چھاپہ خانہ نہیں تھا، کوئی رائٹر رپورٹر نہیں تھا، کوئی فوٹو گرافر نہیں تھا بلکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں تصویر مت اتارو، تصویر کھینچنے والا جہنم میں جائے گا۔ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے جب حضور ﷺ دُنیا میں تشریف لائے تو اِس قسم کا کوئی انتظام نہیں تھا اِس کے باوجود حضور ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ساری قوم کے سامنے موجود ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کے بچپن کے واقعات کیسے ہیں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے پُوچھو۔ حضور ﷺ کی رضاعت کا وقت کیسے گزرا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے پُوچھو۔ حضور ﷺ کی چھ سال تک کی عُمر کیسے گزری حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے پُوچھو۔ حضور ﷺ کی آٹھ سال کی عُمر کیسے گزری حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے پُوچھو، حضور ﷺ کی بارہ سال کی عُمر کیسے گزری ہے ابوطالب سے پُوچھو۔ حضور ﷺ کی پچیس سال کی عُمر کیسے گزری خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پُوچھو۔ حضور ﷺ کی چالیس سال کی عُمر کیسے گزری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پُوچھو۔

ہم حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے کے واقعات بھی بتا سکتے ہیں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور پیدائش کے بعد کے واقعات کا بھی ایک ایک لمحہ محفوظ ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت معاشرے کا طور طریقہ یہ تھا ۔ مختلف دیہاتوں سے دایاں شہر میں آتیں اور جس جس گھر میں بچہ پیدا ہوتا اُن گھروں سے بچوں کو ساتھ لے جاتیں ۔ چار یا پانچ سال دیہاتی علاقے میں بچے کی پرورش کرتیں تاکہ بچہ صحت مند ہو جائے ۔ بچوں کے ماں باپ اُن دائیوں کی خدمت کرتے ۔ انعام مزدوری وغیرہ دیتے ۔ اُس خدمت پر اُن دائیوں کی گزر اوقات ہوتی ۔

اسی طرح حسبِ معمول قبیلہ بنو سعد کی بڑی امیر دایاں بڑی بڑی طاقتور خوبصورت سواریاں لے کر اور شاندار قسم کا انتظام کر کے شہر مکہ میں آئیں ۔ اُن دائیوں میں سب سے غریب دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا غربت و افلاس کی تصویر پھٹے ہوئے میلے کچیلے کپڑے ، ٹوٹی ہوئی جوتی اور بالکل کمزور دُبلی پتلی اُونٹنی ۔ دُور سے ہی معلوم ہوتا تھا غریبی آ رہی ہے ۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جہاں جہاں بچہ کا سنتی ہیں اُس گھر پہنچتی ہیں ۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو کوئی بھی اپنے گھر میں داخل نہیں ہونے دیتا ۔ آپ رضی اللہ عنہا کی حالت دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہا کو غریب سمجھ کر کوئی بھی اپنا بچہ دینا پسند نہیں کرتا اور اُدھر امیر دایاں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں بچے کو دیکھتی ہیں ، نُور کی تصویر ہے ' نہایت مقدس ادائیں نہایت حسین و جمیل شہزادہ ' حُسن و جمال کا پیکر دیکھ کر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جانا چاہتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا دائی کے کان میں کہہ دیتی ہیں بچہ یتیم ہے ۔ وہ دائی سوچتی کہ یتیم بچے کی پرورش کر کے مجھے کیا

ملے گا۔ مجھے تو دولت چاہیئے وُہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم سمجھ کر چھوڑ جاتی ہے۔
اندازہ کریں لالچی لوگ کتنے محروم رہ جاتے ہیں۔ جتنی دائیاں آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم سمجھ کر چھوڑ جاتی ہیں۔ میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے لئے راستے صاف کردیئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سارے شہر سے مایوس ہوکر بیتِ آمنہ رضی اللہ عنہا کے سامنے آکر کھڑی ہوگئیں۔

مَیں تو اِس نتیجے پر پہنچا ہوں اگر حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بھی امیر ہوتیں تو کسی اور بچے کو لے کر چلی جاتیں۔ حلیمہ سعدیہ کو غربت دی ہی اِس لئے گئی ہے۔ غریب رکھا ہی اِس لئے گیا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی گود میں آئیں۔ مَیں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیو! غریب ہوکر پریشان نہ ہونا۔ پتہ نہیں تمہاری غریبی پر میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑ جائے ؂

وُہ نبیوں میں رَحمت لقب پانے والا
مُرادیں غریبوں کی بھر لانے والا
غریبوں کا ملجیٰ یتیموں کا ماوا
وُہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی غربت پر کروڑوں بادشاہیاں قربان۔ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ہیں لیکن حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بعد کائنات میں سب سے زیادہ خوش نصیب خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں آج اُن کے خطبے منبروں پر پڑھے جارہے ہیں اور قیامت تک پڑھے جاتے رہیں گے۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑی ہیں کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داداجان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو دروازے کے سامنے غربت کی تصویر کھڑی ہے۔ فرمایا تم کون ہو، کیا لینے آئی ہو؟ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میں بھی بنو سعد کی ایک دائی ہوں۔ مکے کے ہر گھر میں گئی ہوں لیکن مجھے غریب سمجھ کر کسی نے بچہ نہیں دیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا حلیمہ سعدیہ پریشان نہ ہو تجھے غریب سمجھ کر کوئی بچہ دیتا نہیں میرے پوتے کو یتیم سمجھ کر کوئی لیتا نہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر داخل ہوئیں دیکھا تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں نور چمک رہا ہے۔ یہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو بھی نہیں پتہ کہ آج مجھے کیا ملنے والا ہے۔

یہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بھید کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور مسکرانے میں راز یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو اپنی خدمت کے لئے قبول کر لیا۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دستِ نبوت کو پھیلایا۔

نبی اپنی اداؤں سے پہچانے جاتے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اُدھر فرعون نے سپاہیوں کو حکم دیا تھا کہ جو بچہ پیدا ہو اُسے ذبح کر دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پریشان ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی والدہ کو وحی فرمائی۔ اُمِ موسیٰ۔ بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا کی لہروں

کے سُپرد کردو۔ اگر بچے کو اپنے پاس رکھو گی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور اگر اسے ہمارے سُپرد کردو گی تو ہم اِس شان سے یہ بچہ تمہیں واپس کریں گے کہ سب خطرے ختم ہو جائیں گے۔ حضرت مُوسٰی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالٰے کے حُکم کے مطابق حضرت مُوسٰی علیہ السلام کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر اپنی بیٹی، حضرت مُوسٰی علیہ السلام کی ہمشیرہ کو حُکم دیا اِس صندُوق کو لے جا اور دریا کی لہروں کے سُپرد کردو۔ حضرت مُوسٰی علیہ السلام کی ہمشیرہ نے صندُوق سر پر اُٹھایا اور دریا پر گئیں۔ جب دریا کی لہریں سامنے آئیں تو سوچا کہ مَیں اپنے بھائی کو کیسے دریا میں ڈال دوں۔ آخر بہن کے سینے میں بھی دھڑکتا ہوا دِل ہے اور دِل میں بھائی کی محبّت ہے۔

حضرت مُوسٰی علیہ السلام کی ہمشیرہ نے بہت کُچھ سوچنے کے بعد آخر ماں کے حُکم کے مطابق اُس صندُوق کو دریا میں بہادیا۔ صندُوق بہتا ہوا جا رہا ہے۔ حضرت مُوسٰی علیہ السلام کی ہمشیرہ واپس گھر نہیں آئیں بلکہ وُہ بھی صندُوق کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے چل پڑیں۔ دریائے نیل کی ایک شاخ نہر کی صُورت میں فرعون کے محل کے باغوں کو سیراب کرنے کیلئے نِکلی ہے۔ وُہ صندُوق سیدھا جانے کی بجائے اُس نہر کے راستے فرعون کے محل اور باغوں کی طرف آگیا۔ صُبح کا وقت تھا فرعون اور اس کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سیر کر رہے تھے۔ اُن کی نظر خوشنما صندوق پر پڑی تو فرعون نے سپاہیوں کو حُکم دیا اُس صندوق کو اُٹھا کر لاؤ۔ صندوق لایا گیا تو فرعون نے کہا اِسے کھولو۔ صندوق کو کھولا گیا، دیکھا تو ایک بچہ مُسکرا رہا ہے۔ فرعون نے حُکم دیا اِسے ذبح کردو۔ یہی وہ بچہ نہ ہو جِس کی وجہ سے میری حکومت کو خطرہ ہے۔ قریب تھا کہ فرعون کے جلاد حضرت مُوسٰی علیہ السلام کو ذِبح کر دیتے، رَبّ تعالٰے نے

عین اُس وقت حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے دِل میں مُوسیٰ علیہ السلام کی محبت ڈالدی۔
یہ نبی کی محبّت عام محبّت نہیں ہوتی یہ رَب تعالیٰ ڈالتا ہے۔ فرعون
ظالم قاتل کی بیوی کُفر کی حالت میں تھی۔ رَب تعالیٰ نے اُس کے دِل میں
مُوسیٰ کلیمُ اللہ کی محبت ڈالدی۔ نتیجہ کیا نِکلا وُہ کافرہ مومنہ ہوگئی' جنّتی ہوگئی۔
فرعون نے جب جلاّدوں کو حکم دیا کہ اِس بچّے کو ذبح کردو تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا
نے فرعون کے دامن کو جھنجھوڑ کر کہا۔ ظالم ہزاروں بچّوں کو ذبح کر کے تیرے
آتشِ انتقام میں کمی نہیں آئی۔ یہ بچّہ قُدرتی طور پر آگیا ہے اِس ایک بچّے کو
میری خاطر چھوڑ دے۔ رَب تعالیٰ نے فرعون کو نامرد بنایا تھا۔ ظالم پورا مرد
بھی نہیں' اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا۔ اُس کی اَولاد نہیں تھی۔ جب حضرت
آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اِس بچّے کو ہماری گھر کی رونق کے لئے چھوڑ دے تو فرعون
نے کہا۔ جا تیری خاطر مَیں نے اِس بچّے کو چھوڑا۔ بلکہ اِس بچّے کا خرچ اپنے
شاہی خزانے سے دیتا ہوں۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اِس بچّے کے لئے
دایاں تلاش کر کے لاؤ۔ جو اِس بچّے کو دودھ پلائیں۔ جب عورتوں نے سُنا
تو بڑے بڑے امیروں' وزیروں' گورنروں کی بیٹیاں جن کی گود میں بچّے تھے
وُہ قطار اندر قطار آنی شروع ہوگئیں۔ سب کو یقین تھا کہ یہ بچّہ جس کی
گود آگیا فرعون کے خزانوں کا رُخ اُس کی طرف ہو جائے گا۔ ہر شہزادی یہ چاہتی
ہے کہ یہ بچّہ میری گود میں آئے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ بچّہ مَیں اُس
کے سُپرد کروں گی جس کے پاس یہ خود جائے گا۔ اَب ایک ایک کر کے شہزادیاں
مُوسیٰ علیہ السلام کے پاس جارہی ہیں' آپ علیہ السلام کو دلاسے دیتی ہیں' چمکارتی ہیں'

پیار و محبت کی آوازیں نکالتی ہیں۔

اب مجھے تمہیں بناوٹ اور حقیقت کا پتہ نہیں چلتا لیکن نبی کو سارا پتہ ہے کہ یہ بناوٹی مائیں ہیں۔ دولت کے لالچ میں آئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ سب کو نگاہِ حقارت سے ٹھکرا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ دروازے پر کھڑی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس ہے وہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے قریب آئیں۔ کہا ملکہ میں کسی دائی کو تلاش کر کے لاؤں۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اُس کو حقارت سے نہیں دیکھا بلکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ انتظار کیسا؟ جلدی لاؤ۔ بچہ جس کے پاس جائے گا ہم اُس کے سپرد کر دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ سب غم بھول گئیں اور دوڑی ہوئی گھر پہنچیں۔ دیکھا تو ماں غم کی تصویر بنی بیٹھی ہے۔ بیٹی نے کہا۔ اماں جی موسیٰ علیہ السلام تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا کہاں؟ بیٹی نے کہا اماں جی فرعون کے محل میں۔ والدہ کانپ گئیں۔ فرمایا فرعون سے بچانے کیلئے تو میں نے دریا میں ڈالا تھا۔ بیٹی نے کہا اماں جی باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ آپ جلدی چلیں میرا بھائی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ننگے پاؤں انہی کپڑوں میں پریشانی کے عالم میں دوڑیں، فرعون کے محل میں پہنچیں۔ ہزاروں عورتیں موجود تھیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ دروازے میں داخل ہوئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر اُٹھی فوراً ہاتھوں کو اُٹھایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہزاروں دائیوں میں اپنی ماں کو پہچانا ہے اور

میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کل قیامت کو خلقِ خدا میں اپنے گنہگار اُمتیوں کو پہچانیں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن خلقِ خدا ہوگی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے غلامو! تمہیں مجھے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ مَیں اپنے ہر اُمتی کو خود تلاش کرلوں گا۔ مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے

اِیمان سے کل قیامت کو دیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر اُمتی پر کرم فرما رہے ہوں گے

عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے
خُدا گواہ ہے یہی حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا
کوئی قریبِ ترازو کوئی لبِ کوثر
اَور کوئی صراط پہ اُن صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتا ہوگا

علامہ امام مُحدّث ابن جوزی کتاب میلادُ النبیؐ میں لکھتے ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تمام دائیاں امیروں کے بچّے لے کر صحت مند اور طاقتور سواریوں پر سوار ہوکر کوئی دو دن اَور کوئی تین دِن پہلے روانہ ہو چکی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم سب سے آخر میں چلے اَور ہماری سواری بھی کمزور تھی لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سواری کو لگے تو ہماری سواری تازہ دم اَور برق رفتار ہوگئی۔

بے اَدب اَور گُستاخ لوگ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے ہیں۔ بیوقوفو! تم اچھی بھلی بس پر بیٹھو بس کو بے بس کر دیتے ہو اَور مقابلہ اُس ہستی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کا کرتے ہو۔ جو سواری چل نہیں سکتی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگے تو سواری براق بن گئی۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ایک ایک سواری کو عبور کر رہی ہے ہر دائی پکار رہی ہے حلیمہ ٹھہرو۔ تمہاری سواری تو کمزور تھی، چل نہیں سکتی تھی، کیا سواری بدل لی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا خوشی خوشی کہہ رہی ہیں سہیلیو! سواری وُہی ہے سوار اور ہے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا

مسجدِ اقصیٰ میں سب پیغمبر آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر میں آئے اور اور سب سے آگے گئے۔ جو نبیوں میں آخر میں آئے اور سب سے آگے جاتا ہے دائیوں کی کیا حیثیت ہے۔

تیری ہر ادا پہ جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزا دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شاہا تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمارا قافلہ جنگل سے گزر رہا تھا۔ درندوں کے دھاڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے دیکھا کہ ایک شیر سیدھا ہماری طرف آ رہا ہے فرماتی ہیں میں اور میرا خاوند حارث گھبرائے۔ ہمیں اپنی فکر نہ تھی۔ فکر یہ تھی کہ بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اتنے میں شیر آ گیا اور اس شیر نے حملہ کرنے کے بجائے اپنی دُم ہلانی شروع کر دی اور ادب و احترام کے ساتھ ہماری سواری کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ جب تک ہم جنگل کی سرحد تک نہیں پہنچے وہ شیر پہرہ دینے کی صورت میں ہمارے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

جنابِ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گھر پہنچیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پتوں اور گھاس کے تنکوں کا بستر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لٹایا ۔ دیکھنے میں تو کھجور کے پتے اور گھاس کے تنکے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگے تو وہ ایک ایک پتہ اور تنکا عرشِ معلیٰ سے افضل ہوگیا ۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے جھونپڑے پر عرش بھی ناز کر رہا تھا ۔ جنابِ حارث کو فکر ہوئی کہ سارا قبیلہ قحط سالی کا شکار ہے کوئی پیداوار نہیں ہوتی ۔ بکریوں نے دودھ دینا بند کر دیا ہے کھانے پینے کا کیا بنے گا' بچے کی خدمت کیسے کریں گے ۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حارث پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ تم بکریوں کو دھونا شروع کردو اس بچے کے صدقے ہمیں دودھ ضرور ملے گا ۔ جنابِ حارث نے جب برتن لے کر بکریاں دھونی شروع کیں تو دودھ سے برتن بھرتے جاتے ہیں دودھ ختم نہیں ہوتا ۔ دودھ کے چشمے جاری ہوگئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگنے سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے جھونپڑے پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگیا ۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اب دروازہ' دروازہ کھٹکھٹا رہی ہیں سہیلیو ! اگر کسی کو دودھ کی ضرورت ہے تو میرے پاس آجاؤ ۔ جتنا چاہو دودھ لے لو' میں کوئی قیمت نہیں لوں گی ۔ قبیلے کی تمام دائیاں جو مکہ سے بچے لے کر آئی تھیں ان بچوں کو انہوں نے گود میں اٹھایا ۔ دوسرے ہاتھ میں برتن پکڑے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے جھونپڑے کے سامنے آکر قطار اندر قطار کھڑی ہوگئیں ۔ امیروں کے بچے لانے والی امیر ترین دائیاں سب گداگر بن گئیں ۔ منگتیاں بن گئیں اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ملکہ بن گئیں ۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرمارہی ہیں سہیلیو ! ذرا ادب سے کھڑی رہنا' آواز بلند نہ کرنا

میرا لال آرام کر رہا ہے ۔ ہر دائی کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ ہم اس بچے کی زیارت کریں جس کے صدقے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ برکتیں نصیب ہوئی ہیں ۔ جو دائی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتی ہے حلیمہ سعدیہ کو کہتی ہے حلیمہ یہ تو وہی بچہ ہے جس کو ہم یتیم سمجھ کر آ گئیں ۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ ساری برکتیں اسی درِ یتیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں ۔ اب دائیاں بھی ہاتھ مل رہی تھیں ، ہم کتنی بدقسمت ہیں اور حلیمہ رضی اللہ عنہا کتنی خوش نصیب ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سارے قبیلے کی قحط سالی ختم ہو گئی ، اطمینان و سکون ہو گیا ۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رات کے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوریاں دیتی ہوں ۔ اے آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال سو جا ، عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جائے سو جا ۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوریاں دیتے دیتے میں سو جاتی ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سوتے ۔

؎ وہ نہیں سوتے جو آتے ہیں جگانے کیلئے

جنابِ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دفعہ اچانک آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو میں حیران رہ گئی کہ آسمان کے ستارے میرے جھونپڑے میں آ رہے ہیں ۔ کچھ ستارے جا رہے ہیں ۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں بڑی حیران تھی یہ منظر کیا ہے ۔ فرماتی ہیں جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پنگھوڑے میں جھولا جھول رہے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہیں اور ستاروں سے کھیل رہے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہاتھ اٹھا ہوا ہے ۔ جب انگلی اٹھتی ہے تو ستارے اوپر چلے جاتے ہیں ۔ جب انگلی جھکتی ہے تو ستارے واپس آ جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر ستارے رقص کر رہے ہیں ۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے

بڑے مزے کا اظہار کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِس میں راز یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ اللہ تعالٰے نے اَپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلونے بھی نُور کے عطا کیے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما رہے مجھے گھر میں چراغ جلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اُدھر سُورج غروب ہوجاتا اِدھر سراجِ منیرا کی چمک دمک ہوجاتی تھی۔ میرا گھر بقعۂ نُور بن جاتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر چھ سال کی ہوئی تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو عرض کرتی ہیں میں یہ امانت آپکے سپرد کرتی ہوں مجھے خطرہ ہے کہ بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

اَب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہیں۔ والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے کہا بیٹا چلو تمہارے ماموں جان اَور نانا جان سے مِل آئیں۔ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا، دادی رہتے تھے، مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا نانی رہتے تھے۔ مکہ والد کا شہر ہے اَور مدینہ والدہ کا شہر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باپ کے شہر میں پیدا ہوئے اَور ماں کے شہر میں گنبد خضریٰ ہے۔ ماں کو بھی خوش رکھا، باپ کو بھی خوش رکھا۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے میکے مدینہ شریف آئیں۔ ساتھ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خاص سہیلی، ہمسائی، خادمہ۔ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب خاتون ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اپنی نگاہوں سے دیکھی ہے۔ بچپن، جوانی، بڑھاپہ۔ عورتوں میں حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پُوری زندگی کی گواہ ہیں۔ اَور مردوں میں حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پُوری زندگی کے گواہ ہیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خادمہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا مقدّس قافلہ کچھ دِنوں کے بعد مدینہ شریف سے

مکّہ شریف واپس جانے لگا۔ جب مدینہ شریف سے تقریباً چالیس میل کے فاصلے پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو بخار چڑھا اور اُن کا وصال ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال کی ہے سفر کی حالت ہے اور ماں کی لاش سامنے ہے۔ اندازہ لگاؤ کتنی بڑی آزمائش ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واویلا کیا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیٹے ہوں چیخے چلائے ہوں حالانکہ چھ سال کی عمر ہے۔ میرا ایمان کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے اپنی والدہ کی قبر بنائی ہوگی۔ ہوسکتا ہے حضرت جبرائیلؑ بھی تشریف لائے ہوں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ نبوت سے قبر بنائی اور والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کو دفن فرمایا۔

میرا ایمان ہے یہ شانِ نبوت کے مظاہرے کے بغیر عمل نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد سرکارِ مدینہ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکّۃ المکرمہ تشریف لے آئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو دادا جان عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ یعنی پیدائشی طور پر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی آزمائش میں گزری اور بڑی عجیب قسم کی آزمائشیں آئیں۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ وصال کے وقت حضرت ابُوطالب کو وصیّت کر رہے ہیں۔ ابوطالب اس بچّے کی حفاظت کرنا اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے یہ کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کی کفالت میں آگئے۔ ابُوطالب فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں آئے تو میرے گھر میں رحمتیں اور برکتیں آگئیں۔ ابُوطالب فرماتے ہیں۔

یہ روز کا مشاہدہ تھا کہ جب میرے بچّے کھانا کھانے کیلئے دسترخوان پر بیٹھتے، کھانا ختم ہو جاتا میرے بچّے بھُوکے رہ جاتے۔ جب سے میرے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے ہیں، اب میرے بچے دسترخوان پر بیٹھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز ہوتے ہیں۔ کھانا تھوڑا ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے۔ میرے سب بچّوں کا پیٹ بھر جاتا اور کھانا ختم نہیں ہوتا تھا۔ ابوطالب کے بچّے کھانے کے وقت جب دسترخوان پر بیٹھتے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ ہوتے تو ابو طالب کی بیوی کہتی محمّد ابن عبداللہ کو تلاش کر کے لاؤ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دسترخوان پر نہیں ہوں گے کھانا شروع نہیں ہوگا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگ جاتے تو کھانے میں برکت آجاتی۔ ابو طالب فرماتے ہیں میرے بچے بھی رات کو سوتے ہیں، آمنہ رضی اللہ عنہا کا لال بھی سوتا ہے۔ جب صُبح کا وقت ہوتا میرے بچے بھی اُٹھتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیدار ہوتے۔ جب میرے بچے جاگتے تو چہروں پر آلائشیں، چہروں پر میل کچیل ہوتی، بال بکھرے ہوئے ہوتے، کپڑے میلے کچیلے ہوتے، حالات پریشان کُن ہوتے لیکن آمنہ رضی اللہ عنہا کا لال جس وقت بیدار ہوتا تو معلوم ہوتا حوضِ کوثر سے غُسل کر کے آئے ہیں۔ آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوتا، بالوں میں تیل اور کنگھی کی ہوتی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھنے والا بھی خوشحال ہو جاتا۔

بخاری شریف کے اندر موجود ہے ایک مرتبہ مکۃُ المکرمہ میں قحط سالی پڑ گئی بارش نہیں ہو رہی تھی، لوگ پریشان تھے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ بُتوں کو لے کر میدان میں چلیں، بُتوں کی منّتیں سماجتیں کریں تاکہ بارش ہو۔ تمام بڑے

بڑے بُت پرست اپنے اپنے قیمتی سونے اَور چاندی کے بُتوں کو لے کر جنگل میں آگئے اَور اُن کے سامنے سجدے کر کے دُعائیں کر رہے تھے۔ کافی دیر گزر گئی بارش تو در کنار بادل کا ٹکڑا تک نہ آیا۔ سب نا اُمید ہو گئے۔ ابوطالب آگے بڑھے، اُنہوں نے چادر اوڑھی ہوئی ہے۔ سب بُت پرست دیکھ رہے ہیں۔ ابُوطالب نے جب اپنے کندھے سے چادر اُٹھائی تو ایک چاند سا چہرہ نمودار ہوا۔ ابُوطالب کی گود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے۔ ابوطالب نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا یا اللہ اِس چاند کے ٹکڑے جیسے چہرے کے صدقے ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما۔ ابُوطالب کے کہنے کی دیر تھی آسمان سے موسلا دار بارش ہونی شروع ہوگئی۔ ابُوطالب ہر سال یا دوسرے سال تجارتی قافلہ لے کر شام کی طرف جاتے ہیں۔ اِس مرتبہ بھی قافلہ تیار کیا۔ اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمرِ پاک تقریباً دس سال ہے۔ ابُوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں اپنی بیوی کے سپُرد کیا اور کہا اِس بچے کی حفاظت کرنا۔ صُبح و شام دروازہ بند کر کے رکھنا اِن ہدایتوں سے معلُوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مُقدس ہی اَیسا تھا، ایسا نُورانی اَور حسین چہرہ تھا کہ ابُوطالب کو ہدایات کی گردان کرنی پڑتی تھی۔

ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیوی کے سپُرد کیا اَور دروازے کو اچھّی طرح بند کر کے تالا لگا دیا۔ ابُوطالب مُطمئن ہو کر مکّہ شہر کے باہر قافلہ میں شامل ہونے کیلئے جا رہے ہیں۔ حدیث کے اندر موجُود ہے ابُوطالب جب قافلے کے قریب پہنچے تو حیران رَہ گئے دیکھا کہ میرے پہنچنے سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ چُکے ہیں۔ جس کے سامنے آسمانوں کے دروازے کُھل جاتے ہیں، گھر کے دروازے کیا چیز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

رونق افروز ہیں ابُوطالب نے کہا بیٹا سفر بڑا لمبا ہے، بڑا خطرناک ہے تمہیں گھر میں رہنا چاہیئے ۔ ابُوطالب نے بڑی دلیلیں پیش کیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کِس کی دلیل چل سکتی ہے ۔ آخر ابُوطالب کو مجبُوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جانا پڑا۔

ابوطالب فرماتے ہیں پہلے بھی ہم اِسی راستے سے گزرتے تھے، کوئی پہاڑ یا درخت ٹس سے مس نہیں ہوتے تھے ۔ اپنی اصل حالت میں کھڑے رہتے تھے لیکن آج عجیب منظر ہے ۔ ہمارا قافلہ گزر رہا ہے جو درخت آتا ہے جو پہاڑ آتا ہے اِستقبال کر رہے ہیں، سلامیاں پیش کر رہے ہیں اور آوازیں آرہی ہیں ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو جنگل بھی پہچانتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پہاڑ بھی پہچانتے ہیں ۔ مَیں تو اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات پہچانتی ہے اگر نہیں پہچانتے تو یہ دو ٹانگ کے جانور نہیں پہچانتے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں مُجھے تو پتھر بھی پہچانتے ہیں، مُجھے تو سُورج چاند اور ستارے بھی پہچانتے ہیں ۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ساری خُدائی پہچانتی ہے سوائے اِس دو ٹانگ کے جانور کے ۔ یہ بڑے بڑے خنّاس مولوی نہیں پہچانتے ۔

ابوطالب جب قافلے کو لے کر بصرہ پہنچا وہاں ایک بہت بڑا راہب تھا، بُحیرہ راہب بہت بڑا عالم تھا ۔ بہت بڑا ولی تھا جس طرح ہمارے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ ہیں، خواجہ مُعین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اِمامِ ربّانی حضرت مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔ اپنے دَور میں وُہ بھی اِسی پائے کا بزرگ تھا جو قافلے

وہاں سے گزرتے تھے بصرہ شہر میں رُک جاتے تھے اور اُس بزرگ کو سلامی پیش کرتے ہیں۔ اُس بزرگ کی زیارت کرتے ہیں پھر آگے جاتے ہیں۔ قافلے والوں کا خیال ہوتا کہ جو قافلہ اُس بزرگ کی زیارت کیلئے نہیں رُکے گا اُسے نقصان پہنچے گا۔ آج قافلہ پہنچا ابُو طالب نے قافلے کا سارا سامان رکھا اور حضور ﷺ کو بچہ سمجھ کر فرمایا بیٹا تم ذرا اِس سامان کی حفاظت کیلئے بیٹھنا ہم اُس بزرگ کی زیارت کر آئیں۔ ابُو طالب حضور ﷺ کو سامان کے پاس بٹھا کر سارا قافلہ لے کر راہب کی زیارت کے لئے گیا۔ ابُو طالب فرماتے ہیں پہلے ہم زیارت کے لئے جاتے تھے تو راہب کسی کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا تھا' ہم سلام کر کے زیارت کر کے کھڑے کھڑے واپس آجاتے تھے لیکن آج منظر ہی کچھ اَور تھا۔ راہب ایک ایک کو نظر اُٹھا کر سَر سے پاؤں تک دیکھ رہا ہے کتابیں پڑھ رہا ہے۔ تورات' انجیل صحیفے پڑھ رہا ہے اور ایک ایک کو غور سے دیکھ رہا ہے' سلام پیش کرر ہا ہے اور پھر دوسرے کو موقع دے رہا ہے۔ سارے کے سارے قافلے نے کھُل کر زیارت بھی کی اور ملاقات بھی کی۔ جب سارے قافلے نے حاضری دے دی تو راہب نے سالہاسال کے بعد پہلی مرتبہ گفتگو کی۔ قافلے کے سردار ابُو طالب کو فرمایا۔ ابُو طالب مکہ سے جِتنا قافلہ لے کر آئے ہو سارا قافلہ آگیا ہے یا کوئی باقی رہ گیا ہے۔ ابُوطالب نے راہب سے کہا حضور سب آگئے ہیں صِرف میرا بھتیجا چھوٹی عُمر کا ہے مَیں اُسے سامان کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔ راہب نے جلدی سے پُوچھا ابُوطالب اُس کا نام کیا ہے۔ ابُوطالب نے کہا۔ مُحمّد بن عبدُاللہ۔ بُحیرہ راہب نے نام

سُنتے ہی چھلانگ لگائی ، اپنے کلیسے سے باہر نکلا۔ تمام دُنیا حیران تھی جو نظر اُٹھا کر کسی کو دیکھتا نہیں تھا ہر وقت عبادت میں مصروف رہتا تھا ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سُنتے ہی باہر آیا ۔ خوشی محسوس کی ، دوڑ کر آگے بڑھ رہا ہے ساتھ ساتھ ابوطالب ہے ۔ پیچھے پیچھے سارا قافلہ دوڑا ہوا جا رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے ۔ راہب کی نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مقدس پر پڑی ۔ راہب پکار اُٹھا ابُو طالب یہ نُورانی اور مقدس چہرے والا تیرا بھتیجا ہے خُدا کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ راہب نے کہا ابُوطالب میرا مشورہ ہے کہ اس بچے کو واپس لے جاؤ آگے دُشمن ہی دُشمن ہیں ، یہودی ہی یہودی ہیں ابو طالب میں تمہاری منت سماجت کرتا ہوں اِس بچے کو واپس مکہ لے جاؤ ۔ راہب نے کہا ۔ ابُو طالب مجھے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی خوشبو آ رہی تھی میں نے دیکھا شجر و حجر جُھک رہے ہیں ۔ میں نے کتاب کھول کر پڑھا تو معلوم ہوا یہ وُہی وقت ہے جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ میں تشریف لائیں گے ۔ اور اِس شان سے آئیں گے کہ پتا پتا بُوٹا بُوٹا سلامی دے گا ۔ شجر و حجر دُرود و سلام پڑھیں گے تاکہ اِس کائنات کو پتہ چل جائے کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہے ۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر پاک تقریباً بیس سال کے قریب ہوئی مکۃُ المکرمہ شدید بارشیں ہوئیں سیلاب آگیا ۔ بیتُ اللہ شریف کی ایک دیوار جس میں حجرِ اسود نصب تھا وُہ دیوار شہید ہوگئی ۔ سارے مکہ کے قبیلوں نے اپنی خوش قسمتی تصور کی کہ بیتُ اللہ کی تعمیر میں حصہ لیں گے ۔ کُچھ دِنوں کے بعد

سیلاب چلا گیا۔ بارشیں ختم ہو گئیں۔ بچے، بوڑھے، نوجوان سب بیتُ اللہ کی دیوار کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے۔ اُن میں حضرت ابُو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر پاک عنفوانِ شباب ہے۔

ہم عرض کرتے ہیں یا اللہ بیتُ اللہ شریف کی دیوار شہید ہونے میں راز کیا ہے، فرمایا راز یہ ہے کہ بیتُ اللہ شریف بھی اپنی قسمت پہ ناز کرے کہ محبُوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تعمیر میں حصہ لیا ہے۔ بیتُ اللہ نے شہید ہونا قبول کر لیا تاکہ محبُوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدّس ہاتھ مجھے بھی لگ جائیں۔

تیرا آنا تھا کہ اصنامِ حرم ٹُوٹ گئے
تیرے رُعب سے شاہ زوروں کے دم ٹُوٹ گئے

جب بیتُ اللہ کی دیوار مکمل ہو گئی اور حجرِ اسود کو رکھنے کا موقع آیا تو سوال پیدا ہوا کہ حجرِ اسود کون رکھے۔ ہر قبیلے کا سردار یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت عظمیٰ مجھے ملے، قریب تھا کہ مکہ کے سردار آپس میں لڑ پڑتے، مکّہ میں خون بہہ جاتا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں پہ قربان جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگو اِنسانوں کا خُون بہا کر تماشہ دیکھنے والو، اِنسانیّت کے باغیو سُنو! میری تجویز یہ ہے کہ کل صُبح جو خانہ کعبہ میں پہلے آئے حجرِ اسود وہ رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا سبق دیا کہ دُشمنوں کی آنکھیں کُھل گئیں۔ سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول کیا۔ سارے بڑے بڑے سردار رات بھر جاگتے رہے کہ صُبح سب سے پہلے ہم جائیں گے۔ جب جانے کا وقت آیا تو سب سو گئے اور محبُوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے

ہیں ـ تیری ہر ادا یہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزا دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شاہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

جب سارے سردار اور ساری قوم آئی تو حیران رہ گئے۔ دیکھا کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا لال صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پہنچ چکا ہے۔ سب کی نگاہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا فیصلہ یہ ہے چادر بچھاؤ اور حجرِ اسود کو اس چادر میں رکھو اور چاروں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار کونے پکڑ کر چادر کو اونچا کردیں اور میں اوپر بیٹھ کر حجرِ اسود کو رکھتا ہوں۔

حجرِ اسود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا تھا آقا صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے تو میں نے شہید ہونا قبول کیا ہے تاکہ تیرے مقدس ہاتھ لگ جائیں اور لوگ قیامت تک آتے رہیں اور تیرے ہاتھوں کی لاج کے صدقے میری زیارت کرتے رہیں۔

برادرانِ ملت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ محفوظ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا بے مثل اور بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ اللّٰہُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

حُسنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محترم و معزز حاضرین و سامعینِ کرام قرآنِ کریم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی اس کا لفظی ترجمہ، اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔ اللہ تعالےٰ نے سب کو کہا ایمان والوں کو بھی، منکروں کو بھی۔ کوئی مانے یا نہ مانے سب کو کہا۔ اے لوگو! تم سب کے پاس آگئے دلیل اور معجزہ بن کر، تمہارے رب کی طرف سے برہان بن کر۔ اور تم سب کی طرف اُترا روشن نور۔

اِس آیت مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے دو چیزوں کا ذکر کیا ہے برہان اور نورِ مبین کا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں برہان سے مراد ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور نورِ مبین سے مراد قرآن پاک ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی برہان بھی ہے۔ برہان کے معنیٰ دلیل، معجزہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا دلیل بنا کر بھیجا، سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر آئے وہ معجزے لے کر آئے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو معجزہ بن کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معجزہ ہیں۔ کیا معنیٰ۔ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ بنا کر بھیجنے میں راز ہی یہ تھا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا معجزہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بے مثال معجزہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

بچپن مُعجزہ ، جوانی مُعجزہ ، بڑھاپا مُعجزہ ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صُورت مُعجزہ ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مُعجزہ ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چلنا مُعجزہ ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا مُعجزہ ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا مُعجزہ ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا مُعجزہ ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پینا مُعجزہ ۔ پانی لوٹے میں ہے تو پانی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے لگ گیا تو پانی کا ایک ایک قطرہ مُعجزہ بن گیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ساتھ ہوا لگے تو ہوا کا ہر جھونکا مُعجزہ بن گیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ساتھ کپڑا لگے تو کپڑے کا ایک ایک دھاگہ مُعجزہ بن جائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جس پر نظر پڑی مُعجزہ بنا دیا ۔ بیتُ اللّٰہ ۔ اللّٰہ کا گھر ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مُعجزہ قرآن اللّٰہ کی کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مُعجزہ ۔ اَور مُعجزہ معنیٰ دلیل ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا دلیل ہیں ۔

اللّٰہ تعالٰے کی سب سے بڑی دلیل اِس کائنات میں ذاتِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ امامِ رَبّانی مجدّدِ الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

من خدا را بایں جہت شناختم کہ اورَبِّ محمد است

مَیں خُدا کو جانتا ہی اِس لئے ہوں کہ وُہ محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا خُدا ہے جس نے ایسا محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم بنایا ہے وُہ بنانے والا خُدا ہی ہو سکتا ہے ۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے گھوڑا خریدا اَور گھوڑے کی قیمت ادا کردی ۔ تھوڑی دیر بعد وُہ یہودی جاکر اپنے ساتھیوں میں بیٹھا ۔ اُنہوں نے ایک منصوبہ بنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کریں ۔ نعُوذُ باللّٰہِ مِن ذٰلِک ۔ سارے مُسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر ہو جائیں گے ۔ جب ساتھیوں نے

اُس یہودی کو سِکھایا تو وُہ یہودی دوڑا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اَور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھ سے گھوڑا لیا تھا قیمت نہیں دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' میں نے قیمت دے دی ہے۔ یہودی نے کہا۔گواہ پیش کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گواہ نہیں تھا۔ میرا ایمان ہے جب یہودی نے گواہ مانگا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذرا نظر اُٹھاتے تے رَب تعالےٰ گواہی دے دیتا۔ دلیل سُنو۔ نماز پڑھاتے ہوئے خیال آیا یااللہ کعبہ بدل دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھاتے ہوئے رَب تعالےٰ نے کہا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بدل دیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر نظر اُٹھائی یااللہ ابھی بدل دے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ تو پھیر لے ہم ابھی بدل دیتے ہیں۔

میرا ایمان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذرا نظر اُٹھاتے تے ایمان سے کروڑوں گواہ آجاتے جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام' اسرافیل علیہ السلام آسمان کے سارے فرشتے گواہیاں دے دیتے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم گواہی دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت دے دی ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے یہودی اکٹھے ہو گئے اَور آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیمت دے دیں یا گواہ پیش کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ اُنہوں نے دیکھا سارے یہودی بے ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے اَدبی اَور بے رُخی کر رہے ہیں۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے سُنا کہ وُہ یہودی کہہ رہے ہیں گھوڑے کی قیمت دو یا گواہ پیش کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں' مَیں نے قیمت دے دی ہے گواہ موجُود نہیں تھا۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو وجد آگیا آقا صلی اللہ علیہ وسلم مَیں گواہی دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت دے

دی ہے۔ سارے یہودی ہکا بکا رہ گئے، محوِ حیرت بن گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خزیمہ رضی اللہ عنہ تم تو موجود نہیں تھے۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو گھوڑے کی قیمت ہے ہم نے خدا کو نہیں دیکھا۔ ہم نے تو خدا کو بھی مانا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے مانا ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کیسے شک کر سکتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی قیمت نہیں دی۔ میرا ایمان کہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی قیمت دے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے، فرمایا خزیمہ رضی اللہ عنہ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لبیک۔ فرمایا قرآن کا فیصلہ ہے ہر مقدمے میں دو مرد گواہ ہوں لیکن جہاں تمہاری گواہی ہو گی اکیلا ہونے کے باوجود دو گواہوں کے برابر ہو گی۔

اَن دیکھے خدا کو ماننا یہ معمولی بات نہیں ہے۔ سب پیغمبروں نے خدا کو اَن دیکھے منوانے کی کوششیں کیں، اُمتیں جواب دے گئیں۔ اَن دیکھے خدا کو منوانا بہت مشکل کام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ کی شان اور اُس کی ذات کا ذکر کیا تو قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا ہم جب تک خدا کو دیکھ نہ لیں گے ایمان نہیں لائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ظالمو! میں رسول ہو کر خدا کو نہیں دیکھ سکا تم اُمتی ہو کر کیسے دیکھو گے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اللہ کا دیدار کر کے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ میں نے اپنے خدا کو بے مثال حُسن و جمال میں دیکھا۔ قرآن پاک اور ساری حدیثیں، ساری تفسیریں اٹھا کر پڑھو۔ کسی صحابی نے یہ نہیں کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی دیکھیں گے۔ اور یہ بات یاد رہے

ابھی تک دیدارِ الٰہی کسی نے نہیں کیا۔ اگر دیدارِ الٰہی کیا ہے تو صرف نگاہِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے خدا کو نہیں دیکھا قوم کہتی ہے ہم دیکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے خدا کو دیکھا، کسی صحابی نے نہیں کہا ہم بھی دیکھیں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھا خدا کو دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَءَا الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا اُس نے مجھ ہی کو دیکھا اور جس نے مجھ کو دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خدائے تعالیٰ را بچشم خود نہ دیدہ ایم باوجودیکہ او را واحد دانستم

ہم نے خدا کو آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن اُس کے باوجود مانتے ہیں کہ خدا ہے اور خدا ہونے کی دلیل یہ ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَءَا الْحَقَّ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کو دیکھ کر ہم نے خدا کو پہچان لیا۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دلیل بنا کر بھیجا ہے۔ اب جو لوگ اُمتی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عیب تلاش کرتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن نہیں خدا کے دُشمن ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں بے عیب تو اللہ کی ذات ہے۔ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب کہنا شروع کر دیا ہے میں اُن کو کہتا ہوں بے وقوفو! خلاصہ یہ ہے، خدا بے عیب ہے، مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے عیب ہیں لیکن فرق یہ ہے وہ خدا ہونے میں بے عیب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہونے میں بے عیب ہیں۔ اُس بے عیب نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب بنایا ہے۔ خدا بنانے

میں بے عیب ہے، مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بننے میں بے عیب ہے۔ اُس بے عیب نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب بنایا ہے اور یہ عقیدہ ہمیں قرآن سے ملا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان سے ملا ہے۔

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس بنانے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک بنایا۔ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہہ رہے ہیں۔ اگر بات غلط ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً ٹوک دیتے اِس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو غلط بات برداشت ہی نہیں کرتے تھے۔ آپکے چچا ابوطالب نے آکر کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کہتا ہے ہمارے بُتوں کو کچھ نہ کہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جلال آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چچا جاؤ ابوجہل کو کہہ دو کہ اگر میرے ایک ہاتھ پہ سورج اور دوسرے ہاتھ پہ چاند رکھ دیا جائے تو مَیں پھر بھی حق کہنے سے باز نہیں آؤں گا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلط بات برداشت ہی نہیں کرتے۔ اور سچ بات پیش کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جھجک محسوس نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہہ رہے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس بنانے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر خاموشی اِختیار فرمائی۔ نہ روکا نہ ٹوکا۔ معلوم ہوا مضمون صحیح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر لگ گئی۔ واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے عیب ہیں۔ اللہ کے بندوں کو جس سے محبت ہوتی ہے اُسے عیب نظر نہیں آتے۔ محبت ایک حقیقت ہے، محبت ایک صداقت

کا نام ہے۔ محبت ایک پاکیزگی کا نام ہے۔ محبت ایک رفعت کا نام ہے
محبت ایک کامیابی کا نام ہے۔ محبت ایک ہدایت کا نام ہے۔ محبت
میں ذرہ بھر بھی بناوٹ نہیں ہوتی، ملاوٹ نہیں ہوتی۔ محبت پہچانی جاتی
ہے اور محبت کے پاکیزہ تقاضوں میں سے ایک تقاضہ یہ ہے جس سے
محبت ہوتی ہے اُس میں عیب بھی ہو تو نہ عیب نظر آتا ہے نہ کسی زبان سے
عیب سُن سکتا ہے۔ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِیْ وَيُصِمُّ کسی چیز کی محبت
تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ اندھے اور بہرے کا معنیٰ یہ ہے جس
سے محبت ہوتی ہے نہ عیب سُن سکتا ہے نہ عیب دیکھ سکتا ہے۔ اُس کے
عیبوں سے اندھا ہو جاتا ہے، بہرہ ہو جاتا ہے اور جو عیب ہی عیب دیکھے
اور عیب ہی عیب سُنے وہ محبت میں جھوٹا ہے اور پھر اُس ذات میں
عیب دیکھتے ہو جس میں رب تعالیٰ نے عیب رکھا ہی نہیں۔

خدا، خدا ہو کر بے عیب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ ہو کر بے عیب ہیں۔ اِس
میں ایک اِشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ کل قیامت کو خلقِ خدا پیغمبروں کے پاس جائے
گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گی۔ عرض کرے گی حضور علیہ السلام رب
تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرو اللہ تعالیٰ یوم حشر سے نجات فرمائے۔ حضرت آدم
فرمائیں گے مَیں نے دانہ گندم کھا لیا تھا مجھے یاد آ رہا ہے اگر رب تعالیٰ نے
پُوچھ لیا تُم نے دانہ گندم کیوں کھایا تھا تو مَیں کیا جواب دوں گا۔ مجھے رب تعالیٰ
کی بارگاہ میں جاتے ہوئے شرم آ رہی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ خلقِ خدا
حضرت نُوح علیہ السلام کے پاس جائے گی۔ عرض کریں گے حضور علیہ السلام دُعا کرو۔ حضرت

نوح علیہ السلام فرمائیں گے میں نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا تھا تو رب تعالیٰ نے فرمایا وَاِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ نوح علیہ السلام یہ تیرا بیٹا ہی نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے میں کس طرح رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جا کر درخواست پیش کروں۔ مجھے شرم آرہی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ اسی طرح خلقِ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے مجھے اس وقت دو تین باتیں یاد آرہی ہیں مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے جھجک محسوس ہورہی ہے۔ اُمتی تو رہے اُمتی نبیوں کو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ ایسا یاد آرہا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے ذرا جھجک محسوس کرتے ہیں یعنی وہ عیب نہیں، گناہ نہیں، خلافِ اولیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کے دامن میں وہ خلافِ اولیٰ اس لئے رکھی ہے تاکہ ساری دنیا کو معلوم ہوجائے جس کا دامن خلافِ اولیٰ سے بھی پاک ہے وہ صرف میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک ایک ایسی ادا رکھ دی ہے اور وہ اس لئے رکھی ہے تاکہ مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کھل کر سامنے آجائے کل قیامت کے دن ہر ایک نبی علیہ السلام کہے گا مجھے اللہ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے شرم آرہی ہے اور جب خلقِ خدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اَنَا لَھَا میں اسی لئے ہوں۔

کہیں گے سارے نبی علیہ السلام اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ
میرے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب پر اَنَا لَھَا ہوگا

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے عیب ہونے کی بے شمار دلیلیں ہیں۔ آج میں صرف دو تین آسان سی دلیلیں پیش کرتا ہوں

ع شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

اگر عمل میں کوئی کمی رہ گئی تو حساب کتاب ہو جائے گا' ایمان میں نقص ہو گیا تو اِس کا کوئی علاج نہیں۔ اَپنے عقیدے کو مضبوط اور صحیح کرلینا چاہیئے۔ ہمارا تھوک عیب ہے' ہمارا پسینہ عیب ہے' ہمارا خُون عیب ہے' ہمارا پیشاب عیب ہے' ہمارے فُضلات عیب ہیں۔ یہ وُہ عیب ہیں جو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ ہمارے تھوک میں جراثیم ہیں' بیماریاں ہیں اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لُعاب دہن شفا ہے۔ ہمارے تھوک میں نِری بیماری ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لُعابِ مبارک میں نِری شفا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بکری کا بچّہ مِل جاتا تھوڑا سا آٹا مِل جاتا تو خوشی خوشی دوڑتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعوت قبول فرمائیں۔ ہمارے یہاں نام اعظم مارکیٹ اور جاکر پُوچھو سارے پریشان ہیں' ہم تباہ ہو گئے' برباد ہو گئے حالانکہ نوٹوں کی بارشیں ہو رہی ہیں اور نوٹوں کی بوریاں بھر بھر کر لے جاتے ہیں پھر بھی پریشان ہیں معلوم ہوتا ہے یہ نوٹوں کی کمی نہیں ہے یہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی وجہ ہے۔ رَب تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔

جو میرے ذِکر سے رُوگردانی کرتے ہیں ہم اُنکی روزی بے برکت کر دیتے ہیں

اصحاب صُفہ ۷۰، ۸۰ صحابی رضی اللہ عنہم صبح سے شام تک کھانے پینے کا کوئی اِنتظام نہیں۔ کِسی صحابی رضی اللہ عنہ نے دعوت کی۔

مِل گیا تو کھالیا شکر کیا، نہ مِلا تو صبر کرلیا۔ اور یہاں سب کچھ ہے پھر بھی بے شکرے بنے بیٹھے ہیں۔ رب تعالٰی کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا بچہ خریدا، تھوڑا سا آٹا لیا اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میرے غریب خانے پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خوشی خوشی گھر گئے بیوی سے کہا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دعوت قبول فرمائی ہے، بیوی بھی خوش ہوگئی، روٹی کا اِنتظام ہونے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اُس چھوٹے سے بکری کے بچے کو ذبح کیا۔ دو ڈھائی سیر آٹا تھا۔ روٹیاں پکنی شروع ہوگئیں۔ اُدھر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہا تیار ہوجاؤ۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرہے ہیں تو جاکر بیوی سے کہا ہم نے جو اِنتظام کیا ہے وہ بہت تھوڑا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئیں گے، دس آجائیں گے، بارہ آجائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے اِنتظام کیا لیکن سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے آئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پریشان ہیں۔ ایمان سے صحابیہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ کتنا پاک ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا۔ پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے جو لے کر آئے ہیں اِنتظام خود فرمالیں گے۔

بے ادب گستاخ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح ہیں۔ بے وقوفو! تم چار سو

کی بجائے چھ سو کا انتظام کرو پھر بھی یا جُوج ماجُوج نہیں چھوڑتے۔ بڑے بڑے خونخوار درندے ہیں۔ ایک ایک آدمی ماشاءاللہ کئی کئی مُرغوں کا صفایا کر جاتا ہے۔ مَیں تو حیران ہوتا ہوں پیٹ ہے کہ صحرا ہے۔ یہاں چار سو کا انتظام چھ سَو کا کھانا سب ختم۔ نام ونشان نہیں۔ اور وہاں تھوڑا سا کھانا اَور کھانے والے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ دسترخوان بچھ گئے، چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جابر رضی اللہ عنہ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لبیک۔ فرمایا سارا کھانا لے آؤ۔ مَیں خود تقسیم کروں گا۔ حضرت جابر کھانا لے آئے۔ مُختصر سا سالن اَور چند روٹیاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانڈی سے ڈھکنا اُٹھایا اَور چمچہ ڈالنے سے پہلے فَبَصَقَ فِيهِ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے لُعابِ دہن ڈالا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھنے والے تُو بھی کسی محفل میں دوستوں کے سامنے کھانے میں تھوک کر دیکھو، بیوی بچے تو ہمدرد ہوتے ہیں۔ بیوی سے کہو بیوی صاحبہ تھوڑا سا ہانڈی میں تبرّک ڈالدوں۔ بچے کہیں گے ابّاجی پاگل ہو گئے۔ بیوی کہے گی نکل جا گھر سے ورنہ ہانڈی تیرے مُنہ پر دے ماروں گی۔ بیوقُوفو! تم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ابھی تک نہیں سمجھے۔ محبّتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایمان ہے اَدبِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایمان ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تھوک پاک ڈالا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بجائے پریشان ہونے کے اُن کے چہروں پر خوشیاں نمودار ہوئیں۔ اُنہوں نے کہا پہلے کھانا ملتا تو صرف کھانا تھا۔ اَب تو تبرّک بن گیا۔ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھا کر فارغ ہو گئے اَور کھانا دیکھا تو

اسی طرح موجود ہے ۔ تیرا میرا تھوک بیماری ۔ اور حضور ﷺ کا لعاب دہن
شفاء اور برکت ۔ تیرا میرا خون پلید اور سرکار مدینہ ﷺ کا خون پاک ۔ حضور
اکرم ﷺ نے پچھنے لگائے، اس زمانے میں یہ ایک علاج تھا اور یہ صرف تعلیم
امت کے لئے حضور ﷺ نے پچھنے لگائے، خون نکلا ۔ خون پیالے میں
ڈالا گیا ۔ سرکار مدینہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہا انس رضی اللہ عنہ عرض کی
حضور ﷺ لبیک، فرمایا یہ خون کسی جگہ رکھ آؤ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ خون
لے کر جا رہے ہیں اور تلاش کر رہے ہیں کوئی ایسی جگہ
مل جائے جہاں جسم مصطفےٰ ﷺ کے خون کی توہین نہ ہو جائے ۔ آپ رضی اللہ عنہ
پہاڑوں پہ گئے، غاروں میں گئے، بڑے بڑے بلند مقام پر گئے ۔ سوچا
خطرہ ہے بے ادبی ہو جائے گی، کوئی کافر آ جائے گا، کسی کا پاؤں آ جائے
گا، کسی کے ناپاک جسم کا سایہ پڑ جائے گا ۔ جب ساری جگہ پہ سکون نہیں
ہوا ۔ ادھر خون سے خوشبو آ رہی تھی ۔ حضرت انس حضور ﷺ کے جسم پاک
سے نکلا ہوا خون مقدس پی گئے اور پی کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ گئے ۔
حضور ﷺ فرماتے ہیں انس رضی اللہ عنہ خون کہاں رکھا ہے؟ حضور ﷺ نے پوچھا
تاکہ سارے امتیوں کو پتہ چل جائے اور اپنے جیسا کہنے والوں کو بھی خبر ہو
جائے ۔ فرمایا انس خون کہاں رکھا ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا ﷺ
میں نے دیکھا کوئی جگہ محفوظ نہیں ہے، بے ادبی ہو جائے گی ۔ آقا ﷺ میں
تو پی گیا ہوں ۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جس نے جنتی
دیکھنا ہو اسے دیکھ لے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر دوزخ کی آگ ہی حرام ہو گئی

اور محدثین فرماتے ہیں اس خونِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دس پشتوں تک آتی رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مقدس و پاک ہے۔ جس کا پیشاب پاک ہے وہ خود کتنا پاک ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیالے میں پڑا ہوا تھا پتہ نہیں لگا خوشبو آرہی تھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اسے پی لیا۔ تاریخ کے اندر موجود ہے اس کی سات پشتوں تک جنت کی خوشبو آتی رہی۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے لئے قیصر روم کا سفیر تحفے لے کر آیا۔ اس نے آکر لوگوں سے پوچھا تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا ہمارا بادشاہ کوئی نہیں، ہمارا امیر ہے۔ کہا تمہارا امیر کہاں ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ سامنے ان کا مکان ہے۔ سفیر جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک قد آور شخصیت مٹی کا گارا گوندھ رہی ہے۔ سفیر سمجھا کوئی مزدور ہوگا۔ اس نے قریب آکر بڑے رعب سے کہا، اپنے امیر کو بلاؤ۔ تجھے پتہ نہیں ہم روم کے سفیر ہیں۔ حضرت عمر ابن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آہستگی سے کہا۔ امیر المومنین تو مجھے ہی کہتے ہیں۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شانیں عطا کی ہیں۔ سورج کی طرف نظر اٹھائیں تو سورج کی روشنی تاب نہیں لا سکتی۔ دریا کو اشارہ کریں رقعے سے پانی واپس آرہا ہے۔ ادھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دے رہے ہیں ادھر لشکر کی کمان کر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سفیر کو کہہ سکتے تھے کیا تجھے معلوم نہیں میں کون ہوں آپ رضی اللہ عنہ جو بھی کہتے بجا تھا لیکن نرمی سے کہا امیر المومنین تو مجھے ہی کہتے ہیں۔ جب سفیر نے سنا تو حیران رہ گیا۔ ہمارے بادشاہوں کے سامنے ان کا نام لیا جائے تو ان

کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں اور یہ سادگی کا عالم کہ امیر المومنین ہوکر مکان کی چھت کے لئے مٹی کا گارا گوندر ہے ہیں ۔ روم کے سفیر نے عرض کی حضور یہ تحائف ہمارے بادشاہ نے آپکی نظر پیش کیا ہے ۔ یہ شیشی اس میں عطر ہے' بڑا اچھا عطر ہے اگر شیشی کا ڈھکنا کھولیں پورا محلہ معطر ہو جائے ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گارے میں ہی کھڑے ہیں' آپ رضی اللہ عنہ نے وہ عطر کی شیشی کھول کر اُسے اُلٹا کر دیا۔ سفیر حیران پریشان کہ میں عطر کی تعریف کررہا ہوں اور عطر سارا گارے میں جا رہا ہے۔ جس وقت یہ سارا منظر ہوگیا حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کیسے عجیب لوگ ہو۔ جب سے ہمیں جسم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مل گیا ہے ہمیں کسی خوشبو کی ضرورت نہیں رہی۔ اندازہ کریں۔ تیرا میرا پسینہ عیب ہے۔ تیرے میرے پسینے سے بدبو آتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے سے جنت کی خوشبو آتی ہے ۔

آج ایک اور مسئلہ ذہن نشین کرلیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ مقدس کسی صحابی نے نہیں دیکھا ۔ یہ بالکل تحقیق بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ مقدس کسی صحابی نے نہیں دیکھا۔ ایک بڑی مزیدار حدیث ہے ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری مدت سے ایک تمنا تھی کہ زندگی میں ایک مرتبہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضاء حاجت کی زیارت ہوجائے ۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمسفر تھا ۔ اونٹ پر آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

رونق افروز تھے۔ پیچھے مَیں بیٹھا ہوا تھا۔ جب سواری جنگل میں پہنچی حضور ﷺ فرماتے ہیں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عرض کی حضور ﷺ لبیک۔ فرمایا ہم نے ذرا قضاء حاجت کرنی ہے۔ اُونٹ کو بٹھا دیا گیا۔ حضور ﷺ اُترے۔ عبداللہ ابن عمر اُترے۔ حضور ﷺ جا رہے ہیں۔ دیکھا تو دُور دُور پردے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔

کوشش کرنی چاہیئے پیشاب پاخانہ باپردہ ہونا چاہیئے۔ کئی منحوس سڑک پر کھڑے کھڑے پیشاب کر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک جو بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرتا ہے وُہ اِنسان نہیں گدھا ہے اور جو کھڑے کھڑے کھاتے ہیں وُہ اِنسان نہیں کُتے ہیں۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور کھڑے ہو کر کھانا یہ گدھوں اور کُتوں کا کام ہے

اُن کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے۔
اُن سے پھرے جہان پھرا آئی کمی وقار میں

کہتے ہیں مولوی جی کیا کریں رشتے دار ناراض ہو جائیں گے۔ مَیں کہتا ہوں رشتے دار جائیں جہنم میں، مدینہ والی سرکار ﷺ تو خوش ہوں گے۔ کوشش کرو بیٹھ کے کھاؤ۔ جب بیٹھ کر کھاتے تھے تو پیٹ بھر جاتے تھے جب سے کھڑے ہو کر کھانا شروع کیا ہے، پیٹ بھرتے نہیں خراب ہو جاتے ہیں، بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔ کسی کو ہارٹ ٹربل، کسی کو بلڈ پریشر، کینسر۔ یہ سب کھڑے ہو کر کھانے کی برکتیں ہیں۔ آج سے تہیہ کر لو بیٹھ کر کھائیں گے، اِن شاءاللہ سب بیماریوں سے شفا ہو گی۔ حضور ﷺ کی ایک

سُنّت پر عمل کرنے سے کئی بیماریوں کا علاج ہو جاتا ہے۔

جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیئے گئے۔ دیکھا تو پردے کا کوئی اِنتظام نہیں۔ عبدُاللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں دیکھتا رہا کہ میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پردے کا کیا اِنتظام فرمائیں گے۔ کھجُوروں کے درخت دُور دُور میلوں کے فاصلے پر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کو اشارہ کر رہے ہیں اور درخت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِشارہ پاتے ہی بھاگتے ہوئے آرہے ہیں۔

اُمتیو! تم اُمتی ہو کر نہیں مانتے اور وہ درخت ہو کر مان رہے ہیں۔ درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف آکر کھڑے ہو گئے۔ درختوں کے جُھنڈ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی۔ حضرت عبدُاللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ اپنی اُمید کی تلاش میں ہیں اَب وقت قریب آگیا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو حضرت عبدُاللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ چلو سفر شُروع کریں۔ حضرت عبدُاللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم مَیں بھی ذرا قضائے حاجت کر آؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو دِلوں کے خیالوں کو بھی جانتے ہیں۔ فرمایا جاؤ تم بھی قضائے حاجت کر آؤ۔ حضرت عبدُاللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ گئے۔ قضاء حاجت تو ایک بہانہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ تو کسی خزانے کی تلاش میں تھے۔ حضرت عبدُاللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا آج آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فُضلہ مبارک کی زیارت ہو جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ گئے، جب واپس شہر میں آئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا۔ دوستو! مجھے آج موقع ملا تھا۔ جہاں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی مَیں اُس جگہ پہنچا اور مَیں نے چاروں طرف غور سے دیکھا۔ حضرت عبدُاللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں دوستو! میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں جنّت کی خوشبو کے سوا مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

این خورد گردد پلیدی زیں جدا

آں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

اے انسان تو بڑی بڑی نعمتیں، پھل، مٹھائیاں کھائے وہ تجھ سے جدا ہو تو پلیدی بن کر جدا ہوتی ہے، فرمایا انسان تو جو چیز کھائے بدبو بن جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز کھائیں نورِ خدا بن جاتا ہے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بے مثل اور بے مثال۔ آج میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ تو آپ سب نے علماء سے سنا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ختنہ کرایا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ختنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ لوگ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح ہیں، بے وقوفو! تمہارے لئے تو نائی کو بلانا پڑتا ہے، آج میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ کیوں پیدا ہوئے؟ اِس میں ہزاروں راز ہوں گے۔ اُن ہزاروں رازوں میں سے ایک راز یہ بھی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سترِ عورت پر کسی کی نظر نہ پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، میری ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سترِ عورت پر نظر نہیں پڑی۔ بیوی ہونے کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر پر نہیں پڑی۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم شرافت کے بھی شہنشاہ ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قوم نے اعتراض کر دیا کہ آپ علیہ السلام مرد نہیں ہیں۔

اَب حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا جواب دیں ۔ آپ علیہ السلام تو پیغمبر ہیں ۔ اَور کوئی ہوتا تو زبان درازی کرتا، بڑی لمبی چوڑی باتیں کرتا ۔ دیکھو میں مَرد ہوں کہ نہیں لیکن حضرت مُوسیٰ علیہ السلام تو پیغمبر ہیں ۔ آپ علیہ السلام کیا جواب دیں ۔ قوم نے حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کو کہا آپ مَرد نہیں ہیں ۔ اِنتظام خُدا نے کر دیا ۔ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نہانے گئے کپڑے اُتار کر پتھر پر رکھے اَور خود پانی میں نہا رہے ہیں جس وقت نہا کر باہر نِکلے تو وُہ پتھر آپ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگ رہا ہے ۔ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے پیچھے ۔ فرمایا اَلحَجَرُ اُسْکُنْ ٹھہر جا پتھر ٹھہر جا ۔ پتھر تیز ہی تیز ۔ جہاں قوم کے جمگھٹے لگے تھے وہاں جا کر پتھر ٹھہر گیا ۔ سب کی نظر حضرت مُوسیٰ علیہ السلام پر پڑ گئی ۔ خُدا نے اِنتظام کر دیا ، اَب کپڑے پہن لو ۔

فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مُوسیٰ علیہ السلام کے لئے اِنتظام کرنا پڑا ۔ قوم کی مُوسیٰ علیہ السلام کی سترِ عورت پر نظر پڑ گئی تاکہ قوم کے شک وشبہ کا ازالہ ہو جائے ۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تیری ذات اَیسی بنائی ہے جس میں شک ہے ہی نہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب تلاش کرنے والو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب تلاش کرتے کرتے تمہارے پرخچے اُڑ جائیں گے ، تمہارا خانہ خراب ہو جائے گا ۔ بے وقُوفو ! اُس ذات میں عیب ہے ہی نہیں تُم نے تلاش کیا کرنا ہے ۔ یاد رکھیں تمام عُلماء کرام ، مُحدّثین اَور شارحین کا اِس پر اِتفاق ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش اَنبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے علیحدہ علیحدہ ہر نبی کو جو نعمتیں ، شانیں ، عظمتیں عطا فرمائی ہیں وُہ ساری کی ساری بلکہ اُن سے بھی زیادہ تن تنہا اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں ۔ حُسن بھی عطا کیا ہے تو حضرت یُوسف علیہ السلام

سے بھی زیادہ۔ مشہور تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حُسن سُنا ہے لیکن حقیقت یہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی حُسن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کی کچھ خیرات ملی ہے۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حُسْنُ یُوْسُفَ شَطْرُ الحُسْنِ۔ یوسف علیہ السلام کا حُسن میرے حُسن کا کچھ حصہ ہے۔ خدا ہی جانتا ہے جس کے حُسن کے کچھ حصے کا نام حُسنِ یوسف علیہ السلام ہے اُس کے حُسنِ تمام کی شان کیا ہوگی۔

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ثنا خواں ہیں مسجد نبوی میں صدرِ بزمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ، عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ، شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان، عشرہ مبشرہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونق افروز ہیں۔ صدارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حسّان رضی اللہ عنہ کے لئے منبر بچھادو۔ منبر بچھا دیا گیا۔ فرمایا حسّان رضی اللہ عنہ اِس منبر پر چڑھ کر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کرو۔ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ منبر پر رونق افروز ہوکر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کر رہے ہیں۔ حضرت حسّان عرض کرتے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت تو کسی کو دیکھا ہی نہیں۔ چودہویں صدی کے اندھے کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے ہیں اور جنہوں نے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے زیادہ خوبصورت تو کسی کو دیکھا ہی نہیں۔

حضرت حسان عرض کرتے ہیں وَاَكْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ یارسول اللہ کسی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل بچہ جنا ہی نہیں ۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہمیں کہتے ہیں دکھاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میلاد کہاں کیا ہے ۔ بیوقوفو! یہ میلاد کا ذکر نہیں تو اور کیا ہے ۔ وَاَكْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کر رہا ہے ۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت نے آپ جیسا کامل بچہ جنا ہی نہیں۔ خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بنانے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک بنایا۔ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور صفات میں عیب رکھا ہی نہیں یہاں میں صورِ اسرافیل بن کر ہدایت کیلئے اشارہ کرنا چاہتا ہوں جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور صفات میں، علم میں، عمل میں، دیکھنے میں، بیٹھنے میں، اُٹھنے میں، چلنے میں، کھانے میں، پینے میں غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ادا میں بھی جسے کوئی عیب نظر آجائے وہ سمجھے اُس کے پاس ایمان نہیں ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے ۔

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

حضرت حسان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے اُس بنانے والے نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن و جمال بنایا تو پوچھا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو ہی بتا تیرا حُسن کیسا بناؤں ۔ باقی سب کو رب تعالےٰ نے جیسا چاہا ماں کے پیٹ میں بنا دیا۔ محبوب کی باری آئی تو پوچھا محبوب تو ہی بتا تجھے کیسا بناؤں۔

یہ صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ہے۔ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنا عقیدہ پیش کر رہے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھوم رہے تھے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ حسان رضی اللہ عنہ اللہ تیرے درجے بلند فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی نعت سن کر اتنا خوش ہوئے کہ فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یا اللہ حسان رضی اللہ عنہ کی مدد فرما رُوحُ الْقُدُس سے۔ جب حسان رضی اللہ عنہ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں پڑھا کرے تو کلامِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہو، زبان جبرائیل علیہ السلام کی دے دی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں سن کر خوش ہونا سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہے سنتِ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ سب سے زیادہ خوبصورت خود خدا ہے اور خدائی میں سب سے زیادہ خوبصورت جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا، خدا ہے صاحبِ جمال ہے وہ حسن بنانے والا ہے۔ اُس حسین نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ حسین بنایا۔ سارے پیغمبر حسین ہیں لیکن کائنات میں سب سے زیادہ حسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اَحْسَنُ النَّاسِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت ہیں بلکہ جس جس کو حسن ملا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات ملا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بھائی یوسف علیہ السلام کا حسن میٹھا ہے اور میرا حسن نمکین ہے جنہیں حسن کی شان کا پتہ ہے وہ خود بیان فرمارہے ہیں فرمایا میرے بھائی یوسف علیہ السلام کا حسن میٹھا ہے اور میرا حسن نمکین ہے۔ کیا معنیٰ۔ حسنِ یوسف علیہ السلام اور حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی فرق ہے جو میٹھی چیز میں اور نمکین چیز میں فرق ہے۔ میٹھی چیز کھانے سے آدمی کی جلدی طبیعت بھر جاتی ہے لیکن نمکین چیز

روز کھاتا ہے اور قیامت تک کھاتا رہے طبیعت نہیں بھر سکتی حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن دیکھ کر طبیعت بھر سکتی ہے لیکن حُسن محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر طبیعت کیسے بھرے۔ دیکھنے والے کا یہی جی چاہتا ہے دیکھتا ہی رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں زُرْغِبًّا میرے صحابہ میری دوسرے دن آکر زیارت کیا کرو۔ ایک دن کا ناغہ کرکے آیا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ایسا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت ایسی ہے کہ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے ایک لمحہ غیر حاضری برداشت نہیں کرتے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم میری زندگی کی سب سے بڑی تین آرزوئیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ابوبکر تمہاری کیا آرزوئیں ہیں۔ عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو میری آرزو یہ ہے کہ میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہی دیکھتا رہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی کرتا رہوں ؎

سارے جہاں کے خوبرو تیری قسم تیرے سوا
بچتے نہیں نگاہ میں' میں اپنی نظر کو کیا کروں

عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم میری پہلی آرزو یہ ہے کہ ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ہی دیکھتا رہوں' میری دوسری آرزو یہ ہے کہ میرے پاس جو مال آئے میں آپ کے قدموں پر قربان کرتا رہوں اور میری تیسری آرزو یہ ہے کہ میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہی بھیجتا رہوں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی کا نچوڑ یہ تین بڑی بڑی آرزوئیں اور تینوں آرزوئیں وہ ہیں جو اہلسنت وجماعت کے عقیدے کی پہچان ہیں۔

معراج شریف کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام جاکر

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دو اِنَّ اللہَ اِشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ یَارَسُوْلَ اللہِ تیرا رب تیرے دیکھنے کا مشتاق ہے ۔ غور کرو وہ حُسن کیسا ہوگا جس کو بنانے والا بھی دیکھنے کا مشتاق ہے ۔ جس نے تاج محل آگرہ بنایا ہے اُس نے اور بھی چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنائی ہوں گی لیکن جب اپنا تعارف کرائے گا تو چھوٹی چھوٹی عمارتوں کا ذِکر نہیں کرے گا ۔ فرمائے گا میں وہ ہوں جِس نے تاج محل آگرہ بنایا ہے ۔ رَب تعالےٰ نے فرمایا سارے حُسن بنائے ہیں لیکن مَیں وُہ ہوں جِس نے حُسنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا ۔

مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جِس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حُسن وجمال
اے حَسِین تیری ادا اُس کو پسند آئی ہے

معراج شریف کی رات اللہ تعالیٰ نے سارے حسینوں کو دعوت دی ۔ فرمایا تمام پیغمبرو آجاؤ ، تمام فرشتو آجاؤ ، حُورانِ بہشتی آجاؤ ، غِلمانِ جنّت آجاؤ حُسن کی ساری کائنات آکر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی گزرگاہوں میں جاؤ اور اُس حُسن کا دیدار کرو جِس حُسن کی تمہیں خیرات مِلی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن بے مثال حُسن ۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے سردار ، فرشتوں کا امام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم رَاَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَہَا میں نے ساری زمینوں اور سارے آسمانوں کے حُسن وجمال کو دیکھا ہے ۔ میں نے عرشی فرشی سارے حسینوں جمیلوں کو دیکھا لیکن جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن ہے کِسی کا نہیں دیکھا ۔ مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں ۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

اِس شعر کا مضمون اور مفہوم یہ ہے ۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہتے واللہ ، خدا کی قسم ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہتے لیکن یہ عقیدہ ہمارا ضرور ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے ۔ جس نے ایسا حسن بنایا ہے وہ خدا ہی تو ہو سکتا ہے ۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی دلیل ہیں مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

کائنات حسن و جمال میں حوران بہشتی حسین ہیں ، سارے فرشتے حسین ہیں ، تمام نبی اور رسول حسین ہیں ، اُن تمام حسینوں میں سب سے زیادہ حسین سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی ایک دلیل پیش خدمت ہے :

معراج شریف کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنتوں کی سیر فرما رہے تھے ۔ جنت کی خوبصورت حوران بہشتی کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اُس وفد کی حسین و جمیل ملکہ نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں میرا خاوند کون ہوگا ۔ معلوم ہوا جنتیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہے اور جہنمیوں کا عقیدہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کا پتہ نہیں ۔ یقین کرو جو کہتا ہے نبی کو پتہ نہیں جہنمی عقیدہ ہے اور جس کو یقین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہے

جنتی عقیدہ ہے۔

حُورانِ بہشت کی ملکہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنّت میں میرا خاوند کون ہوگا ملکہ کا خیال تھا میں حُوروں کی ملکہ ہوں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت اَچھا خاوند عطا فرمائیں گے۔ جب ملکہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنّت میں میرا خاوند کون ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے فرمایا میرا بلال رضی اللہ عنہ۔ حُورانِ بہشت کی ملکہ کی گردن جُھک گئی۔ اُس کو پتہ ہے بلال رضی اللہ عنہ کا رنگ کالا ہے، ناک چپٹی ہے، پیشانی چوڑی ہے۔ پاؤں بڑے بڑے ہیں، بظاہر حُسن کی کوئی صُورت نظر نہیں آ رہی۔ حورانِ بہشت کی ملکہ یہ سوچ رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کیسا خاوند عطا فرمایا ہے۔ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، حُورانِ بہشت کی ملکہ میں نے تمہیں بلال رضی اللہ عنہ کی ملکیّت میں دیا ہے۔ پتہ نہیں میرا بلال رضی اللہ عنہ تجھے قبول کرے کہ نہ کرے۔ اِس میں ایک نُکتہ ہے جو بے اَدبوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُورانِ بہشت کی ملکہ پتہ نہیں میرا بلال رضی اللہ عنہ تُجھے قبُول کرے کہ نہ کرے۔ کیوں؟ اِس لئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حُسنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دیکھ لیا ہے۔ حوروں کو بھی جو حُسن مِلا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کی زکوٰۃ مِلی ہے۔

اعلیٰحضرت عظیمُ البرکت اِمام احمد رضا خاں تاجدارِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

لا وربّ العرش جس کو جو مِلا اُن سے مِلا
بٹتی ہے کونین میں نِعمت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

کائنات میں جس جس کو جو کچھ مِلا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مِلا ہے۔ جب ہم قُرآن و حدیث کی روشنی میں آپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن و جمال بیان کرتے ہیں

تو لازماً کسی نہ کسی کے ذہن میں آتا ہوگا کیا ایسا حُسن ہو سکتا ہے تو میں اُن کے اطمینانِ قلب کے لئے قبل از وقت کہہ دیتا ہوں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو قبر و حشر میں جب تمہاری نگاہیں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑیں گی تو پھر تمہیں یقین ہو جائے گا کہ مولوی الٰہی بخش جو بیان کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن تو اُن کی تقریروں سے بہت اُونچا ہے' اُن کے الفاظ سے بہت بلند ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن تو لفظوں میں آ ہی نہیں سکتا' زبانوں سے ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ قبر میں وحشتیں ہی وحشتیں ہوں گی ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا تو وحشتیں بدل جائیں گی۔ ایمان سے ہم تو موت کو پسند ہی اِس لئے کرتے ہیں کہ دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا ۔ وہ اَور ہوں گے جو موت سے ڈرتے ہیں۔ ہم تو موت کا اِنتظار کرتے ہیں۔ وہ موت اِس زندگی سے بدرجہا بہتر ہے ۔اِس زندگی میں اپنے دوستوں کو' رشتے داروں کو' وزیروں' گورنروں کو دیکھتے ہیں' جب موت آئے گی تو اِمامُ الْاَنبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا۔ قبر کی دُنیا کا ایک ایک لمحہ اِس دُنیا کی زندگی سے بدرجہا بہتر ہے ۔ وہ ایک ایک لمحہ کروڑوں سالوں پر غالب ہے اِس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی ۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نُور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

قبر میں ایک لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو گیا تو قبر قیامت تک کے لئے روشن ہو جائے گی ۔

برادرانِ ملّت ربیع الاوّل شریف کا آج آخری جمعہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے یا اللہ ایسے حسین موقعے ہمیں بار بار عطا فرما۔ ہم میں طاقت تو نہیں کہ تیرے محبوب ﷺ کی شانیں بیان کر سکیں۔ ہمارا حافظہ کمزور، ہمارا علم کمزور، ہمارے لفظ کمزور۔ یا اللہ تیری بارگاہ میں دعا ہے یہ جو ہم اپنے تھوڑے سے علم اور معمولی سی فراست سے تیرے محبوب پاک ﷺ کی جو شانیں، عظمتیں بیان کرتے ہیں اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما اور ہمیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کا پکا سچا امتی بنا۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

جمعہ کی نماز کے بعد باآوازِ بلند کلمہ طیبہ کا ذِکر

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

ذِکر کے بعد عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

یا اللہ اپنے محبوب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ کرم کے صدقے اِسلام اور عالمِ اِسلام کی حفاظت فرما (آمین) یا اللہ مکۃ المکرمہ مدینہ منورہ کی عظمت کا واسطہ دیتے ہیں ملکِ پاکستان کے چپے چپے کی حفاظت فرما (آمین) پاکستان کی بنیادوں کو مضبوط سے مضبوط اور سرحدوں کو وسیع سے وسیع تر فرما (آمین) اِسلام کے دُشمنوں اور پاکستان کے غداروں کو نیست و نابود فرما (آمین) یا اللہ روئے زمین کے مسلمانوں کے جان و مال، ایمان، اولاد، عزت و آبرو کی حفاظت فرما (آمین) ہم سب مسلمانوں کو اِسلام میں مکمل طریقے سے داخل ہونے کی توفیق عطا فرما (آمین) شیطانی حرکتوں اور مرکزوں سے نفرت عطا فرما اور شیطانی حملوں سے محفوظ فرما (آمین) یا اللہ اَپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن کے صدقے مِلّتِ اِسلامیہ کے تمام بیماروں کو ہر قسم کی روحانی، جسمانی، آسیبی، اعصابی بلاؤں، وباؤں تمام بیماریوں

سے مکمل صحت و شفا عطا فرما (آمین) تمام پریشان حالوں کی پریشانیوں کو دُور فرما (آمین) تمام قرض داروں کو قرض کے بوجھ سے نجات عطا فرما (آمین) بے روزگاروں کو اچھا روزگار اور رزقِ حلال عطا فرما (آمین) یا اللہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ کرم کے صدقے ہم سب کو کسی دُنیادار کا محتاج نہ رکھ۔ غیب کے خزانوں سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی بھیک عطا فرما (آمین) یا اللہ بے گناہ قیدیوں کو قید سے رہائی عطا فرما (آمین) ہم سب کے گھروں میں رحمتیں، برکتیں، خوشیاں عطا فرما (آمین) یا اللہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زُلفِ پاک کے صدقے ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما (آمین) آئندہ نیک اور پاک کام کرنے کی توفیق عطا فرما (آمین) یا اللہ تیری بارگاہ میں دُعا ہے ہم سب کو اولیاء اللہ کا پکا سچا غلام بنا اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

نمازِ جمعہ کے بعد درود و سلام

مصطفےٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دَم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس نے حق کربلا میں ادا کر دیا
جس نے نانے کا وعدہ وفا کر دیا

گھر کا گھر سب سپردِ خدا کر دیا
اس حُسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا ﷺ پہ بے حد درود
ہم فقیروں کے سرور پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام علیک یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلام علیک
یا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سلامُ علیک صلوٰۃ اللہ علیک

رحمتوں کے تاج والے دو جہاں کے راج والے
عرش کی معراج والے عاصیوں کی لاج والے

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سَلَامٌ عَلَیْکَ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سَلَامٌ عَلَیْکَ
یا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سَلامُ علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ

واسطہ اہلِ عبا کا صدقہ حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا
اور شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ کا غم نہ ہو روزِ جزا کا

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سَلامُ علیکَ یا رَسول صلی اللہ علیہ وسلم سلامُ علیکَ
یا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سلامُ علیکَ صلوٰۃ اللہ عَلَیْکَ

از طفیل غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ گنج بخش فیضِ عالم رحمۃ اللہ علیہ
صدقہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ دور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام علیک یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلامُ علیک
یا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول یہ سلامِ عاجزانہ ہو قبول
دست بستہ کھڑے ہیں یہ سب حاضر غلام پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام
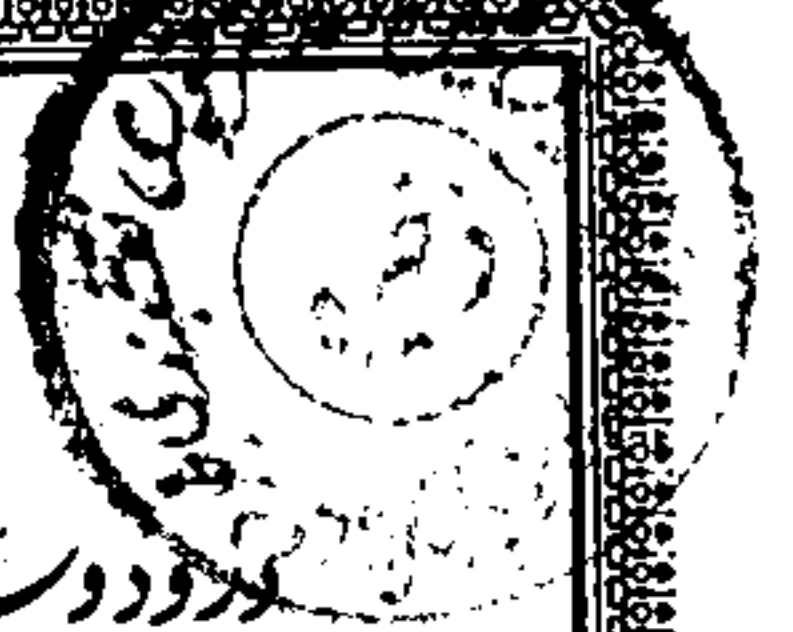
درود وسلام کے بعد عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کرم ہو تو بات بنتی ہے وگرنہ میرے گناہوں کا کچھ حساب نہیں (بیشک)

تیرے کرم سے میری سلامت ہے زندگی تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی (بیشک)

آقا صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ٹکڑوں پہ پلے آب ہمیں غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں ہم چھوڑ کے صدقہ تیرا (آمین)

مَیں دن کو پھروں مدینے کی گلیوں میں مانگتا اور رات بھر رہوں درِ سرور کے سامنے (آمین)

میں سمجھوں مجھ کو تختِ سُلیماں مل گیا آقا تھوڑی سی جا ملے جو تیرے در کے سامنے (آمین)

اَللّٰھُمَّ حَصِّلْ مُرَادَنَا اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ اُمُوْرَنَا. اَللّٰھُمَّ حَلِّلْ مُشْکِلَاتِنَا اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الرَّحْمَۃَ وَالْبَرَکَۃَ وَالْمَغْفِرَۃَ

یا اللہ جب تک زندہ رہیں تیرے حکم کے مطابق تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرتے رہیں (آمین) یا اللہ ہمیں موت بھی آئے تو درود وسلام پڑھیں (آمین) ہم قبر میں بھی جائیں تو درود وسلام پڑھیں (آمین) حشر میں اُٹھیں تو درود وسلام پڑھیں آمین میزان پر جائیں تو درود وسلام پڑھیں (آمین) پُل صراط سے گزریں تو وجد میں آ کر درود وسلام پڑھیں (آمین) یا اللہ جب جنتوں کے دروازوں پر پہنچیں تو جھوم جھوم کر درود وسلام پڑھیں (آمین) اور جب جنتوں میں جائیں تو درود ہی درود ہو سلام ہی سلام ہو (آمین) یا اللہ درود وسلام والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم تمام گنہگار مسکینوں کی اِس حاضری کو قبول فرما (آمین) یا اللہ جس طرح تو نے ہمیں یہاں درود وسلام پڑھنے کی توفیق

عطا فرمائی ہے اسی طرح ہم سب کو گنبدِ خضریٰ کی فضاؤں میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دُرود و سلام پڑھنے والی زبان عطا فرما اور زیارتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والی نگاہ عطا فرما آمین!

ہمیں بار بار سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے مواقع عطا فرما (آمین) ہم سب کا قبر حشر میں بیڑا پار فرما (آمین) یا اللہ اہلسنت وجماعت میں جو فوت ہو چکے ہیں، محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم کے صدقے اُن کی مغفرت فرما (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کانٹا میرے جگر سے غم روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

محترم قارئین کرام!

ہم نے اپنے طور پر حتی الامکان کوشش کی ہے کہ کتاب ہذا غلطی سے پاک ہو۔ اس کے باوجود اگر آپ کو کہیں زبر زیر یا لفظی غلطی نظر سے گزرے تو براہِ کرم درج ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

انجمن رضائے رسولِ الٰہی۔ ۵ ہ/۱۲۵ شاداب کالونی
علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور فون ۶۳۱۴۴۱۴

دعا گو:

بندۂ ناچیز محمد منشا قادری رضوی ضیائی، محمد ارشد حسین قادری رضوی ضیائی

منقبت

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ علامہ مولانا محمد الٰہی بخش قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

حضرت قبلہ علامہ الٰہی بخش اہلسنّت دا شیر خوددار ویکھو ۔ غیرتمند بریلوی ٹھوس سُنّی اعلیٰحضرت دا سپہ سالار ویکھو
عاشق صادق حضور پُرنور والے ایہدے عشق دا ذرا خمار ویکھو ۔ اعلیٰحضرتؒ دی جھلک جے ویکھنی جے حضرت قبلہ دا چہرہ بار بار ویکھو

فیضِ عشقِ رسولؐ دا ونڈدا اے پھل کیردا اکر کمال دیندا ۔ قسم ربّ دی جدوں تقریر کردا یا عشق دی سوہنا دھمال دیندا
پوری محفل نوں وجد تے وجد آوے ایسا ذوق نوں رنگ جمال دیندا ۔ عشقِ نبیؐ دی سوہنی توحید والا درس عشق دا لازوال دیندا

لیکے سدھا مدینے چوں فیض آیا ضیائی قادری پیر الٰہی بخش ۔ داتا صاحب دے شہر لاہور اندر گنج بخشی وزیر الٰہی بخش
سوہنا عشقِ رسولؐ دا گنج ونڈے جدوں کرے تقریر الٰہی بخش ۔ عشقِ نبیؐ دی غیرت سبحان اللہ دشمن لئی شمشیر الٰہی بخش

درس عشقِ رسولؐ دا دے کے تے نال نظر دے جام پلائی جاندا ۔ عشقِ نبیؐ دی ضرب دے نال سوہنا ہر سینہ مدینہ بنائی جاندا
کملی والے محبوبؐ دا ہر عاشق ایہدی راہ تے اکھاں وچھائی جاندا ۔ اعلیٰحضرتؒ دا سپہ سالار سوہنا اپنے فرض نوں خوب نبھائی جاندا

ریچھ پچ نئیں حق دی گل اُتے گل کرنی ایں ڈنکے دی چوٹ اُتے ۔ موقع محل تے وقت نئیں پاس کرنا طمع حرص نئیں ووٹ یا نوٹ اُتے
اللہ واسطے دوستی دشمنی ایں ذاتی ویر نہ نیت دی کھوٹ اُتے ۔ گل حق دی سرِ میدان کرنی کوئی جا لئے بیشک ہائیکورٹ اُتے

لوں لوں دے وچوں پئی اُٹھدی اے اج سرور دی ایہو فریاد مولا ۔ اعلیٰحضرتؒ دا فرمانبردار بیٹا تے دیوانہ غوثِ بغداد مولا
اہلسنّت دے شیر نوں سُنیاں تے رکھ سدا آباد تے شاد مولا ۔ حضرت قبلہ علامہ الٰہی بخش مردِ حق پائندہ باد مولا

میری سوچ محدود پرواز چھوٹی کملی والے دا سچا غلام اُچا
عشقِ نبیؐ دی کرے تبلیغ اُچی حضرت قبلہ نوں میرا سلام اُچا

دُعا گو خیر اندیش بے لوث عقیدت مند
شیخ محمد سرور نقشبندی قادری واربرٹن